ڈاکٹر خالد غزنوی
فیلو مجلس ماہرین امراضِ جلد (لندن)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
الوقف للہ الکریم
برائے ایصال ثواب
میرے والد
رحمۃ اللہ علیہ
حضرت خواجہ صغیر احمد سہروردی
ولد خواجہ احمد اللہ مرحوم
جو بھی اسکو پڑھیں میرے مرحوم والد گرامی کے لئے دعا فرمائیں،
خداوند قدوس ان کو اپنی جوارِ رحمت میں اعلیٰ مقام عطا فرمائیں۔ آمین
منجانب: بیگم و خواجہ قدیر احمد
قدیر انڈسٹریز F-190۔ لیبر اسکوائر روڈ سائٹ کراچی
TELEX : 23442 QADIR PK, FAX : 92-21 4548379
FACTORY TEL : 2562891, 2564016-19

امراضِ جلد

اور علاجِ نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

ڈاکٹر خالدِ غزنوی

فیلو مجلس ماہرین امراضِ جلد (لندن)

بار سوئم جنوری ۱۹۹۵ء
محمد فیصل نے
زاہد پرنٹرز سے چھپوا کر شائع کی
قیمت 110روپے

مندرجات

نمبر شمار | صفحہ

امراض جلد اور علاج نبویؐ - ایک تبصرہ - حکیم محمد سعید

1 پیش لفظ Foreword.

2 جلد اور امراض جلد Skin & Diseases of Skin. 11

○ جلد کی ساخت - اسکے افعال اور ذمہ داریاں۔

3 جلد میں رنگ اور اسکی بیماریاں Colour of Skin & Diseases. 17

○ رنگ کی کمی اور زیادتی سے پیدا ہونے والی بیماریاں سورج مکھیا۔

پھلبہری [برص] دودھ اور پھلبہری - چھائیاں [کلف] کیسری دھبے - تل

4 گرمی دانے Prickly Heat. 41

5 پتی اچھلنا - الرجی Urticaria-Allergy. 45

○ حساسیت سے پیدا ہونے والی بیماریاں - ان کا اسلوب اور علاج

6 ایگزیما Eczema. 53

○ ایگزیما اور حساسیت کا ایگزیما - ہاتھوں کی سوزش

7 جلد کی سوزشیں Infections of Skin. 69

○ داڑھی مونڈنے کے مسائل اور احتیاطی تدابیر - چہرے کے مہاسے

	○ کیل اور چھائیاں۔ پھوڑے پھنسیاں۔ کاربنکل۔ آبلے دار سوزش۔ سرخ باد۔ جلد کی پھیلنے والی سوزش	
101	Scabies. متعدی خارش	8
113	Pityriasis Versicolor. چھیپ	9
117	Diseases of Fungus. پھپھوندی کی بیماریاں	10
	○ داد۔ ٹانگوں کی داد۔ پیروں کی داد۔ داڑھی کی داد۔ چہرے کی داد۔ سر کی داد	
131	Diseases of Mouth. منہ کی بیماریاں	11
	○ منہ کی سوزش۔ منہ پکنا۔ منہ کے کناروں کا پھٹنا	
145	Oriental Sore. لاہوری پھوڑا	12
151	Viral Diseases. وائرس کی بیماریاں	13
	○ نملہ صغریٰ [آبلے]۔ نملہ شدید۔ لاکڑا کاکڑا۔ جل جانا	
171	Wartz مسے	14
	○ مسے۔ لعاب دار مسے	
183	Lupus Vugaris *(Tuberculosis of Skin).* جلد کی دق	15
189	Leprosy. جذام۔ کوڑھ	16
225	Venereal Diseases *(Aids-Syphilis).* امراض زہراوی	17

○ ان کا پھیلاؤ - ایڈز - بھارت میں ایڈز - آتشک - سوزاک - نارفارسی - پننا رائٹر کی بیماری

18 چنبل — Psoriasis. 257

19 ناخنوں کی بیماریاں — Diseases of Nails. 269

20 بال اور بالوں کی بیماریاں — Hair & Diseases of Hair. 278

○ سر میں پھنسیاں - جسم کی خشکی [بفہ] - بالوں کا گرنا - بالچر - عورتوں میں گنج بالوں کی پیوند کاری - بالوں کا سفید ہونا - بالوں کی قبل از وقت سفیدی - بال رنگنا اس کے مسائل اور اسلوب - جسم پر بالوں کی کثرت - جوئیں۔

21 پیروں کی چنڈیاں — Corns & Callosities. 331

22 اضافی گوشت کے لوتھڑے — Keloids. 338

23 تیراکی اور اس کے مسائل — Swimming & Its Problems. 342

حکیم محمد سعید

امراض جلد اور علاج نبویؐ ---- ایک تبصرہ

عالی جناب محترم ڈاکٹر خالد غزنوی کی شہرت بہ حیثیت معالج طب بنوی صلی اللہ علیہ وسلم دور دور پہنچ چکی ہے۔ وہ گزشتہ کم از کم دو دہائیوں سے طب نبویؐ کا مطالعہ کر رہے ہیں اور پھر اس مطالعے کے ساتھ وہ بہ حیثیت معالج اپنے زیر علاج مریضوں کا علاج بھی طب نبویؐ کی رہنمائیوں میں کر رہے ہیں۔ اس اعتبار سے نہ صرف ڈاکٹر خالد غزنوی ایک محقق ہیں بلکہ ایک کامیاب معالج بھی ہیں اور وہ اپنی تحقیقات کو عصری زبان میں بیان کر رہے ہیں۔ ان کی ایک کتاب "علاج نبویؐ اور جدید سائنس" اس میدان میں حامل اہمیت ہے۔

تازہ تالیف جو زیر تبصرہ ہے، امراض جلد سے متعلق ہے اور اس کی باعث تالیف بیان کرتے ہیں ہوئے ڈاکٹر غزنوی رقم طراز ہیں:

> " --- جلد کی بیماریوں کا علم، طب کے مظلوم ترین صنف ہے۔ اس علم کو درسگاہوں میں مضمون کی حیثیت حاصل نہ تھی اور اس کے استادوں کو دوسرے پروفیسروں جیسی پذیرائی بھی حاصل نہ تھی۔ لوگوں نے بیماریوں کے بارے میں قومی زبان میں کتابیں لکھیں، لیکن امراض جلد کو توجہ میسر نہ آسکی --- "

جناب ڈاکٹر خالد غزنوی صاحب نے اس موضوع پر قرار واقعی توجہ کی۔ انہوں نے نہ صرف قرآن حکیم سے روشنی حاصل کی بلکہ سیرت و سنت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بھی استفادہ کیا اور قرآن و سنت سے متاثر حکیم ابن سینا وغیرہ کے معالجات پر بھی توجہ و تحقیق فرمائی ہے۔ لکھتے ہیں:

> " --- بوعلی سینا نے بال اگانے کے لئے 17 نسخے بیان کیے

ہیں اور ان میں ہر ایک سرکہ پر مبنی ہے۔ جب کہ سرکہ کو کھانے کے علاوہ دوسری افادات کا مظہر بتانا حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا تحفہ ہے ---"

اس کتاب کی تالیف میں ڈاکٹر غزنوی نے پروفیسر طاہر سعید ہارون' پروفیسر سید عبدالرشید' پروفیسر غلام رسول قریشی' ڈاکٹر عبدالرشید قاضی صاحبان سے بھی استفادہ کیا ہے اور کتاب کو مرتبہ سائنس دینے کی سعی بلیغ کی ہے۔

بہ حیثیت مجموعی کتاب امراض جلد کے ذیل میں دس عنوانات پر حاوی ہے۔ ان عنوانات میں ایک "پتی اچھلنا۔ الرجی" بھی ہے۔ اس موضوع پر سیر حاصل بحث ہے اور اسباب پر توجہ دی گئی ہے' مگر پتی اچھلنے اور فساد کبدی کو مقام فکر نہیں ملا ہے' حال آنکہ اس کا ایک نہایت گہرا تعلق جگر کے نقص فعل سے بھی شمار ہوتا ہے اور اسے ضرور درجہ اہمیت حاصل ہے۔ پتی اچھلنے کا جدید علاج تحریر کرتے وقت ان کی توجہ زیادہ تر اینٹی الرجک دواؤں پر رہی ہے اور پھر طب یونانی کے معالجات میں تمام وہ دوائیں درج ہیں جو کسی نہ کسی انداز سے اصلاح فعل جگر کا عنوان ہیں۔ طب نبویؐ کے معالجات میں شہد' کلونجی اور برگ کاسنی کو جگہ ملی ہے اور سرکہ کا بھی ذکر ہے' مگر غذائی علاج کا ذکر نہیں ہے جسے اس باب میں طب نبویؐ میں اہمیت حاصل ہے۔ خود ڈاکٹر غزنوی صاحب نے قول نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تحریر فرمایا:

"---- بیماری کا اصل باعث مریض کی قوت مدافعت کی کمی ہے ---"

اور پھر مزید:

"--- اس بارے میں انہوں نے متعدد اصول عطا فرمائے ہیں جیسے کہ صبح کا کھانا ناشتا جلد کرنا۔ رات کا کھانا ضرور کھانا اور اس کے بعد چہل قدمی۔ گوشت کی معمولی مقدار ضرور کھانا' مگر سبزیوں کے ساتھ۔ چکنائیوں کی کثرت کو ناپسند فرمایا ---"

بہ حیثیت مجموعی جناب محترم ڈاکٹر خالد غزنوی صاحب کی یہ تالیف اہمیت کی حامل ہے اور نہ صرف اطباء بلکہ ڈاکٹر صاحبان کے مطالعے کے لائق ہے۔

باعث تالیف

جلد کی بیماریوں کا علم طب کی مظلوم ترین صنف ہے۔ اس علم کو درسگاہوں میں تدریسی مضمون کی حیثیت حاصل نہ تھی اور اس کے استادوں کو دوسرے پروفیسروں جیسی پزیرائی بھی حاصل نہ رہی۔ لوگوں نے بیماریوں کے بارے میں قومی زبان میں کتابیں لکھیں لیکن امراض جلد کو توجہ میسر نہ آسکی۔

امراض جلد کو زیادہ توجہ شاید اس لئے بھی میسر نہ آسکی کہ اکثر بیماریوں کا شافی علاج موجود نہ تھا اور مریضوں نے بھی ان کے وجود پر توجہ نہ دی اگر کسی کے بال گرنے لگ گئے ہیں تو وہ امراض جلد کے کسی ماہر کے پاس جانے کی بجائے حجاموں، نیم حکیموں، سنیاسیوں اور دوستوں کو علاج کی دعوت دیتا ہے۔ پچھلے سال ایک خاتون نے اپنی بیٹی کے گرتے بالوں کے لئے 700 روپے میں بھاٹی دروازہ کے کسی شخص سے تیل کی ایک بوتل بنوائی اور پھر اپنے ایک عزیز کے گرتے بالوں کو بچانے کے لئے تحفہ محبت کے طور پر 700 کی ہی بوتل اسے بھی بنوا کر دی۔ چھ مہینے کے استعمال سے اس نوجوان کے سر پر چوتھائی بال باقی رہ گئے ہیں۔

بالوں کے گرنے کے متعدد اسباب ہیں جن میں سے کچھ جلد میں چکنائی کی زیادتی سے پیدا ہوتے ہیں۔ ایسے میں کوئی بھی تیل گرنے کی رفتار میں اضافہ کرے گا۔ لیکن بال اگانے والے تیلوں کی مقبولیت روز بروز بڑھتی جا رہی ہے اور اس مقبولیت کے نتیجہ میں گنجے ہونے والوں کی تعداد میں اضافہ ایک لازمی امر ہے۔

امراض جلد سے بے خبری کی وجہ سے لوگوں کو جو نقصان ہو رہا ہے اس کے پیش نظر ہم نے اس موضوع کو اپنا کر بیماریوں ان کے باعث اور علاج کے متعلق یہ کتاب مرتب کی ہے۔ جس میں جدید معلومات کے ساتھ ساتھ اطباء قدیم کے مجربات کو بھی شامل کیا گیا ہے

جہالت خواہ کسی قسم کی ہو اس کے لئے اسلام سے روشنی مل سکتی ہے۔ ہم جہاں بھی

مشکل محسوس کریں اور اسلام سے اپنے لئے راستہ طلب کریں تو وہ مایوس نہیں کرتا۔ امراض جلد کے علاج کے اندھیرے اس سے روشنی سے علیحدہ نہیں۔

قرآن مجید نے بتایا ہے کہ ہمارے لئے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سیرت و اسلوب زندگی اور ارشادات مثالی کردار کا بہترین نمونہ ہیں۔ جب ان کے ارشادات گرامی پر توجہ دیں تو امراض جلد کے مریضوں کے لئے بھی امید کی روشنی کی بھرپور مقدار میسر آتی ہے۔ انہوں نے بال اگانے' بیماریوں کے علاج میں براہ راست اور بالواسطہ نہایت ہی قابل قدر اور مفید تحفے عطا فرماتے ہیں۔ بو علی سینا نے بال اگانے کے لئے 17 نسخے بیان کئے ہیں اور ان میں سے ہر ایک سرکہ پر مبنی ہے۔ جبکہ سرکہ کو کھانے کے علاوہ دوسرے افادات کا مظہر بتانا حضور اکرمؐ کا تحفہ ہے۔ انہوں نے ان بیماریوں کے علاج میں زیتون کا تیل' مرکی' صعتر' حب الرشاد' قسط' لوبان' ادرک اور کلونجی کے علاوہ درجنوں مفید ادویہ کی نشان دہی فرماتی اور ہمیں ان کے بارے میں واقفیت پانے کے لئے مزید تحقیقات کا راستہ دکھایا۔

امراض جلد کے علاج میں اس بارگاہ اقدس سے میسر آنے والی روشنی سے استفادہ کرتے ہوئے اردو میں اس مضمون پر پہلی کتاب پیش کرنے کی کوشش میرے لئے بھی ایک سعادت ہے۔ جسے مکمل کرنے میں مجھے علماء فن اور علماء کرام کے علاوہ دوستوں کی بے پایاں عنایات میسر رہیں۔

پروفیسر طاہر سعید ہارون میڈیکل کالج میں جلدی امراض کے شعبہ کے سربراہ ہونے کے علاوہ صاحب دیوان شاعر ہیں۔ انہوں نے میو ہسپتال میں امراض جلد کی تشخیص اور علاج کے لئے ایک نہایت شاندار شعبہ قائم کیا ہے جس کو دیکھ کر احساس ہوتا ہے۔ بنی نوع انسان کی بہتری کے لئے خلوص سے کام کرنے والے ابھی موجود ہیں۔ اس شعبہ کے ساتھ ایک نہایت عمدہ لائبریری اور جدید تحقیقی لیبارٹری بھی ہے۔

پروفیسر طاہر سعید ہارون صاحب نے اس پروقار اور مفید لائبریری کو ہماری مدد کے لئے مہیا کر دیا اور اپنے نائب ڈاکٹر طارق زمان کو مزید ضروریات کو مہیا کرنے پر مامور کر کے

علوم و فنون کی ترویج میں اپنی بے پناہ محبت اور دلچسپی کا اظہار فرمایا۔ انہوں نے جہاں اس تالیف کے لئے جدید مواد مہیا کیا وہاں بیماریوں کی تصاویر عطا کر کے اس کتاب کی تدوین میں اپنی عنایات کو مصور کر دیا۔ شعبہ امراض جلد کے ڈاکٹر عبد الرحمان صاحب نے اپنی لیبارٹری سے بھرپور امداد مہیا کی۔

پروفیسر سید عبد الرشید: نے ایڈز کے مقالہ کی تکمیل کے لئے قابل قدر معلومات کو شامل کیا۔

پروفیسر غلام رسول قریشی صاحب: نے بیماریوں کی تشخیص کے بارے میں اپنے گراں قدر علم اور تجربات عطا فرمائے۔

ڈاکٹر عبد الرشید قاضی صاحب: نے اپنی موقر لیبارٹری سے جلدی امراض کی تشخیص کے تجربات اور نتائج مہیا کئے۔

محترم مولنا حافظ عبد الرشید صاحب نے احادیث کی صحت کا جائزہ لیا اور مولنا حافظ احمد شاکر صاحب نے اپنی نہایت عمدہ لائبریری کو میری امداد پر لگا دیا۔

مسودوں پر نظر ثانی اور کتاب کی ترتیب میں کونسلر مہر مشتاق احمد صاحب ایڈوکیٹ۔ رانا بشیر احمد اور محمود صاحب کی محبت میرے بڑے کام آئی۔

عزیزہ عائشہ غزنوی نے حسب سابق طباعت میں ہاتھ بٹا کر اپنی سعادتمندی کا مظاہرہ کیا۔

ترتیب کے دوران پروفیسر افضل حق قرشی پروفیسر صابر لودھی صاحبان کے مشورے ہر وقت حاصل رہے۔

ان مخلص کرم فرماؤں کے لئے محض شکریہ سے گذارا نہیں ہوتا اللہ تعالیٰ ان کو جزائے خیر دے اور علوم کی ترویج کی توفیق دیتا رہے اپنے ناشر محمد فیصل خان کی محنت، شفقت اور دلچسپی کا شکر گذار ہوں۔

خالد غزنوی

42-حیدر روڈ--اسلام پورہ-لاہور

جلد اور امراض جلد

قدرت نے جسم انسانی کی نازک چیزوں پر جلد کی صورت میں ایک شاندار غلاف یا حفاظتی تہہ عطا فرمائی ہے۔ یہ کوئی تکیہ کا غلاف نہیں کہ اندر کی چیزوں کو چھپا کر باہر والوں کو ایک اچھا منظر دیتی ہے بلکہ غلاف ہونے کے ساتھ ساتھ یہ ایک زندہ جاوید اور نازک عضو ہے۔ جو اندر کی چیزوں کو حفاظت دینے کے ساتھ ساتھ نہایت اہم خدمات بھی سرانجام دیتی ہے۔ ان میں سے کچھ ایسی ہیں کہ اگر کچھ عرصہ کے لئے بند ہو جائیں تو موت واقع ہو سکتی ہے۔ اور کچھ ایسی ہیں کہ وہ تندہی سے انجام نہ پائیں تو مختلف بیماریاں لاحق ہو سکتی ہیں۔

اہمیت کے لحاظ سے جسم کا کوئی بھی عضو کسی دوسرے سے کم نہیں۔ ہر عضو ایک نگینہ ہے اور اس کی اپنی آب و تاب دوسروں سے علیحدہ ہے لیکن جلد ایک ایسی چیز ہے جو ہمیں صورت دیتی ہے۔ گلابی رخسار' ترشے ہوئے لب' غزالی آنکھیں' لمبی پلکیں' صراحی دار گردن' مخروطی انگلیاں سب جلد ہی کے پرتو ہیں۔ بالوں کا حسن' رنگ اور لمبائی جلد کا ادنیٰ سا کرشمہ ہے۔ حسن و رعنائی کے شاہکار ملکۂ مصر کلوپیٹرا۔ وینس مونالیزا' بلکہ آج کی ایلزبتھ ٹیلر کی خوبصورتی ان کی جلد ہی کی مرہون منت ہے۔ چہرے پر تنی ہوئی صحت مند اور چمکدار جلد کو دیکھ کر صناعی قدرت کی داد دینے والے جب اسی چہرے کو کچھ مدت بعد دوبارہ دیکھتے ہیں تو چہرے کی جھریاں لٹک لٹک کر بل ڈاگ کا سا نقشہ پیش کرنے لگتی ہیں۔ وہی خاتون جس کی جلد کی خوبصورتی ایک روز فلم' TV یا سٹیج پر لوگوں کو مقناطیس کی مانند کھینچتی تھی کچھ عرصہ بعد جب چہرے پر عمر رسیدگی کی علامات لے کر جلوہ گر ہوتی ہے تو لوگ منہ پرے کر لیتے ہیں۔

اسلام نے بڑھاپے کو اسی لئے ارزل العمر کا نام دیا ہے کیونکہ یہ زندگی کا ذلیل ترین حصہ ہی نہیں بلکہ فرد کو ذلیل کرواتا ہی رہتا ہے۔ کچھ خواتین لٹکی ہوئی جلد کو نکلوانے کے لئے پلاسٹک آپریشن کرواتی ہیں —— سرجن جلد کو چہرے پر ڈھولک کے پردے کی طرح تن دیتے ہیں۔

تندرست و توانا جلد ایک طرح سے چہرے پر تنی ہوتی ہے اور دوسری طرف اس میں اتنا "الاسٹک" ہوتا ہے کہ وہ انسانی جذبات کے اظہار کا بڑا معتبر ذریعہ بنی رہتی ہے۔ تیوریاں، مسکراہٹ، شگفتگی، چہرے سے پھوٹنے والی شگفتگی یا غصہ اور ناپسندیدگی کے اظہار جلد کا ہی کمال ہیں۔ جن کو آپریشن کے بعد کی تنی ہوئی جلد سے پیدا کرنا ممکن نہیں رہتا۔

جلد کی ساخت

جلد ہمارے جسم کا سب سے بڑا اور وسیع عضو ہے۔ وزن کے لحاظ سے یہ کل جسم کا سولہواں حصہ ہے۔ فرد کا رنگ خواہ کوئی بھی ہو یا کسی بھی جگہ کا رہنے والا ہو جلد کی ساخت اور ترکیب سب میں یکساں ہوتی ہے۔ البتہ اکثر بیماریوں کی علامات جلد یا مریض کے چہرے پر لکھی ہوتی ہیں۔ جیسے کہ یرقان کی پیلاہٹ، خون کی کمی کی زردی، بلڈ پریشر کی سرخی، غذائی کمی اور مختلف حیاتین کی کمی کی وجہ سے پیدا ہونے والی تبدیلیاں اس کی شکل و صورت میں معمولی تبدیلیاں تو لا سکتی ہیں۔ لیکن اس کی ہیئت تبدیل نہیں کرتیں۔

خوردبینی مطالعہ سے جلد کو دو اہم حصوں میں تقسیم کیا گیا ہے۔ جن میں سے ہر حصہ مزید تہوں پر مشتمل ہوتا ہے۔

EPIDERMIS--1 (اوپر جلدی) اس میں اوپر سے نیچے تک 5 حصے ہیں۔ اور انہی سے ناخن بنتے ہیں۔

—— Stratum Geminativum- ان میں جلد کا رنگ یا جسمانی رنگت مرتب پاتی ہے اس کی صحت کے لئے حیاتین A بہت ضروری ہے۔

—— Stratum Malpighia- اس کے خلئے ہشت پہلو ہوتے ہیں۔ جو فرش

پر ٹائلوں کی مانند لگے ہوتے ہیں۔

Stratum Granulosum ——

Stratum Lucidum ——

Stratum Corneum ——

2--DERMIS اس کو اصل جلد بھی کہہ سکتے ہیں کیونکہ جلد کی زیادہ تر اہم چیزیں یہاں پائی جاتی ہیں۔ جیسے کہ:

چوٹ لگنے اور حساسیت کے موقعہ پر Histamine پیدا کرنے والے خلیے۔ " الاسٹک " کے ریشے آپس میں چارپائی کی نواڑ کی مانند بنے ہوتے ہیں۔ یہ جلد کو طاقت اور لچک دیتے ہیں۔

پسینہ پیدا کرنے والے غدود۔ ان کی ایک قسم گرم موسم میں پسینہ پیدا کرتی ہے جبکہ ان کی دوسری قسم سخت سردی میں بھی پسینہ پیدا کرتی ہے جس کا فرد کو خود بھی احساس نہیں ہوتا۔ اس لئے اس کو مخفی پسینہ یا Apocrine Sweating کہتے ہیں۔

چمک اور لیس پیدا کرنے والے غدود --- بالوں کی جڑیں اور ان میں بال' ان جڑوں کے ساتھ عضلات کے بڑے باریک ریشے بھی ہوتے ہیں جو ضرورت پڑنے پر بالوں کو کھڑا کر سکتے ہیں۔

خون کی نالیاں' جو باریک شریانوں' عروق شعریہ' وریدوں پر مشتمل ہوتی ہیں۔ وہاں پر اعصاب کی دونوں قسمیں پائی جاتی ہیں جو محسوسات سے دماغ کو مطلع کرتی ہیں اور یہی ہمارے حواس خمسہ میں اہم عنصر قوت لامسہ پیدا کرتی ہیں۔ جبکہ اعصاب کی دوسری قسم دماغ سے اطلاعات اور احکام لے کر آتی ہے۔

جلد کی تہوں کے نیچے جسمانی ساخت کی اشیاء ہوتی ہیں۔ عام طور پر جلد کے نیچے چربی کے دانے دار تختے ہوتے ہیں۔

جلد کے افعال اور ذمہ داریاں

کسی فرد کی شکل و صورت' جذبات اتار چڑھاؤ' عمر اور تندرستی جلد سے نظر آجاتی ہے لیکن اس کی یہ صفت ایک معالج کے لئے اتنی اہمیت کی حامل نہیں ہوتی۔ اس کے طبی افعال یہ ہیں کہ وہ:

——گوشت اور اندر کی چیزوں کو غلاف کی صورت ڈھانپ کر رکھتی ہیں۔

—— جسم کے درجہ حرارت کو اعتدال پر رکھنے کی ایک پیچیدہ خدمت سرانجام دیتی ہے۔

——خون میں موجود پانی اور نمکیات کی مقدار کو مقررہ حد کے اندر رکھنے کے لئے پسینہ کے ذریعہ پانی اور نمکیات کو خارج کرتی ہے جب پسینہ زیادہ آنے کی صورت میں اس کے راستہ نمک کے زیادہ اخراج کے باعث موسم گرما میں سن سٹروک اور گردوں کے مسائل سے بچنے کی خاطر ہر شخص کے لئے نمک کی اضافی مقدار کھانی ضروری ہے۔

——اپنی قوت لامسہ کے ذریعے آس پاس کی چیزوں کا پتہ دیتی ہے۔

—— جسم میں موجود غیر پسندیدہ زہریں جیسے یوریا۔ لیکٹک ایسڈ وغیرہ پسینے کے ساتھ خارج کرتی ہے۔

——ایک تندرست جلد پر جب سورج کی شعاعیں پڑتی ہیں تو وہ ان شعاؤں کی مدد سے اپنے اندر موجود کیمیات سے حیاتین D بناتی ہے۔

—— جلد کی تہ در تہ ساخت مساموں کے راستے چیزوں کو اندر جانے نہیں دیتی۔ جلد جب تک ثابت و سالم ہو جراثیم اس راستے اندر داخل نہیں ہوسکتے۔

—— صبح سے لے کر شام تک کام کاج کے دوران ہزاروں چیزیں جلد کو لگتی ہیں۔ جلد عام طور پر کسی چیز کو اندر جانے نہیں دیتی۔ ہمارے پہلوان کڑوے تیل کی معقول مقدار روزانہ اپنے اجسام پر مالش کرتے ہیں اور وہ توقع رکھتے ہیں کہ یہ تیل ان کے جسم کے اندر

جا کران کو توانائی مہیا کرے گا۔ حالانکہ ایسے کسی تیل کا ایک ذرہ بھی جسم کے اندر نہیں جاتا۔

زمانہ قدیم کے ڈاکٹر پارہ کے بعض مرکبات جیسے کہ Scott's Ointment کے 60 گرین روزانہ آتشک کے مریضوں کی جلد پر رگڑا کرتے تھے۔ ان کا خیال تھا کہ وہ اس طرح زہریلی دوائی کی کم سے کم مقدار جسم کے اندر داخل کرتے ہیں۔ پارہ ایک خاص شکل میں جسم کے اندر جاتا تھا اور آتشک کے مریضوں کو فائدہ ہوتا تھا۔ لیکن کبھی کوئی مریض ایسے چور دروازے کے علاج سے مکمل طور پر شفایاب نہیں ہوا۔

جرمن دوا ساز ایک زمانہ سے مردانہ جنسی ہارمون Testosterone کو الکحل میں حل کر کے جلد پر مالش کرتے تھے۔ اسی طرح ایک مرہم بھی تیار کیا جاتا تھا۔

خان بہادر ڈاکٹر محمد یعقوب مرحوم علم الجراثیم کے عالمی شہرت کے استاد تھے۔ فرمایا کرتے تھے کہ ان میں سے کوئی دوائی اگر میں اپنی جلد پر صبح مل لوں تو مجھے لیکچر دینے میں تھکاوٹ نہیں ہوتی۔

—— جلد پر اگر کوئی زخم آجائے یا کسی پھوڑے وغیرہ سے اس کی ساخت گل جائے تو داغ مستقل رہ جاتا ہے۔ لیکن زخم اگر جلد پر 1/3 موٹائی سے کم ہو تو پھر نشان نہیں رہتا۔

جلد کی تندرستی اور ہیئت کو قائم رکھنے کے لئے مناسب لباس' باقاعدہ صفائی کے ساتھ حیاتین A کا ہونا ضروری ہے۔

چھائیاں

آبلوں والی سوزش Pemphigus

جسم پر داد Ringworm

مسے

Contact Dermatitis جوتے سے حساسیت

چہرے پر مہاسے
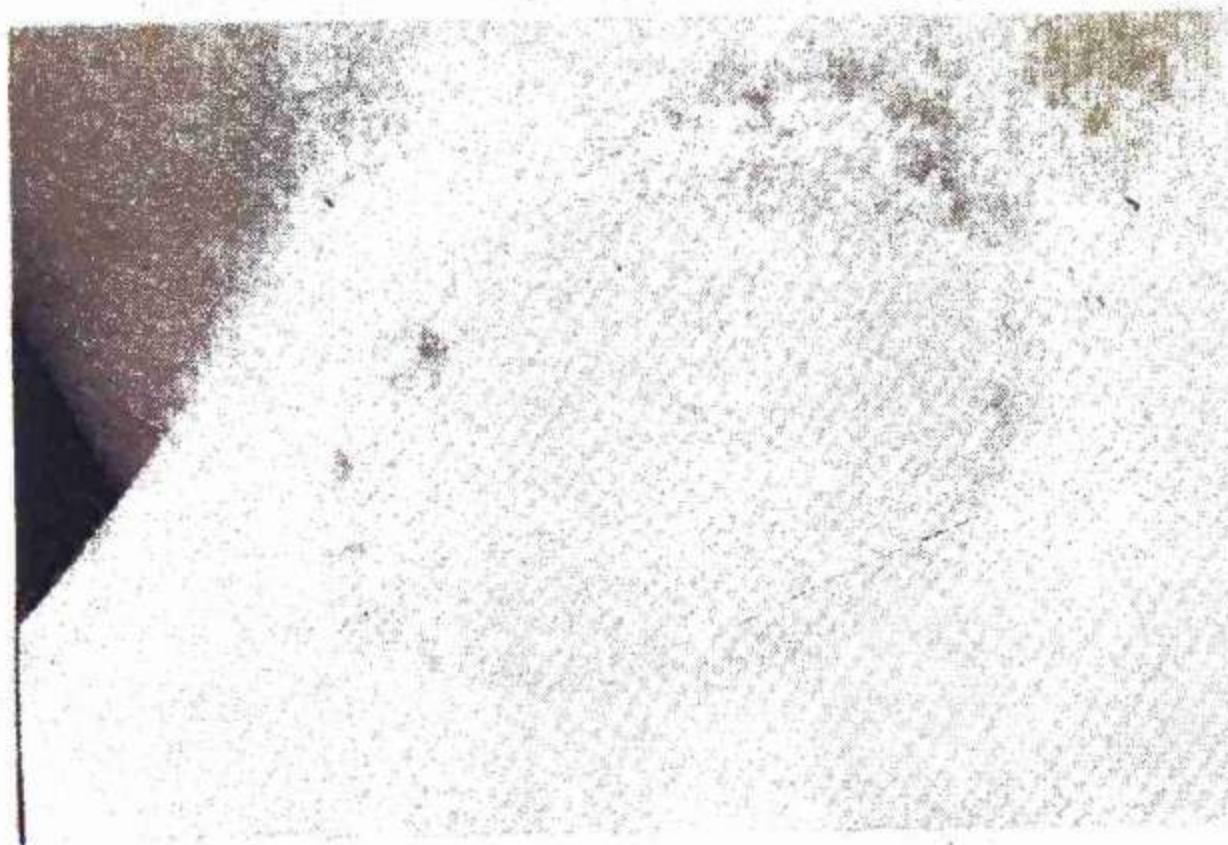
چنبل

ناخنوں کی داد
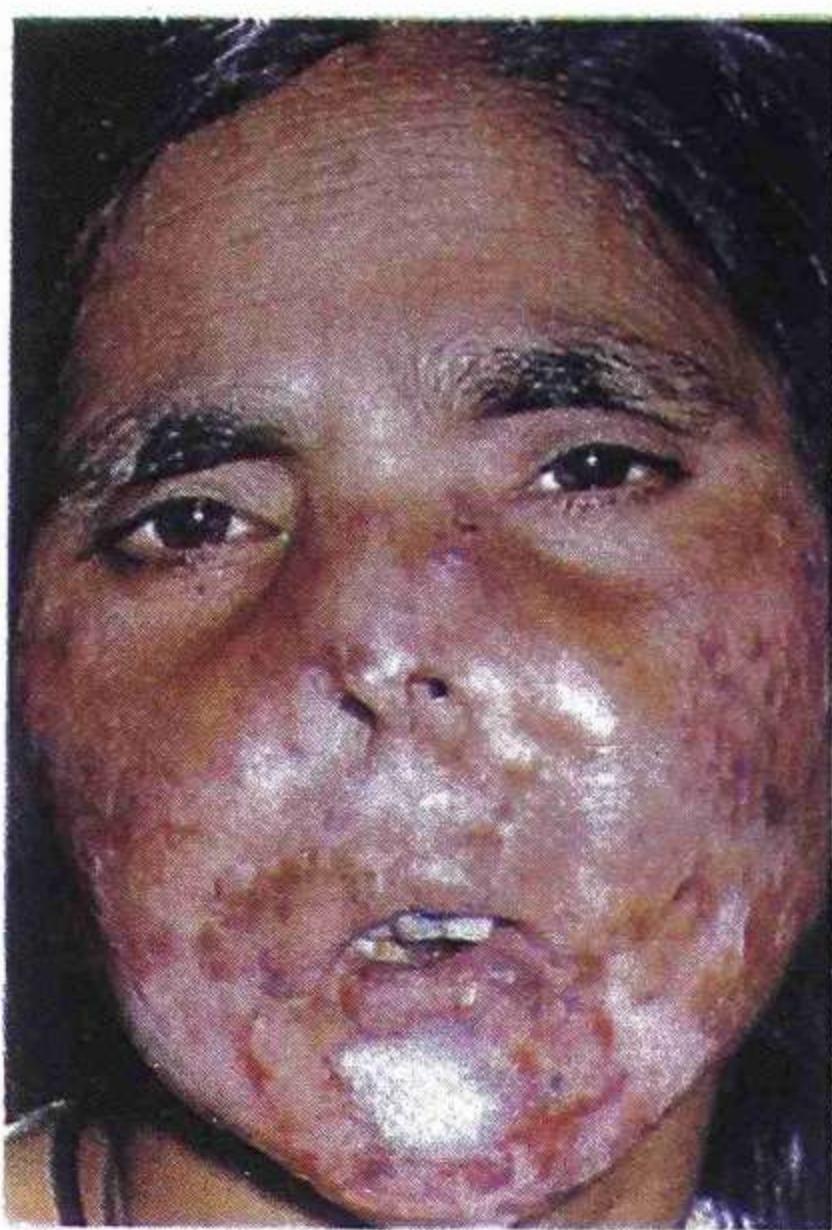
جلد اور چہرے پر دق کی تباہ کاریاں

مسوں والی دق
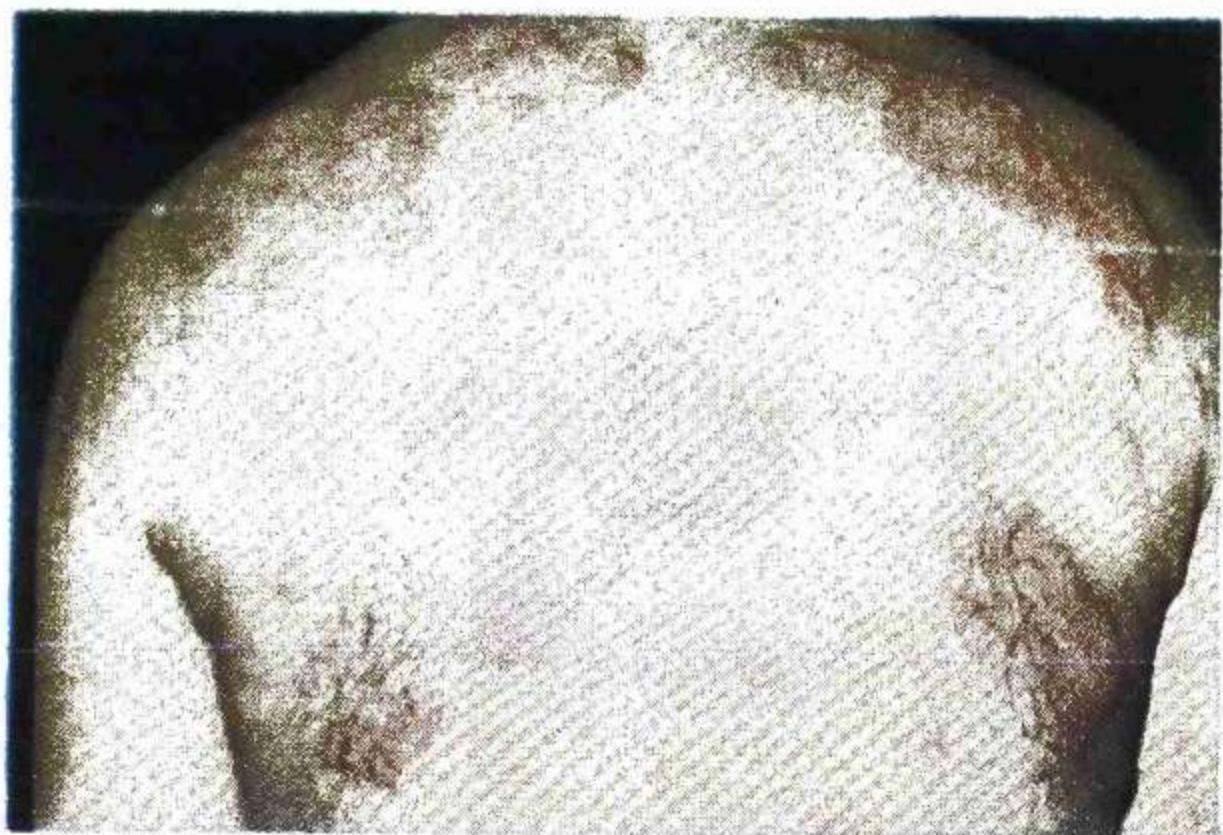
کوڑھ کی ابتدائی شکل

گھٹلیوں والا کوڑھ

لاہوری پھوڑا
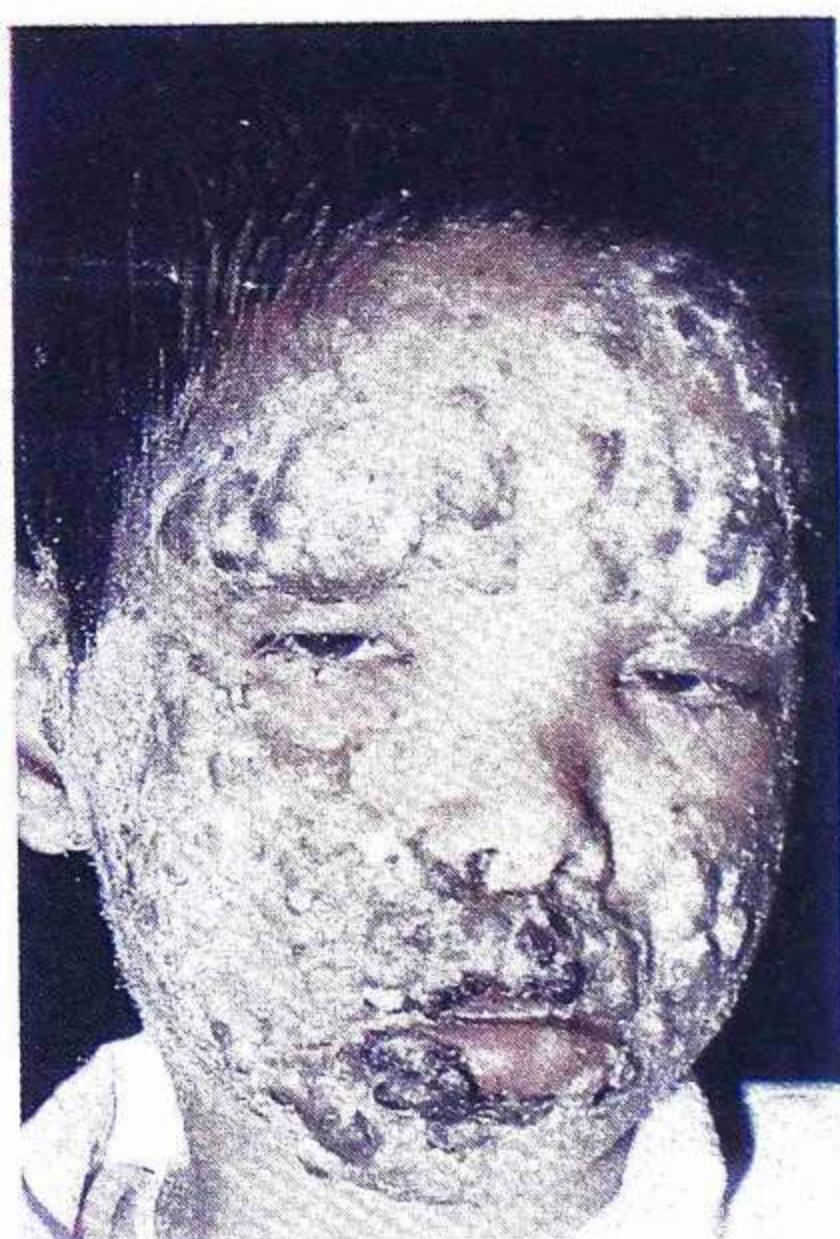
جلدی سوزش Impetigo

سر میں داد

گنج
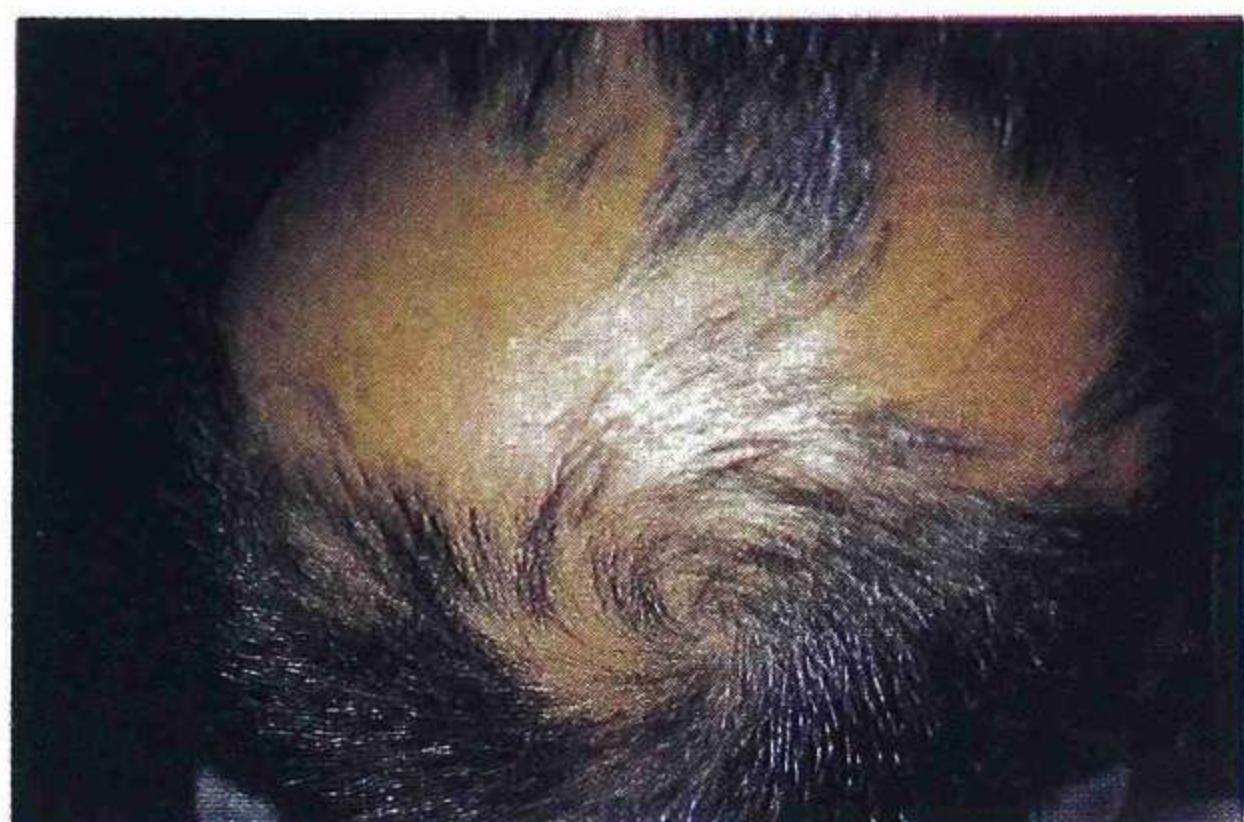
جلد میں رنگ اور اس کی بیماریاں

انسانی جلد کو قدرت نے ایک خاص قسم کی رنگت دی ہے۔ جو قومیت' وراثت' بلکہ آب و ہوا سے بھی متاثر ہوتی ہے۔ جیسے کہ سرد علاقوں میں رہنے والوں کا رنگ زیادہ صاف ہوتا ہے۔ جبکہ گرم علاقوں میں رنگت گہری سے سیاہ تک ہو سکتی ہے۔ جلد کا بنیادی رنگ سفید ہے۔ مگر بالکل سفید اچھا نہیں لگتا۔ اس لئے معمولی سی سیاہی شامل کر کے اسے جاذب نظر بنا دیا گیا ہے۔ رنگت کو خوشنمائی دینے والے اس رنگ کو میلانین Melanin کہا جاتا ہے۔ جلد کی درمیانی تہوں میں Melanocytes نامی خلئے موجود ہیں۔ جو پروٹین اور دوسرے کیمیکلز سے یہ رنگ تیار کرتے ہیں۔ جو بڑے خوبصورت ہموار اور مہین دانوں کی صورت میں جلد پر پھیلے ہوئے ہوتے ہیں۔ دانوں کی مقدار اتنی زیادہ ہوتی ہے کہ وہ جلد کو ایک رنگت دے دیتی ہے۔

جلد میں رنگ کا بنیادی مقصد اسے سورج کی شعاعوں سے محفوظ رکھنا ہے۔ کیونکہ سورج کی شعاعوں میں پائی جانے والی الٹرا وائیلٹ شعاعیں Ultraviolet Rays خلیوں اور ان کے اندر کی نازک چیزوں کو نقصان پہنچا سکتی ہیں۔ گرم ممالک میں سورج زیادہ دیر اور تیزی سے چمکتا ہے اس لئے وہاں کے رہنے والوں کی جلد میں میلانین کی مقدار زیادہ رکھی گئی ہے تاکہ وہ اندرونی چیزوں کو شعاعوں کی ضرر رسانی سے محفوظ رکھ سکیں۔ اگرچہ کسی بھی جلد میں رنگ پیدا کرنے والے خلیوں کی تعداد اور تناسب تقریباً ایک جیسا ہوتا ہے۔ لیکن حالات' ضرورت اور عملی وقوع کے لحاظ سے یہ ہر

جگہ رنگ کی یکساں مقدار پیدا نہیں کرتے۔ جسم کے وہ حصے جو لباس سے ڈھکے ہوتے ان کے پاس تمازت آفتاب سے بچاؤ کا مقامی بندوبست بھی موجود ہوتا ہے۔ اس لئے ان کو زیادہ رنگ کی ضرورت نہیں ہوتی۔ جبکہ کھلے حصوں مثلاً چہرے اور ہاتھوں کی رنگت نسبتاً سیاہی مائل ہوتی ہے۔

مچھلیوں رینگنے والے جانوروں اور مینڈکوں میں دیکھا گیا ہے کہ جلد میں رنگت کی گہرائی سورج کی روشنی کے مطابق ہوتی ہے۔ دھوپ اگر زیادہ تیز اور دن لمبا ہے تو خلیوں کو تمازت آفتاب سے بچانے کے لئے رنگ کی زیادہ مقدار پیدا کر کے جلد کی سیاہی میں اضافہ ہوجاتا ہے۔ یہ صورت حال انسانوں میں بھی پیش آتی ہے۔ دھوپ میں کام کرنے والوں کے چہرے اور ہاتھ دوسروں کی نسبت زیادہ گہرے رنگ کے ہوتے ہیں۔

مغربی ممالک کے لوگ اپنی زیادہ گوری جلد کو پسند نہیں کرتے۔ وہ اس لئے دھوپ نکلنے پر سمندروں کے کنارے اور پارکوں میں کپڑے اتار کر اپنی جلد کو گہرا کرنے کے لئے Sun Bathing کرتے ہیں۔ اس آفتابی غسل کے بعد ان کو امید ہوتی ہے کہ ان کی رنگت گہری ہوجائے گی۔ Sun Tanning کے اس عمل کو نمایاں کرنے کے لئے ایسے کیمیاوی لوشن بھی لگائے جاتے ہیں جن کو Sun Tan لوشن کہتے ہیں۔

ایک انگریز خاتون پاکستانی تاجر سے شادی کے بعد سمندری جہاز کے ذریعہ پاکستان آرہی تھی۔ کہ بحیرۂ روم سے گزرتے ہوئے جب اس نے کھلی دھوپ دیکھی تو کپڑے اتار کر آفتابی غسل کے لئے عرشہ پر لیٹ گئی۔ اسے سمجھایا گیا کہ یہاں پر دھوپ تیز ہوتی ہے۔ لیکن وہ اس غسل سے باز نہ آئی۔ شام کو دیکھا گیا تو اس کے سارے جسم پر ایسے آبلے پڑے تھے کہ جیسے ابلتا پانی اس پر گر گیا ہے۔ کئی دن کمرے سے باہر نکلنے کے قابل نہ رہی۔

اس خاتون کے جسم میں میلانین کی اتنی مقدار نہ تھی کہ وہ سورج کی شعاعوں کو

روک سکے اس لئے الٹراوائیلٹ شعاعوں نے اس کی کھال جلادی۔

جسم میں رنگ کی تقسیم اور گہرائی پر متعدد چیزیں اثر انداز ہوتی ہیں۔ جن میں غدہ' نخامیہ Pituitary Gland کا ایک جوہر بھی اہم کردار ادا کرتا ہے۔ بلکہ عورتوں کے مبیض کے دونوں جوہر Progesterone-Oetradol بھی کافی دخل رکھتے ہیں۔

جلد پر نمودار ہونے والے دھبوں کی اقسام اور اسباب

خوراک کے تحول کی وجہ سے	جگر کی خرابیاں
	خون کی کمی۔
غدودوں کی خرابیوں کی وجہ سے	غدہ نخامیہ
	غدہ کلاہ گردہ (Disorders of Pituitary
	حمل Suprarenal-Ovary)
	حمل روکنے والی گولیاں
	چھائیاں
کیمیاوی اسباب سے	سنکھیا۔ ہڑتال (Busulaphan-Bleomycin
	وغیرہ کی وجہ سے Psoralen-Cyclophosphamide)
طبعیاتی اسباب	الٹراوائیلٹ شعاعیں
	ایکسرے کی شعاعیں
غذائی اسباب	جسم میں لحمیات اور فولاد Sprue-Pellagra-
	کی کمی سے پیدا ہونیوالی Kwashiorkor Disease-
	بیماریاں اور وٹامن کی کمی۔ Vit. B12 Defeciency.
سوزشی بیماریوں کے بعد	ایگزیما۔ مزمن خارش
	اور جلد کی گہری سوزشوں کے بعد۔

رسولیوں کے بعد — اس میں ایسی رسولیاں اور Malignant کینسر آتے ہیں جو جلد کے Melanoma رنگ یا رنگ پیدا کرنیوالے حصوں سے ہی بر آمد ہوتے ہیں۔

ان کے علاوہ آنکھوں کے گرد رنگین داغ ذہنی اور جسمانی اثرات سے ہوتے ہیں۔

چاندی کی وجہ سے Argyria	نیلے رنگ کے میلے سے داغ۔ جسم کے ننگے رہنے والے حصوں پر ہوتے ہیں۔ سارا جسم بھی متاثر ہو سکتا ہے۔	دواؤں میں چاندی کے مرکبات کھانے یا فوٹوگرافی یا آئینہ بنانے کی صنعت میں کام کرنے کی وجہ سے۔
سونے کی وجہ سے Chrysiasis	جامنی میں نیلے رنگ کے داغ جسم کے ننگے حصوں پر	
پارا کے داغ	براؤن رنگ کے داغ صرف ان مقامات پر ظاہر ہوتے ہیں جہاں پر پارا کی مرہم پر لگائی گئی ہو۔	

سورج مکھیا ALBINISM

یہ ایک ایسی بیماری ہے جس میں جلد۔ بالوں اور آنکھوں میں میلانین پیدا کرنے والے خلئے رنگ پیدا نہیں کرتے۔ اور جسم بے رنگ ہو جاتا ہے۔

خلئے اپنا کام کیوں نہیں کرتے؟ بڑا مشکل سوال ہے۔ اس کے امکانات کی طرف جائیں تو کئی ایک اسباب توجہ میں آتے ہیں۔ جیسے کہ خام مال سے رنگ بنانے کے عمل کی ضروریات میسر نہ ہوں۔ لوگوں نے ایسے افراد کے بال لے کر ان کو لیبارٹری میں مختلف عناصر کے ساتھ کچھ دیر رکھا تو ایک قسم کے مریضوں کے بالوں نے رنگ کو قبول کر لیا اور وہ عام تندرست بالوں کی طرح رنگ دار ہو گئے۔ جبکہ کچھ حالات ایسے تھے جن میں بالوں نے رنگ قبول نہ کئے۔

رنگت سے محروم افراد دنیا کے ہر ملک اور قوم میں ہوتے ہیں۔ اقوام خواہ سیاہ فام ہوں یا سفید فام' اس سے کوئی بھی محفوظ نہیں۔ ہمارے ممالک میں ابھی تک کسی نے ان کو گننے کی زحمت نہیں کی۔ لیکن برطانیہ میں یہ بیماری ہر 20000 افراد میں سے ایک کو ہوتی ہے۔ قدیم امریکی اقوام کے کیونا قبیلہ میں یہ بیماری بہت زیادہ ہے اور ہر 10,000 افراد میں سے 63 اس کا شکار ہوتے ہیں۔ جبکہ جنوبی نائیجیریا کے سیاہ فام لوگوں میں یہ بہت زیادہ ہوتی ہے۔

علامات: ان مریضوں میں پیدائشی طور پر آنکھوں' بالوں اور جلد میں رنگ کی مقدار یا تو بالکل نہیں ہوتی یا وہ مقدار میں بہت کم ہوتی ہے۔ گہری رنگت کی اقوام میں دھوپ پڑنے کی

وجہ سے بچپن میں جلد کا رنگ زردی مائل بھورا ہوتا ہے۔ جبکہ بڑے ہونے پر بھورا ہو جاتا ہے بلکہ اسی میں گہرے رنگ کے دھبے ہاتھوں اور چہرے پر نمودار ہوتے ہیں۔

بیماری کی دو شکلیں ہیں۔ جلد سے رنگ مکمل طور پر غائب ہو یا جزوی طور پر غائب ہو۔ دونوں صورتوں میں اندرونی تبدیلیاں ہوتی ہیں۔ نامکمل میں بال زرد رنگ کے یا ہلکے براؤن رنگ کے ہوتے ہیں اور آنکھوں کا رنگ گلابی ہوتا ہے۔

مریض کا جسم دھوپ برداشت نہیں کر سکتا۔ آنکھیں روشنی سے کتراتی ہیں اور اگر ان کو روشنی کے سامنے آنا پڑے تو چندھیانے کے علاوہ بینائی بری طرح متاثر ہوتی ہے۔ ان کی بینائی ویسے بھی کم ہوتی ہے۔ ان کی آنکھوں کو ایک جگہ آسانی سے ٹکنا نہیں آتا۔ اس لئے بھینگا پن یا Nystagmus ہمیشہ ہو جاتا ہے۔ امراض جلد کے ایک ماہر ڈاکٹر ہرمانسکی نے اس بیماری کی ایک ایسی شکل بھی دیکھی ہے۔ جس میں جلد سے رنگ کی غیر حاضری کے ساتھ خون میں بھی کچھ خرابیاں ہوتی ہیں۔

یہ پیدائشی نقص ہے۔ اس کے ساتھ اور بھی کئی خرابیاں شامل ہو سکتی ہیں۔ کچھ ماہرین نے ان مریضوں میں ذہنی کمزوریوں کا بھی شبہ کیا ہے۔ اس نکتہ کو توجہ میں رکھتے ہوئے ایسے کئی مریضوں کا تفصیلی مشاہدہ کیا گیا لیکن کوئی خاص خرابی نہ پائی گئی۔ جسم میں رنگ کے نہ ہونے۔ بینائی کے متاثر ہونے اور گرمی زیادہ لگنے کی وجہ سے ان کو کچھ شکایات بلکہ احساس کمتری زیادہ ہوتا ہے۔ جسمانی کمزوری ان کے ذہن کو خلجان میں مبتلا رکھ کر کردار یا طرز عمل میں تھوڑی بہت کمزوری یا ادھیڑپن کا مظاہرہ لا سکتی ہیں۔ لیکن ان کو دماغی کمزوری کی بجائے Anxiety State کی وجہ سے سمجھنا چاہئے۔ ہم نے اس قسم کے متعدد اصحاب کو علمی لحاظ سے بڑی اہمیتوں کا حامل دیکھا ہے۔

جلد کا رنگ کھال اور اندرونی اعضاء کو سورج کی شعاعوں کے مضر اثرات سے تحفظ فراہم کرتا ہے۔ جب یہ رنگ نہیں ہوتا تو ان کو متعدد مسائل پیدا ہو جاتے ہیں۔ دیکھا گیا ہے

کہ اس کے عام مریض زیادہ لمبی عمر نہیں پاتے کیونکہ سورج کی شعاعیں ان کی جلد پر اثر کرتے ہوئے ان کو کینسر کی بدترین اقسام میں سے Keratose Squamous Cell Carcinoma اور Melanoma پیدا کر سکتی ہیں۔

علاج

مریض کی آنکھوں اور جلد کا باقاعدگی سے معائنہ کیا جاتا رہے۔

بصارت کی کمزوریوں کے لئے چشمہ لگایا جائے۔ سورج کی چمک سے بچنے کے لئے کالی عینک ہمیشہ لگی رہے۔

جلد کو سورج کے اثرات سے بچانے کے لئے بیرونی ممالک میں کچھ چیزیں آتی ہیں۔ جن کو ہر وقت استعمال کرنا پڑتا ہے۔ جیسے کہ Coppertone Supershade-15 وغیرہ۔ ہمارے ملک میں یہ چیزیں ابھی تک دستیاب نہیں۔ اور اندیشہ ہے کہ ان کی قیمت اور استعمال کے گنجلک طریقے ان کو مقبول نہ ہونے دیں گے۔

جہاں تک بیماری کا تعلق ہے۔ اس کا کوئی علاج نہیں۔

طب نبویؐ

طب نبویؐ کے نقطہ نظر سے اس مسئلہ کا معائنہ کریں تو امید کی جھلک موجود ہے۔ بیماری میں ہماری دلچسپی کی اہم ترین بات یہ ہے کہ اس میں رنگ کو پیدا کرنے والے خلئے موجود رہتے ہیں۔ لیکن وہ بعض فنی مشکلات کے باعث رنگ پیدا نہیں کرتے۔

طب نبویؐ سے ہمیں جسم میں رنگ پیدا کرنے والے خلیوں کو تحریک دینے والی

متعدد دوائیں میسر ہیں۔ بلکہ محدثین نے حب الرشاد' ورس' قسط اور کاسنی کے جلدی اثرات کے بارے میں عربی کی جامع صفات بیان کردی ہیں۔ جیسے کہ

والنهق والبهق والبرص۔

ان کا مطلب یہ ہے کہ رنگ اگر زیادہ ہوگیا ہو یا کم ہوگیا ہو تو یہ ادویہ دونوں صورتوں میں اثرانداز ہوں گی۔

آزمائش کا موقعہ تو نہیں ملا لیکن یہ بات باور کی جاسکتی ہے کہ ان میں سے کسی ایک کو مسلسل لگانے سے فائدہ ہوسکتا ہے۔

برص (پھلبہری) LEUCODERMA-VITILIGO

یہ جلد پر نمودار ہونے والے سفید داغ ہیں۔ جو دودھ کی طرح سفید ہوتے ہیں اور کسی حصہ پر بھی نکل سکتے ہیں۔ یہ ایک بھی ہوسکتا ہے اور کئی ایک بھی۔

اندازہ لگایا گیا ہے کہ دنیا کی ایک فیصدی آبادی اس میں مبتلا ہوتی ہے۔ ڈنمارک کے ایک جزیرے میں سروے کرنے پر 0.3 فیصدی آبادی اس میں مبتلا پائی گئی۔ یورپ میں مجموعی شرح 0.4 فیصدی قرار دی گئی ہے۔ 30 فیصدی مریضوں میں اس کا سراغ ان کے خاندانوں کے دوسرے افراد میں بھی لگایا جاسکتا ہے۔ بلکہ یہ نظریہ طاقت پکڑ رہا ہے کہ یہ موروثی یا خاندانی بیماری ہے۔

جسم سے مکمل طور پر رنگ کی غیرحاضری کے مریضوں سے برعکس ان مریضوں کے رنگ پیدا کرنے والے خلئے تعداد میں کم ہوتے ہیں اور جن مقامات سے رنگ اڑتا ہے۔ وہاں پر یہ گل چکے ہوتے ہیں۔ 50 فیصدی مریضوں میں یہ بیماری 20 سال کی عمر سے پہلے شروع ہوجاتی ہے۔ لیکن ایسے لوگوں کی کمی بھی نہیں جن کو 40 سال کی عمر سے شروع ہوئی۔

بنیادی طور پر یہ بڑھنے والی بیماری ہے اور سارے جسم کو اپنی لپیٹ میں لے سکتی ہے۔

دودھ اور پھلبہری

طب جدید کی اکثر کتابوں میں ڈاکٹروں نے بڑے طمطراق سے دعویٰ کیا ہے کہ پھلبہری ہونے اور مچھلی کے ساتھ دودھ پینے میں کوئی تعلق نہیں۔ مچھلی کے ساتھ دودھ پینے سے پھلبہری نہیں ہوتی۔ یہ ان صاحبوں کا کہنا ہے جن کو ابھی تک یہ معلوم نہیں ہو سکا کہ یہ بیماری کیوں ہوتی ہے؟ اگر طب جدید اس کا سبب تلاش کرنے کے بعد کوئی اعلان کرتی تو اس میں معقولیت بھی ہوتی۔ جب ان کو ابھی تک سبب ہی معلوم نہیں تو پھر وہ کسی چیز کی نفی کیسے کر سکتے ہیں؟

ابن ماسویہ عرب کے فاضل اطباء میں سے تھا۔ اس نے اپنی شہرہ آفاق تصنیف "المحاذیر" میں صحت کے منافی اعمال اور عادات کا ایک خلاصہ مرتب کیا ہے۔ جس میں وہ بیان کرتا ہے۔

ومن جمع فی معدته اللبن والسمك، فاصابه الجذام او برص او نقرص، فلا يلومن الا نفسه۔

(جس نے اپنے معدہ میں دودھ اور مچھلی کو بیک وقت جمع کر لیا اور اس کے بعد اگر اس کو جذام یا برص یا گنٹھیا ہو جائے تو وہ اس کا الزام اپنے سوا کسی اور پر نہ دھرے۔)

مشہور مسیحی عرب طبیب ابن بختشیوع نے بھی یہی کچھ بیان کیا تھا۔ بلکہ وہ لوگ اپنے بیانات کی سند کو بقراط تک لے جاتے ہیں۔

عین ممکن ہے کہ ان کا کہا درست نہ ہو۔ لیکن ہمارے پاس ان سے بہتر وجوہات بھی

میسر نہیں۔ اسی لئے ان پر یقین کر لینا ہی دانشمندی ہے۔

حضرت عمرؓ سے بعض کتابوں میں منقول ہے کہ وہ پانی جو سورج کی گرمی یا دھوپ سے گرم ہوا ہو اس سے نہانے کے نتیجہ میں برص ہو سکتا ہے۔

علامات: عام طور پر بیماری کی ابتدا 20 سال کی عمر کے بعد جسم کے ان حصوں سے شروع ہوتی ہے جو ننگے رہتے ہیں اور انہیں دھوپ لگتی رہتی ہے۔ جیسے کہ ہاتھ (پچھلی طرف) بازو' چہرہ اور گردن' اکثر اوقات سفید دھبہ نمودار ہونے سے پہلے کوئی چوٹ لگتی ہے۔ مریض اس بیماری میں مبتلا ہونے کی خاصیت رکھتا ہے۔ مگر چوٹ اسے شروع کرنے کا بہانہ بن جاتی ہے۔ اسی طرح کسی شدید سوزش' جلد کے جل جانے کے بعد جو زخم کا مستقل نشان باقی رہ جاتا ہے اس میں رنگ نہیں ہوتا اور وہ شکل و صورت میں پھلبہری کی شکل اختیار کر لیتا ہے۔

درحقیقت اس بیماری کے نمودار ہونے۔ محل آغاز یا پھیلاؤ کے بارے میں کوئی بھی اصول مقرر نہیں کیا جا سکتا۔ پہلے خیال تھا کہ یہ جسم کے غیر مستور حصوں کو متاثر کرتی ہے۔ پھر بغلوں' چھاتیوں اور آلات تناسل کے اردگرد دیکھی جانے لگی۔

دودھیا سفید داغ ظاہر ہونے کے بعد مدتوں خاموش رہ سکتے یا اطراف میں پھیلنے لگتے ہیں۔ یہ ایک وقت میں ایک بھی ہو سکتا ہے اور اس سے زیادہ بھی۔ پھر یہ اپنی وسعت میں توسیع کرنے لگتے ہیں۔ کسی میں ان کے بڑھنے کی رفتار بڑی تیز ہوتی ہے اور کسی میں بہت ہی ست۔ داغ کی گولائی باہر کی سمت ہوتی ہے اور اس کے اردگرد کی جلد پر سرخی ہوتی ہے یا اس کا رنگ آس پاس سے قدرے گہرا ہوتا ہے۔ جب کوئی داغ پھیل رہا ہو تو اس کے اندر کئی جگہ پر جلد کا بنیادی رنگ بھی موجود ہو سکتا ہے۔ بلکہ اسے ڈیزائن والے پرنٹڈ کپڑے یا چھینٹ کی سی شباہت دے دیتا ہے۔ ایک سمت سے بڑھتا ہوا داغ دوسری سمت سے بڑھنے والے داغ سے مل کر جسم کے ایک پورے حصے کو متاثر کرنے کا اظہار کر سکتا ہے۔

ان داغوں میں چونکہ رنگ نہیں ہوتا۔ اس لئے دھوپ پڑنے سے سرخ ہو جاتے

ہیں اور شعاعیں آبلے بھی پیدا کر سکتی ہیں۔ عام مریضوں میں جسم کے جو بال داغ کی زد میں آئیں ان کا رنگ تبدیل نہیں ہوتا۔ لیکن پرانے مریضوں کے بالوں کا رنگ بھی اڑ جاتا ہے۔

حیرت کی بات یہ ہے کہ 10 فیصدی مریضوں میں کسی خاص علاج کے بغیر جلد کا رنگ اپنے آپ معمول پر آجاتا ہے۔ لیکن یہ ان حصوں پر ہوتا ہے جو ننگے رہتے ہوں اور انہیں دھوپ لگتی رہی ہو۔ کوڑھ کی ابتدا بھی سفید داغوں سے ہوتی ہے۔ کبھی کبھی ان سے برص کا مغالطہ لگ سکتا ہے۔ لیکن کوڑھ کے سفید داغوں میں بے حسی ہوتی ہے۔ اسی طرح چھیپ میں سفیدی مائل داغ ہوتے ہیں۔

علاج

جس بیماری کا سبب ہی معلوم نہیں۔ اس کا علاج کیا ہوگا؟

—— لیکن اب تک جو کچھ کیا جا رہا ہے اس کے مطابق مریض کو 20-30 ملی گرام Psoralen دوپہر کے وقت کھلانے کے بعد اس کو Ultraviolet Rays کی ایک خوراک دی جائے۔ یہ عمل کئی ہفتوں کرنا پڑتا ہے۔ بعض حالات میں سال بھی لگ سکتے ہیں۔ Psoralen بذات خود ایک غیر محفوظ دوائی ہے جسے عرصہ دراز تک استعمال کرنا خطرات سے خالی نہیں اور یہی خدشات شعاؤں (UVA) سے وابستہ ہیں۔ اس لئے ان غیر یقینی چیزوں کو زیادہ دیر تک استعمال کر کے کینسر کا خطرہ لینا درست نہیں۔ خطرہ اگر قبول بھی کر لیا جائے تو بھی برص سے شفا کا کوئی خاص امکان نہیں۔ اسی قسم کا علاج چنبل میں بھی تجویز کیا جاتا رہا ہے اور کوئی خاص فائدہ نہیں دیکھا گیا۔

Meladinine ایک مشہور دوائی ہے۔ مریض کو اس کی گولیاں کم از کم 6 ماہ کھانی ہوتی ہیں۔ اور اس کے ساتھ اسی کی مرہم بھی لگائی جائے۔ مرہم لگانے کے بعد مریض کے جسم پر الٹراوائیلٹ شعاعوں کا لگنا ضروری ہے۔ بعض معالج مرہم لگا کر مریض کو دھوپ میں

بٹھا دیتے ہیں۔ اکثر مریض چند دنوں بعد علاج چھوڑ دیتے ہیں۔

علاج میں کامیابی کے امکانات 30 فیصدی سے زائد نہیں دیکھے گئے۔

اب یہ کہا جا رہا ہے کہ کارٹی سون اگر عمدہ قسم کی ہو تو اس کا ایک ٹیکہ داغ کے اندر BCG کی مانند Intradermal (جلد کی موٹائی کے اندر) لگایا جاتا ہے۔ کسی مریض کو اس ٹیکہ کی بدولت تندرست ہوتے ابھی تک دیکھا نہیں گیا۔

طب یونانی

حکیم کبیر الدین لکھتے ہیں کہ برص کے داغ میں سوئی ماری جائے۔ اگر خون نکلے تو مریض کے تندرست ہو جانے کا امکان موجود ہے۔ اگر پانی نکلے تو شفا کا امکان نہیں۔

بابچی۔ تخم پنواڑ۔ چاکسو۔ انجیر زرد۔

یہ تمام چیزیں ایک ایک تولہ لے کر رات بھر پانی میں بھگو دیں۔ صبح اٹھ کر مریض کو یہ پانی پلائیں۔ اور پھوک کو خشک کر کے پیس کر لگائیں۔

انہی کے ایک دوسرے نسخہ کے مطابق

نوشادر کو پیاز کے عرق میں اچھی طرح کھرل کر کے یک جان کر لیں۔

لگانے سے پہلے داغوں کو موٹے کپڑے سے رگڑ کر خوب سرخ کر لیں اور پھر یہ دوائی روزانہ لگائیں۔

ہم نے یہ نسخے استعمال نہیں کئے۔ البتہ یہ جانتے ہیں کہ بابچی مفید ہے۔ اس لئے تبصرہ کے قابل نہیں۔

بھارتی ٹیکے

باپچی ایک دیسی دوائی ہے۔ جسے لوگ مختلف صورتوں میں پھلبہری کے علاج میں دیتے آئے ہیں۔ اس کی شہرت کے پیش نظر بھارت کی مشہور دواساز کمپنی بنگال کیمیکلز نے اس پر تجربات کرکے اس کے بیجوں سے اس کا Active Principal نکال لیا۔ جسے وہ Leudermol کے نام سے ٹیکوں کی شکل میں بازار میں لے آئے۔ ہم نے اس کا ٹیکہ پہلی مرتبہ 1952ء میں استعمال کیا۔ اور لاجواب پایا۔

اس کا ٹیکہ برص کے داغ کے بیچ' جلد کی موٹائی کے اندر 'بوند' بوند' کرکے پھیلا کر پورے داغ میں لگایا جاتا ہے۔ لگانے کے لئے بڑا تجربہ کار ہاتھ اور سہنے کے لئے بڑا صابر مریض درکار ہوتا ہے۔ عام طور پر ایک ہی مرتبہ ٹیکے کافی ہوتے تھے۔ لیکن ان کی افادیت ان مریضوں کے لئے زیادہ تھی جن کے جسم پر دو چار داغ ہوں۔ داغوں کی تعداد اگر زیادہ ہو یا وہ آنکھوں وغیرہ کے ساتھ ہوں تو ٹیکہ لگنا مشکل ہوتا ہے۔

ہم نے آخری مریض کو یہ ٹیکہ 1991ء میں لگایا۔ اور اب ایسا ممکن نہیں۔ کیونکہ بھارت والوں نے یہ ٹیکے بنانے بند کردیئے ہیں۔ کاش کوئی پاکستانی دواساز جرات کرے۔

طب نبویؐ اور پھلبہری

وہ بیماریاں جن کا آسانی سے علاج ممکن نہیں ان سے بچنے کے لئے نبی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے ایک خصوصی ترکیب عطا فرمائی ہے۔ انہوں نے ہدایت فرمائی ہے کہ ایسی بیماریوں سے بچنے کے لئے یہ دعا پڑھی جائے۔

اللھم انی اعوذ بك من الغرق والحرق والھدام والبرص و الجذام وسیئة الاسقام۔

(اے ہمارے رب میں تجھ سے پناہ مانگتا ہوں غرقابی سے۔ آگ میں جلنے سے اور برص سے اور کوڑھ سے اور کسی عمارت کے نیچے آجانے سے اور ان تمام بیماریوں سے جو اذیت ناک ہیں۔)

نبی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے کلونجی کو ہر بیماری کے لئے شفا بتایا ہے۔ ہم لوگوں نے اس ارشاد گرامی کی اہمیت سے استفادہ نہیں کیا۔ انہوں نے جن دیگر ادویہ کو معالجاتی اہمیت عطا فرمائی ان میں حب الرشاد بھی ہے۔ مسلمان ڈاکٹروں کے پاس ان پر توجہ دینے کا وقت نہ تھا۔ لیکن ایک بھارتی کیمسٹ ندکارنی نے ان کو توجہ دی ہے۔ وہ تجویز کرتا ہے کہ۔

کلونجی کو جلا کر اس کی راکھ کو سرکہ میں حل کرکے برص کے داغوں پر لگایا جائے۔ ایسا کرنے کے بعد داغوں کو روزانہ دھوپ بھی دی جائے۔ کچھ عرصہ میں یہ داغ مندمل ہو جائیں گے۔

ندکارنی کے مشاہدات سے آٹھ سو سال قبل حافظ ابن القیمؒ نے تجویز فرمایا۔

"اگر کلونجی کو سرکہ کے ساتھ پکا کر اس پانی کو برص اور چھائیوں پر لگایا جائے تو اس سے نہ صرف فائدہ ہوتا ہے بلکہ مریض شفایاب ہو جاتا ہے۔" صرف (حب الرشاد) کے فوائد کا تذکرہ کرتے ہوئے انہوں نے اسے بھی اسی قسم کے ایک نسخہ میں یوں مشاہدہ کیا ہے۔

"اگر اسے سرکہ میں پکا کر سفید داغوں پر لگایا جائے تو فائدہ دیتی ہے۔"

حافظ ابن القیمؒ کے ان دو گرانقدر مشاہدات کے بعد کسی اور تلاش کی ضرورت باقی نہ رہی۔ ہم نے

کلونجی —— 50 گرام

حب الرشاد —— 50 گرام

کو پیسنے کے بعد 900 گرام سرکہ میں 10 منٹ ہلکی آنچ پر ابالنے کے بعد چھان لیا۔

بعض اوقات اس نسخہ میں 10 گرام مہندی کے پتے بھی شامل کر لئے گئے ـــــ

مہندی کے اضافہ کے بغیر اس سفوف کے 4 گرام صبح۔ شام کھانے کے بعد دیئے گئے اور سرکہ میں ملی ہوئی دوائی داغوں پر صبح' شام لگائی گئی۔

کھانے والی دوائی سے داغوں کے علاوہ پیٹ کی تمام بیماریوں سے بھی شفا ہو گئی اور لگانے والی دوائی کے 6-4 ماہ کے استعمال سے برص کے تمام داغ ختم ہو جاتے ہیں۔

چھائیاں - کلف CHLOASMA

یہ گہرے رنگ کے ایسے داغ ہیں جو زیادہ تر عورتوں کے چہروں پر دیکھے جاتے ہیں۔ ان کو حمل اور رضاعت کے مسائل کے سلسلے میں معمول کی بات بھی سمجھا جاتا ہے۔ ان کو عورتوں کے تولیدی نظام میں بعض تبدیلیوں کی وجہ سے بھی قرار دیا جاتا ہے۔ لیکن اس کا کوئی ثبوت میسر نہیں آسکا۔

حمل کے دوران ایسے ہارمون پیدا ہوتے ہیں جو جلد کے رنگ کو جزیرے بنا کر گہرا کر سکتے ہیں۔ یہ زیادہ تر چہرے' ماتھے اور گردن کو بدنما کرتے ہیں۔ لیکن یہ زچگی کے بعد تک بھی باقی رہتے ہیں۔ کہا جاتا ہے کہ ان کے اسباب میں فیملی پلاننگ کی گولیاں بھی شامل ہیں۔ عورتوں کی ایک کثیر تعداد یہ گولیاں کھاتی ہے۔ لیکن ان میں سے ہر خاتون کے چہرے پر یہ داغ نہیں دیکھے جاتے۔ اس کے برعکس ایسے مرد بھی دیکھے گئے ہیں جن کے چہروں پر اسی قسم کی چھائیاں ہوتی ہیں۔

مشاہدے کی بات ہے کہ دیہات سے آنے والی غریب اور متوسط درجہ کی خواتین کے چہروں پر ہمیشہ سے یہ داغ نظر آتے رہے ہیں۔ اگر ان کو تمازت آفتاب کا نتیجہ قرار دیں۔ تو پھر یہ مردوں کے چہروں پر بھی اسی تناسب سے ہوئے ہوتے۔ کسی کو ملیریا بخار اگر مدتوں ہوتا

رہے تو اس کے چہرے پر داغ پڑ جاتے ہیں۔ یہ داغ اپنی شکل و صورت کے لحاظ سے تتلی کی طرح ہوتے ہیں۔ اس لئے انگریزی میں انہیں Butterfly Pigmentation کہتے ہیں۔ داغ چہرے پر اس طرح ہوتے ہیں کہ دونوں رخساروں پر پنکھے کی طرح یکساں پھیلے ہوئے داغ اور درمیان میں ناک پر لمبا داغ، جیسے کہ دو پروں کے درمیان تتلی کا جسم ہوتا ہے۔ برطانوی ماہرین کا مشاہدہ ہے کہ اکثر ایشیائی ممالک اور مشرق وسطیٰ کے اکثر لوگوں کے چہروں پر خاص وجہ کے بغیر بھی چھائیاں ہوتی ہیں۔

وہ خواتین جو مانع حمل گولیاں کھاتی ہیں ان کے چہروں پر چھائیاں نمودار ہوتی ہیں۔ کہا جاتا ہے کہ گولیاں بند کرنے کے کچھ عرصہ بعد اکثر داغ اپنے آپ ماند پڑ کر ختم ہو جاتے ہیں۔ لیکن ایسا ہونا ضروری نہیں۔ خواتین کی ایک معقول تعداد گولیاں چھوڑنے کے مہینوں بعد بھی اپنے چہروں پر داغ لئے پھرتی نظر آتی ہیں۔ چہرے پر نمودار ہونے والے یہ رنگ دار داغ جگر کی خرابی، خون کی کمی، تپ دق، پیٹ کے کیڑوں، کالا آزار، گردوں کی خرابیوں، گنٹھیا اور جوڑوں کی دوسری شدید بیماریوں کے علاوہ مزمن ملیریا میں بھی ہو سکتے ہیں۔ ہلکے بھورے رنگ کے داغ دل کے والو کی سوزش کے علاوہ کینسر کی بعض اقسام میں بھی ہوتے ہیں۔ کچھ دوائیں ایسی ہیں کہ جن کے کھانے کے دوران چہرے اور جلد پر داغ نمودار ہو جاتے ہیں۔ ان میں

Chloroquin (Nivaquin etc) - Phenothiazine- (Largactil)
Chlorpromazine اور کونین کے علاوہ سنکھیا کے مرکبات شامل ہیں۔

تزئین و آرائش میں استعمال ہونے والی وہ تمام چیزیں جن میں تار کول کے مرکبات شامل ہوں۔ چہرے پر لگائی جانے والی کریمیں بھی جلد پر داغ ڈال سکتی ہیں۔ چھائیاں دور کرنے والی کریمیں اپنے اجزاء کی وجہ سے خود بھی داغوں میں اضافہ کر سکتی ہیں۔

پروفیسر طاہر سعید ہارون چہرے پر پیدا ہونے والے باریک تلوں کو بھی چھائیوں کا

حصہ قرار دیتے ہیں۔ یہ تل چہرے کے علاوہ گردن' شانوں اور ہاتھوں کی پشت پر بھی پائے جاتے ہیں۔ یہ سردیوں میں کچھ مدھم پڑ جاتے ہیں۔ جبکہ گرمیوں میں نمایاں ہو جاتے ہیں۔ ان کے خیال میں ان کی بڑی وجہ زیادہ دیر تک دھوپ میں کام کرنا ہے۔

تشخیص: چھائیاں مختلف اسباب سے ہوتی ہیں۔ اس لئے کسی علاج سے پہلے یہ طے کر لینا ضروری ہے کہ وہ کسی اندرونی بیماری کی علامت نہ ہوں۔ جب تک خون کی کمی دور نہیں ہوتی اور خون سے ملیریا کے جراثیم نکل نہیں جاتے' اس وقت تک کسی بھی کریم یا لوشن کا کوئی فائدہ نہیں۔

خون کا پتہ چلانے اور مشتبہ بیماریوں کا علاج کرنے سے کبھی چھائیاں دور ہو جاتی ہیں۔ اکثر اوقات سبب چلے جانے کے بعد بھی چھائیاں موجود رہتی ہیں۔

علاج

سبب کو دور کرنے کے بعد چہرے پر Hydroquinone 2% کریم جو بازار میں Eldoquin کے نام سے ملتی ہے۔ روزانہ رات کو لگائی جائے۔ اسی طرح Benonquin 20% کو بھی شہرت حاصل ہے۔ یہ مرہمیں Quinilone کے مرکبات ہیں۔ جو جلد کے رنگ کو جل کر کے اتارنے کی طاقت رکھتی ہیں۔ یہ ایک خطرناک کام ہے۔ جب رنگ کو اڑانے والی کریم چہرے پر لگائی جائے تو عین ممکن ہے کہ وہ اصلی رنگ کو بھی اڑا دے۔ اور چہرے پر پھلبہری کی مانند داغ نکل کر اسے مجنیٹ جیسی بھیانک شکل دیدے۔

خون کی کمی کے لئے فولاد کے مرکبات دیئے جاتے ہیں۔ بعض لوگوں میں فولاد کی مقدار اگر زیادہ ہو جائے تو چہرے پر چھائیوں کی صورت میں نمودار ہو سکتی ہے۔

چھائیوں کو دور کرنے کے لئے بازار میں کچھ کریمیں ملتی ہیں۔ جن کے فوائد مشتبہ

ہیں۔ اور دلچسپ بات یہ ہے کہ تارکول سے مرتب ایک کریم کو ماضی میں بڑی شہرت حاصل رہی ہے۔

اس بیماری کا طب نبویؐ میں بڑا شاندار علاج موجود ہے۔ جو کہ اس باب کے آخر میں دیا گیا ہے۔

کیسری دھبے CAROTENOSIS

کچھ سبزیوں میں سرخی مائل کیسری رنگ کی ایک کیمیکل Carotene نام کی پائی جاتی ہے۔ چونکہ یہ گاجروں میں اتنی زیادہ ہوتی ہے کہ اس کی فراوانی کی بدولت ان کا رنگ کیسری ہو جاتا ہے اور انہی کے نام کی مناسبت سے یہ اپنا نام CAROT سے مشتق پاتی ہے۔ جسم کے اندر جا کر یہ وٹامن A میں تبدیل ہو جاتی ہے۔ یہ وٹامن جلد اور آنکھوں کی حفاظت میں بڑی اہمیت رکھتی ہے۔

وہ لوگ جو زیادہ مقدار میں گاجریں اور سنگترے کھاتے ہیں ان کے اجسام میں کیروٹین کی اضافی مقدار جلد کو کیسری رنگ دے دیتی ہے۔ یہ رنگ پسینے کے راستے بھی خارج ہوتا ہے۔ اور چہرے' ہاتھوں اور پیروں پر زردی نمایاں ہوتی ہے۔ اسی قسم کی کیفیت ذیابیطس اور جگر کی خرابیوں میں بھی ہو سکتی ہے۔

پروفیسر طاہر سعید کے خیال میں اس کے لئے کسی خاص علاج کی ضرورت نہیں پڑتی۔ جب گاجریں کھانی یا ان کا جوس پینا بند ہو جائے گا تو چہرے پر چڑھا ہوا رنگ آہستہ آہستہ اتر جاتا ہے۔

تل PIGMENTED NAEVI

(MOLES)

ایک عام انسان کے جسم پر 30-10 تل مختلف مقامات پر موجود ہوتے ہیں۔ بچوں کے اجسام پر تلوں کی تعداد کافی ہوتی ہے۔ عمر کے بڑھنے اور جوان ہونے تک یہ تعداد میں کم ہوتے جاتے ہیں۔ سرخ اور سنہری بالوں والوں اور نیلی آنکھوں والوں کے جسم پر تلوں کی تعداد دوسروں سے زیادہ ہوتی ہے۔

بچوں میں 5 سال کی عمر کے قریب یہ ہلکے براؤن رنگ کے چھوٹے چھوٹے نشان جسم کے ظاہری حصوں پر نمودار ہوتے ہیں۔ موسم گرما میں ان کی تعداد بڑھتی ہے۔ رنگ گہرا ہوتا ہے۔ جبکہ سرما میں ان کا سائز چھوٹا اور رنگت ہلکی ہو جاتی ہے۔

بعض لوگ تلوں کو خوش قسمتی کا باعث قرار دیتے ہیں جبکہ خواتین کی ایک بڑی تعداد چہرے پر تل نہ ہوں تو مصنوعی طور پر بنواتی ہے۔ کچھ کو شوق اتنا ہے کہ وہ کھدوا کر Tatoo کی مدد سے تل بنواتی ہیں۔ کیونکہ شاعروں اور مصوروں نے تلوں کو خواتین کی خوبصورتی کا مظہر قرار دیا ہے۔ غالب نے محبوب کے رخسار پر تل دیکھ کر کہا۔

گر سیاہ بخت ہی ہونا تھا نصیبوں میں مرے
زلف ہوتا، ترے رخساروں پہ یا تل ہوتا

لیکن ایک فارسی شاعر تو اس مضمون میں بہت آگے جا کر کہتا ہے۔

بخال ہندوش بخشم سمر قند و بخارا را

یہ فارسی شاعر ایک ہندو نوجوان کے چہرے کے تل سے ایسا متاثر ہوا کہ اس کے اوپر سے سمر قند اور بخارا کے پورے شہر قربان کر دینے کو تیار ہو گیا۔

تلوں سے خوبصورتی کا ایک دلچسپ واقعہ ڈاکٹر شفیق الرحمان نے ایک مزاحیہ پیروڈی "توزکِ نادری" میں لکھا ہے۔

نادر شاہ درانی کا بیٹا محمد شاہ کے خاندان کی ایک لڑکی پر فدا ہوگیا۔ جسے اس کے باپ نے برا سمجھا۔ اپنے عشق کے جواز میں وہ لڑکی کے حسن کی تعریف کی بنیاد اس کے رخسار کے تل پر رکھتے ہوئے اپنی عاشقی کو جائز قرار دیتا ہے۔ نادر شاہ نے کہا کہ تم ایک چھوٹے سے تل کے لئے ایک پوری عورت کو لا رہے ہو۔ اگر وہ تل اتنا ہی خوبصورت ہے تو اس لڑکی کے پورے رخسار کٹوا کر منگوائے جاسکتے ہیں۔

بچوں کے ابتدائی تل ہلکے رنگوں میں بھورے ہوتے ہیں۔ عمر کے ساتھ ان کا رنگ گہرا ہو جاتا ہے۔ کچھ تل ابھر آتے ہیں اور ان کو ہاتھ سے بھی محسوس کیا جاسکتا ہے۔ لیکن وہ تل جو ان مقامات پر واقع ہوتے ہیں، جہاں جلد پر رگڑ آتی رہتی ہے تو یہ بڑھنے بھی لگ سکتے ہیں۔ جیسے پیر کے تلے یا انگوٹھوں کے تل ہمیشہ رگڑ کھاتے رہتے ہیں جس کے نتیجہ میں ان میں درد، رنگ میں گہرائی اور خون نکلنے لگ جاتا ہے۔ یہ علامات اس امر کا اظہار ہے کہ تل میں سرطانی تبدیلیاں ہوگئی ہیں اور وہ کینسر میں بتدیل ہوگیا ہے۔

فرانس کے ایک ڈاکٹر ٹام ڈولی نے کمبوڈیا، ویٹ نام کے علاقوں میں دیہات کے غریب لوگوں کے لئے موبائل شفاخانے جاری کئے۔ وہ ان علاقوں میں ہفتوں دن بھر دھوپ میں پھرتا رہا۔ چونکہ اس کی جلد میں رنگ کم اور وہ تمازت آفتاب کا عادی نہ تھا۔ اس لئے چہرے کے ایک تل میں سرطانی تبدیلیاں واقع ہوگئیں اور وہ ایک لمبی بیماری کے بعد ہلاک ہوگیا۔

ایسے تل اگر شرارت کا شبہ پڑتے ہی نکال دیئے جائیں تو خطرہ ٹل جاتا ہے۔
خوش قسمتی کی بات یہ ہے کہ ایسے کینسر پاکستان میں عام طور پر نہیں ہوتے۔

میو ہسپتال لاہور کو پنجاب میں مرکزی حیثیت حاصل ہے۔ پروفیسر طاہر سعید ہارون کو ایسے کینسر شاذونادر ہی دیکھنے میں آئے اور ان کی رائے میں ہم لوگ اس سے قدرے محفوظ ہیں۔
ایک مشہور امریکی مغنیہ نے حال ہی میں اپنے چہرے کے تلوں کو اپنے حسن اور رعنائی کا باعث قرار دیا ہے۔

لمبی بیماریوں' ذہنی صدمات اور آپریشنوں کے بعد بڑی عمر میں تلوں کی تعداد میں اضافہ بھی ہو سکتا ہے۔ ایک خاتون کے جسم پر چند ایک تل تھے۔ ان کو گردن توڑ بخار ہوا تو اس کے بعد درجنوں نئے تل نمودار ہو گئے۔ اکثر لوگوں میں تل نکلنے کے بعد غائب بھی ہو جاتے ہیں۔ ماہرین نے ساخت کے لحاظ سے تلوں کو متعدد اقسام میں بیان کیا ہے۔ ان سب میں مشترکہ خاصیت رنگ ہے۔ لیکن رنگ کی نوعیت حالات کے مطابق بدلتی رہتی ہے۔
سب سے زیادہ دیکھی جانے والی قسم بلیو بلیک یعنی گہری نیلی' چہرہ کے اطراف اور کندھے کے جوڑ کے آس پاس نکلنے والی قسمیں جدا جدا ہیں۔ کچھ تل ایسے ہیں جن میں سے بال بھی نکلتے ہیں۔ لیکن اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا۔ اکثر خواتین کے سروں میں بالوں کی مانگ میں بھی تل دیکھے گئے ہیں۔

ایک خاتون کے چہرے پر تلوں کی کثیر مقدار کو دیکھ دیکھ کر ان کے
نواسے نے ایک روز پوچھا کہ کیا وہ یہ نشان بال پوائنٹ پن سے بناتی ہیں۔

حبشی بچوں میں کولھوں کی پچھلی جانب دمچی کی ہڈی سے اوپر نیلے رنگ کے تل اکثر ہوتے ہیں جن کے ساتھ بالوں کے گچھے بھی پائے جاتے ہیں' ایسے تلوں میں سرطانی تبدیلیاں پیدا ہونے کا امکان زیادہ ہوتا ہے۔

تلوں کی خطرناک قسم میں یہ ایک ایسی شکل توجہ میں آتی ہے۔ جس کا رقبہ ایک سینٹی میٹر کے برابر اور ایک ہی تل میں بیک وقت 3-2 قسم کے رنگ نظر آتے ہیں۔ یہ اطراف میں ہموار نہیں ہوتے اور ان میں سرطانی تبدیلیوں کا اندیشہ زیادہ ہوتا ہے۔ ان کو زیادہ توجہ اور نگرانی کی ضرورت ہوتی ہے۔ برطانیہ میں ایسے تلوں کی تصویریں لے کر ان کی بڑھنے کی رفتار کا مسلسل جائزہ لیا جاتا ہے۔ تاکہ اگر یہ جلد بڑھنے لگیں تو اس کا بروقت پتہ چل جائے

اور ان کو کسی شرارت سے پہلے نکال دیا جائے۔

علاج

مشاہدہ میں رکھنے کے علاوہ تلوں کا کوئی علاج نہیں کیا جاتا۔

وہ تل جو ذرا اونچے ہو گئے ہیں ان پر نائٹروجن یا کاربن ڈائی آکسائیڈ کی برف لگا کر ان کی بالائی سطح کو منجمد کر کے ان کو چھلکے کی مانند چھیل کر اتار دیا جاتا ہے۔ اگر کوئی تل حجم میں بڑھنے لگے تو اسے کاٹ کر نکال کر اس کی Biopsy کی جاتی ہے۔

طب نبویؐ

نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پلورسی کے علاج میں ورس کی بڑی تعریف فرمائی ہے۔ ایک دوسرے مقام پر انہوں نے بچوں کے گلوں کی سوزش Tonsillitis میں قسط کے ساتھ ورس یا اسے تنہا استعمال کرنے کا ارشاد فرمایا۔

محدث ابو حنیفہ دینوریؒ اور "تحفۃ الاحوزی" کے فاضل مصنف مولانا عبدالرحمان مبارک پوری نے اس حدیث کی جستجو میں ورس کے بارے میں تحقیق کی ہے۔ ان کی رائے میں یہ یمن میں پیدا ہونے والی نباتاتی دوائی ہے۔ جو پہاڑی علاقوں میں ہو تو سنہری مائل سرخ اور میدانی علاقوں کی گہری سرخ ہوتی ہے۔ اس کے ریشے زعفران کی مانند ہوتے ہیں۔ لیکن ہاتھ لگائیں تو پلاسٹک کی طرح۔ یعنی ان میں زعفران جیسی نرمی اور ملائمت نہیں ہوتی۔ لغت کی پرانی کتابوں میں خاص طور پر ولیم لین نے اسے نباتاتی طور پر Memocylin Tinctura قرار دیا ہے۔ جبکہ ریاض کی ملک عبدالعزیز یونیورسٹی میں علم الادویہ کے پروفیسر محمد عبدالعزیز یحیٰی نے قرار دیا ہے کہ یہ

Flemingia Grahamiania ہے۔ اگر ڈاکٹر عبدالعزیز کی تحقیق کو تسلیم کر لیا جائے تو یہ درخت بھارت کے جنوبی اضلاع خاص طور پر ترچنا پلی کے علاقہ میں بھی ملتا ہے۔ ندکارنی نے اسے سری لنکا میں بھی بیان کیا ہے اور اس کا مقامی نام انجانا بتایا ہے۔

ام المومنین حضرت ام سلمہؓ روایت فرمائی ہیں۔

كانت النفساء تقعد بعد نفاسها اربعين يوما، وكانت احدانا نطلى الورس على وجهها من الكلف۔

(—— عورتیں حیض اور زچگی سے فراغت کے بعد ورس کے پانی میں چالیس دنوں تک بیٹھا کرتی تھیں۔

ہم میں سے ایک کے چہرے پر چھائیاں تھیں۔ جن کے لئے وہ اپنے چہرے پر اس کو لگایا کرتی تھیں۔)

مولانا عبدالرحمان مبارک پوری کی تحقیقات کے مطابق حضرت عائشہ صدیقہؓ کے چہرے پر پہلے چھائیاں تھیں جو ورس لگانے سے ٹھیک ہو گئیں۔ وہ ورس کو زیتون کے تیل میں ملا کر لگاتی تھیں اور تقریباً ساری عمر رات کو لگاتی رہیں۔ اس سے ان کا رنگ اور چہرہ اتنے صاف ہو گئے کہ چہرے کی بشاشت کی وجہ سے ان کو "حمراء" کا لقب دیا جاتا تھا۔

ابو حنیفہ دینوری کے علاوہ ابن القیم اسے رنگ دار داغوں' پھنسیوں اور خاص طور پر سر اور چہرے پر نکلنے والی پھنسیوں کے لئے مفید قرار دیا ہے۔ اور سعودی عرب سے احباب نے ہمیں دو ایک مرتبہ ورس کا تحفہ دیا۔ اسے پیس کر روغن زیتون میں ملا کر خواتین کے چہروں پر لگایا گیا۔ کچھ بچیوں کے چہروں پر مہاسوں کے بعد رنگ دار داغ رہ گئے تھے اور کچھ کے چہروں پر تل زیادہ تھے۔ یہ تمام خواتین 2-1 ماہ میں بالکل ٹھیک ہو گئیں۔ دوائی لگاتے وقت چند ایک پھنسار

ابھی چہرے پر موجود تھیں۔ وہ بھی ختم ہو گئیں اور اس واقعہ کے دو سال گزرنے کے بعد بھی ان میں سے ہر خاتون کا چہرہ پوری طرح بے داغ اور صاف ستھرا ہے۔

اطباء قدیم نے ورس کو گردوں کی پتھریاں توڑنے کی صفت کی حامل بھی قرار دیا ہے اور ہمارے ذاتی مشاہدات کے مطابق چہرے کے ہر قسم کے داغوں کا ایک یقینی علاج ہے۔ بو علی سینا نے سرکہ میں بھگوئی ہوئی انجیر کو مفید بتایا ہے۔ مرزنجوش کا لیپ بھی مفید ہے۔

گرمی دانے PRICKLY HEAT

پت:

گرم ممالک کے رہنے والوں کو موسم گرما میں جب ہوا میں نمی زیادہ ہو تو جسم پر دانے نمودار ہوتے ہیں۔ یہ چھوٹے چھوٹے دانے صرف موسمیاتی حالات کا مظہر ہوتے ہیں۔ عام طور پر یہ مقامی طور پر جلن اور خارش کے علاوہ کسی اور تکلیف کے باعث نہیں ہوتے۔ لیکن جب ان کو بار بار کھجلایا جائے یا کھجلانے والے کے ناخن بڑے ہوں تو یہ چھل جاتے ہیں۔ جلد میں دراڑ پیدا ہونے سے جراثیم کو داخلے کا راستہ مل جاتا ہے اور وہاں پر پھنسیاں نکل آتی ہیں۔ جن کو ہمارے یہاں پت کا پکنا کہتے ہیں۔

گرمی کی شدت اور ہوا میں نمی کی زیادتی سے پسینہ زیادہ آتا ہے۔ یہ پسینہ اگر جلد سوکھ نہ جائے تو اپنی تیزابیت کی وجہ سے جلد کو نقصان دیتا ہے۔ جلد میں پسینہ پیدا کرنے والے غدودوں کی نالیوں میں رکاوٹ پیدا ہو جاتی ہے۔ کبھی وہ پھٹ بھی جاتی ہیں۔ ان کے منہ کی بندش کے نتیجہ میں دانے نکلتے ہیں پت کا ہر دانہ پسینے نکالنے والی ایک نالی کے منہ کی رکاوٹ کا مظہر ہے۔

مصنوعی ریشے سے بنے ہوئے لباس بڑے آرام دہ ہیں۔ لیکن ان میں ہوا داخل نہیں ہو سکتی۔ اس لئے ان کو پہننے کے بعد گرمی زیادہ لگتی ہے۔ جب پسینہ آتا ہے تو لباس میں سے ہوا نکل کر اسے خشک نہیں کر سکتی اور اس طرح پسینے کو زیادہ دیر تک جلد کو خراب کرنے کا موقعہ ملتا رہتا ہے اس ناخوشگوار کیفیت سے ناجائز فائدہ اٹھا کر جسم کے ڈھکے ہوئے حصوں

پر پھپھوندی کو بھی حملہ آور ہونے کی تقریب میسر آجاتی ہے۔

پسینہ کو خشک کرنے کے لئے سوتی بنیان ایک بہترین ذریعہ ہے۔ امریکن چونکہ بنیان نہیں پہنتے اس لئے ہمارے نوجوانوں کو بھی وہ پسند نہیں رہی۔ یہ درست ہے کہ ٹھنڈے کمرے میں رہنے یا ایئر کنڈیشن لگا کر سونے سے پت نکلنے کا کوئی امکان نہ رہے گا۔ لیکن پسینہ قدرت کا ایک انعام بھی ہے۔ جسم کی وہ غلاظتیں جو پیشاب کے راستے خارج ہوتی ہیں ان ہی کا کچھ حصہ پسینہ کے راستے خارج ہو جاتا ہے۔ اور اس طرح گردوں پر سے بوجھ میں کمی آجاتی ہے۔ عضلات کو زیادہ ٹھنڈک ملنے سے ان میں اکڑاہٹ اور جوڑوں میں دردیں پیدا ہو جاتی ہیں۔ ایئر کنڈیشن میں سونے والوں کے گردے اکثر خراب ہو جاتے ہیں۔ ان کو جسم میں دردیں ہوتی رہتی ہیں وہ کبھی بھی تندرست نہیں رہتے۔ پت جیسی معمولی تکلیف سے بچنے کے لئے اتنے خطرات لینے فراست سے بعید ہیں۔

سرد ممالک کے زچہ خانوں میں نوزائیدہ بچوں کو گرم کمروں میں رکھا جاتا ہے۔ دلچسپ بات یہ ہے کہ ان بچوں کو ایسے گرم کمروں میں رہتے ہوئے پت نکل آتی ہے۔ آج کل اس کا نیا نام Miliaria Rubra رکھا گیا ہے۔

علامات: ان گنت چھوٹے چھوٹے دانے، جن کے ارد گرد سرخی، جلن اور کپڑوں کی رگڑ سے ان میں اضافہ ہوتا ہے۔ چھوٹے بچوں میں گردن، بغلوں اور رانوں کے درمیان زیادہ دانے نکلتے ہیں۔ موسم خوشگوار ہونے یا بارش پڑنے سے دانوں کی تعداد اور علامات میں کمی آجاتی ہے۔

علاج

ایسے حالات پیدا کئے جائیں کہ پسینہ کم سے کم آئے۔ پسینہ کو جلد از جلد خشک کرنے کا بندوبست کیا جائے۔ کھلی ہوا مفید ہے لباس ہوادار اور ڈھیلا ہونا چاہئے۔ موسم گرما میں

وائل کا کرتہ، لٹھے کا پاجامہ یا شلوار قمیض کے نیچے سوتی بنیان بہترین پیش بندی ہیں۔

گرمی دانوں کے لئے مصفی خون ادویہ کے استعمال کی شہرت ہے۔

دانوں پر پت پوڈر لگانے کا رواج ہے۔ اس پوڈر میں نشاستہ کے ساتھ گندھک، مینتھول، کافور اور سرکہ کے نمکیات ہوتے ہیں۔ اس کو چھڑکنے سے وقتی طور پر ٹھنڈک کا احساس ہوتا ہے اور پسینہ خشک ہو جاتا ہے۔ جس سے تھوڑے عرصہ کے لئے آرام آجاتا ہے۔ پاکستان میں ملنے والے پت پوڈروں میں سب سے عمدہ X-it والوں کا تھا۔ جنہوں نے بنانا بند کر دیا۔ اس کے بعد موجودہ بہترین ایڈن روک کا ہے۔

میسرز لاہور کیمیکلز والے پت کالوشن بنایا کرتے تھے۔ یہ ایک ایسی عمدہ چیز تھی کہ صرف ایک دفعہ لگانے سے پت کی جلن یا خارش جاتی رہتی تھی۔ مگر اب انہوں نے بھی یہ سلسلہ بند کر دیا ہے۔

گرمی دانوں کے لئے وٹامن 'C' کی گولیاں وقتی آرام کے لئے بہترین ہیں۔ اس کی 500 کی ایک گولی صبح، شام کھانے سے کافی آرام آجاتا ہے۔ لیکن ایک دن کے لئے۔

طب نبویؐ

طب نبویؐ کی صرف ایک دوائی سرکہ ہی پت کے لئے اکسیر ہے۔ فروٹ کے سرکہ میں تھوڑا سا پانی ملا کر جلتی ہوئی پت کے دانوں پر لگایا جائے تو فوراً آرام آجاتا ہے۔ ہم نے بعض مریضوں میں دیکھا ہے کہ دن میں ایک دو مرتبہ لگاتے ہوئے گرمی کا موسم کسی اذیت کے بغیر گزارا جاسکتا ہے۔

نبی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے سنگترے کو دل کے لئے بہترین قرار دیا ہے۔ حضرت عائشہ صدیقہؓ نے اپنے ایک مہمان کو سنگترے کی قاشیں شہد لگا کر پیش کیں۔ یہ نسخہ پت کی جلن کے لئے بہترین ہے۔ اس کے علاوہ میٹھے انار کا جوس، تربوز بھی وہی فوائد رکھتے ہیں۔

شدت سے نکلی ہوئی پت' اس کی جلن' سوزش اور پھنسیوں کے علاج میں یہ نسخہ استعمال کیا گیا۔

صعترفارسی	—	20 گرام
سناء مکی	—	25 گرام

کو 500 گرام پانی میں دس منٹ ابال کر چھان لیں۔ اس میں اسی قدر سرکہ ملا کر یہ لوشن جلن والی جگہ پر لگانی بے حد مفید پائی گئی۔ اگر دانوں میں پیپ پڑ گئی ہو تو اس نسخہ میں 20 گرام مرمکی یا لوبان بھی شامل کیا جا سکتا ہے۔

پتی اچھلنا URTICARIA

دھپڑ شری

یہ وہ کیفیت ہے جس میں جلد کی اندرونی تہوں میں ورم آجانے سے سرخ رنگ کے ابھار آجاتے ہیں۔ یہ ابھار خون کی نالیوں سے نکلنے والا سیال پیدا کرتا ہے۔ جسے ہم پتی اچھلنا یا پنجابی میں دھپڑ پڑنا کہتے ہیں۔ یہ ابھار یا یہ ورم کے قطعے چھوٹے چھوٹے بھی ہوسکتے ہیں۔ اور بڑے بھی جن کو Giant Urticaria کہتے ہیں۔ ورم کے یہ ابھار جسم کے کسی حصے میں بھی ہوسکتے ہیں۔ جب تک یہ جلد تک رہیں کوئی خطرے کی بات نہیں ہوتی۔ لیکن جب یہ اندرونی اعضاء، خاص طور پر سانس کی نالیوں کے اندر نکل آئیں تو جان کو بھی خطرہ لاحق ہوسکتا ہے۔

ہماری جلد میں ایک کیمیاوی عنصر Histamine موجود رہتا ہے۔ مگر وہ قابل عمل حالت میں نہیں ہوتا۔ چوٹ لگنے یا جسم کے ساتھ ایسی چیزوں سے تعلق میں آنے کے بعد جن سے اس کو حساسیت ہے تو یہ جوہر عملی شکل اختیار کرکے خون کی چھوٹی نالیوں کے منہ کھول دیتا ہے۔ جن سے بلڈ پریشر کم ہوتا ہے اور مقامی طور پر پتی اچھلنے لگتی ہے۔ ابتدا میں شدید خارش ہوتی ہے۔ جن کی شدت 48 گھنٹوں میں کم ہوجاتی ہے۔

ہر جسم کو کچھ چیزیں پسند نہیں ہوتیں۔ جب ان ناپسندیدہ عناصر میں سے کوئی چیز جسم میں جاتی یا اس کو لگتی ہے تو ایک پیچیدہ عمل کے ذریعہ خون کی چھوٹی نالیوں میں چھوٹے چھوٹے سوراخ پیدا ہوجاتے ہیں۔ جن کے راستے خون کا پلازما اور اس کی لمیات نکل کر زیر

جلد یا جلد کی موٹائی میں جمع ہو کر گول گول ابھار بنا دیتے ہیں۔ یہ ابھار باہر نظر بھی آسکتے ہیں اور جسم کے اندرونی اعضاء میں بھی نکل کر خطرے کا باعث بن سکتے ہیں۔ خاص طور پر منہ کے اردگرد نکلنے والے فوری توجہ کے طلبگار ہوتے ہیں اور ان کو ایمرجنسی تصور کیا جاسکتا ہے۔

بیماری کی ابتدا ناگہانی طور پر شروع ہوتی ہے۔ کسی بھی جگہ بہت سے دانے نمودار ہوتے ہیں۔ جن میں سخت جلن' خارش' گھبراہٹ' سانس لینے میں مشکل کے ساتھ دل ڈوبنے لگتا ہے۔ کچھ لوگ اس بیماری کے شکار ہوتے ہیں۔ ان کو ایسے دھپڑ نکلتے رہتے ہیں۔ جو کہ سالوں چلتے ہیں اور ان پر کسی دوائی کا کوئی اثر نہیں ہوتا۔

اکثر ڈاکٹر حساسیت کے اس شدید مظاہرہ کو فوری اور مزمن ناموں سے پکارتے ہیں۔ لیکن برطانوی ماہرین نے اس کے اسباب کی روشنی میں اقسام کو متعین کیا ہے۔

1- پہلی قسم ان ادویہ سے پیدا ہوتی ہے جو جسم میں ہسٹامین کی پیدائش کو بڑھاتی ہیں اور ان میں سب سے زیادہ بدنام اسپرین ہے۔ حساسیت کے مریضوں کو اسپرین اور اس سے بنی ہوئی تمام دواؤں سے بچنا چاہئے۔ ان کو سر درد وغیرہ ہو تو وہ پیراسٹامول یا پونسٹان وغیرہ سے گزارا کریں۔ افیون اور اس کے تمام اجزاء از قسم مارفین' کوڈین' ہیروئن بھی یہی کرتے ہیں۔ دردوں کی دوائی Indocid بھی ناپسندیدہ ہے۔

2- کھانے پینے کی چیزوں میں خاص طور پر وہ کیمیکلز جو ذائقہ پیدا کرنے کے لئے شامل کئے جاتے ہیں۔ خاص طور پر کھٹائی کے ذائقے Benzoate-Preservatives بھی خطرے کا باعث بن سکتے ہیں۔ مشروبات میں ملاتے ہوئے رنگ خاص طور پر سنہری بھی تکلیف کا باعث ہوسکتے ہیں۔

3- جلد کو ناپسندیدہ عناصر کے لمس جیسے کہ بعض کیمیکلز' جانوروں کے بال' خاص طور پر کتا' اس کے بال' اس کا تھوک' باغبانی کے دوران مختلف پودوں اور کھادوں کا لمس۔

4- نازک طبع لوگوں میں گرمی یا سردی کی زیادتی' ذہنی اور جسمانی دباؤ' تیز دھوپ۔

5- جسم کے اندرونی نظام میں گڑ بڑ۔ خون کی نالیوں کی خرابیوں کے باعث اعضاء میں ورم آسکتا ہے۔ اور یہ کیفیت ایمرجنسی کا باعث اس وقت بن جاتی ہے۔ جب چھوٹی آنت میں ورم آجانے سے وہ بند ہوجاتے اور مریض کو شدید درد ہونے لگے۔

6- آنتوں میں طفیلی کیڑے' سانس کی نالیوں میں پرانی سوزش' چہرے کی ہڈیوں کے اندر ناک کے اطراف میں واقع Sinuses کی سوزش اور بیماریوں میں Thyrotoxicosic -Lymphoma -Erythematosus بھی اس کا سبب بن سکتے ہیں۔ بچوں میں گلے کی سوزش بھی اس کا باعث ہوسکتی ہے۔

7- کچھ جسموں کو بعض ادویہ بنیادی طور پر ناپسند ہوتی ہیں۔ ان میں سے کسی کو اگر ٹیکہ لگایا جائے تو فوری ردعمل ظاہر ہوتا ہے۔ یہ ردعمل خاص طور پر گھوڑے کے خون سے بنی ہوئی سیرم قسم کی ادویہ جیسے کہ Anti tetanic serum-(ATS)- Antivenin sera سے زیادہ ہوسکتا ہے۔

ہم نے ہسپتالوں میں کئی مریض ان کے ٹیکوں کے بعد پتی اچھلنے کے بعد سانس کی رکاوٹ سے مرتے دیکھے ہیں۔ پنسلین کے ٹیکہ سے بھی موتیں ہوتی ہیں۔

8- زہریلی دواؤں' گیسوں' دھوئیں اور گردوغبار کی وجہ سے۔

9- زہریلے جانوروں کے ڈنگ' بھڑ' شہد کی مکھی وغیرہ کے ڈنگ مارنے کے بعد جسم میں عام حساسیت کے بعد جسم پر دانے نکلتے ہیں۔ یہی ڈنگ کبھی موت کا باعث بھی ہوسکتا ہے۔

10- کچھ ایسے مریض ہیں بلکہ سب سے زیادہ یہ مشکل افراد ہیں جن کی تکلیف کا باعث بھی معلوم نہیں ہوتا۔

لاہور میں ایک لیڈی ڈاکٹر کو بھڑ نے ہونٹ پر ڈنگ مارا 2 گھنٹوں کے اندر اس خاتون کی

موت جسم پر دانے نکلنے کے بعد واقع ہو گئی۔

علامات: اس کی علامات مختلف' بے قاعدہ' غیر یقینی لیکن بے شمار ہوتی ہیں۔ تکلیف گول یا بیضوی سخت دانوں سے ہوتی ہے۔ جو ناگہانی طور پر نمودار ہوتے ہیں۔ ان میں خارش اور جلن شدید ہوتے ہیں۔ اور ان کے اردگرد سرخی کے دائرے ہوتے ہیں جو کہ عارضی ہوتے ہیں۔ تھوڑی دیر میں یہ ختم ہو جاتے ہیں۔ البتہ پرانے مریضوں میں یہ ہفتوں چلتے ہیں۔

اسی کی ایک خصوصی قسم Dermographia کہلاتی ہے۔ جسم پر جہاں معمولی سی رگڑ آئے وہی جگہ ورم کر جاتی ہے۔ جس کا آسان مظاہرہ مریض کی کمر پر پنسل سے کچھ لکھ کر کیا جاتا ہے۔ جیسے ہی کھال پر پنسل کی رگڑ آتی ہے۔ تمام جگہ پھول کر الفاظ ابھر جاتے ہیں۔ کچھ لوگوں کو یہ تکلیف تھوڑی دیر کے بعد ہوتی ہے۔ جیسے کہ پیروں پر چلنے کی وجہ سے جو بوجھ پڑتا ہے اس کا ورم دو گھنٹے بعد محسوس ہوتا ہے۔

علاج

ہنگامی علاج: جب کسی کو فوری حساسیت ہو کر پتی اچھلنے لگے تو یہ صورت حال ایمرجنسی بن جاتی ہے۔ یہ کیفیت زہریلے کیڑوں کے ڈنگ اور بعض ادویہ کے ٹیکوں کے بعد ہوتی ہے۔ جسے Acute Anaphylactic Shock کہتے ہیں۔ اگر اس کا فوری بندوبست نہ کیا جائے تو موت زیادہ دور نہیں ہوتی۔ ATS کا انجکشن لگنے کے آدھ گھنٹہ میں موت ہم نے خود ایک ہسپتال میں دیکھی۔ اس شدید مسئلہ کا فوری حل یہ ہے۔

1- مریض کو زیر جلد Adrenaline 1/2 cc کا ٹیکہ فوراً لگایا جائے۔

2- اسی سرنج میں حساسیت کے خلاف کام آنے والی ادویہ میں سے کوئی ایک جیسے کہ Avil یا Synopen کا انجکشن گوشت میں لگایا جائے۔

3- اسی عرصہ میں Decadron یا Solu-Cortef کا ٹیکہ بھی گوشت میں لگایا جائے۔

مریض کو جتنی جلدی ممکن ہو ہسپتال بھیجا جائے۔ تاکہ مصنوعی تنفس دلانے یا سانس کی نالیوں کی رکاوٹ کو کھولنے کے لئے اگر آپریشن کی ضرورت ہو تو وہ کیا جاسکے۔

پتی اچھلنے کا علاج: جب پتی اچھل رہی ہو تو Adrenaline کا ٹیکہ صحیح معنوں میں جان بچانے کی صفت رکھتا ہے۔ لیکن یہ ٹیکہ عام مریضوں میں استعمال نہیں کیا جاتا۔ اندرونی استعمال کے لئے Antihistaminic گولیاں جیسے کہ دی جاتی ہیں۔ Cimetidine صحیح معنوں میں ہسٹامین کو ختم کرتی ہے۔ لیکن اسے پیٹ کے السر میں دیا جاتا ہے۔ عام الرجی کے مریضوں میں استعمال نہیں ہوتی۔ مقامی استعمال کے لئے Anti Histaminic کریم۔ جیلی اور لوشن بازار میں ملتے ہیں۔ زمانہ قدیم سے کیلامین کا لوشن مختلف شکلوں میں اس پر لگایا جاتا رہا ہے۔ جیسے کہ

MENTHOL 12 فیصدی

CALAMINE 15 فیصدی

CAMPHOR 5 فیصدی

پانی 100 فیصدی

اگر یہ گاڑھا محسوس ہو، تو اس میں تھوڑا سا پانی اور ملایا جاسکتا ہے۔

پتی اچھلنے کے علاج میں اہم ترین مسئلہ سبب کو دور کرنے کا ہے۔ وہ چیز جس نے جلد کو حساسیت میں مبتلا کیا ہے۔ اسے فوراً دور کیا جائے۔ جیسے کہ مریض کسی دوائی کو کھانے کی وجہ سے اس کیفیت میں مبتلا ہے تو سب سے پہلے وہ دوائی بند کی جائے۔ اگر وہ کسی لیپ یا پتی کی صورت میں یا خضاب کی شکل میں لگائی گئی ہے تو سب سے پہلے اسے دھو کر جلد سے دور کیا جائے۔

پرانے استاد اس علاج میں کلسیم بطور سفوف' گولیاں یا Calcium Gluconate وریدکے ٹیکوں کی صورت میں استعمال کیا کرتے تھے۔ خواتین کو وریدوں میں کلسیم کے ٹیکے بہت پسند آتے تھے۔ کیونکہ ٹیکہ لگنے کے دوران مریض کو بدن میں گرمی محسوس ہوتی تھی۔ لیکن یہ ٹیکہ دل کی بعض کیفیات میں موت کا باعث ہو سکتا ہے۔ اس کے اور بھی نقصانات ہیں جن کی وجہ سے یہ تقریباً متروک ہوگیا ہے۔ لیکن دافع حساسیت ادویہ کے ساتھ کلسیم کو ملانے سے ان کا اثر بڑھ جاتا تھا۔ جرمنی سے اب اس مرکب کے Calcistine ٹیکے آنے بند ہو گئے ہیں۔

حساسیت کا علاج صرف اسی صورت میں ہو سکتا ہے جب اس کا سبب معلوم ہو۔ ورنہ پتی اچھلنے کا صرف اتنا علاج ہے کہ جب تکلیف ہو۔ گولیاں وغیرہ دے دی جائیں۔ لیکن آئندہ کے حملے روکنے کا کوئی بندوبست نہیں۔

Auto Haemo Therapy خون کے ٹیکے

عرصہ دراز پہلے ورید سے خون نکال کر اس کو عام انجکشن کی مانند گوشت میں داخل کرتے تھے۔ یہ طریقہ اگرچہ پرانا ہے اور لوگ اس کو فراموش کر چکے ہیں لیکن اندھیرے میں یہ روشنی کی ایک کرن ہے۔

پرانے استاد مریض کی کسی ورید سے ایک سی سی خون نکال کر اس کو اسی وقت گوشت میں داخل کرتے تھے۔ اگلے دن اسی طرح 2cc خون۔ تیسرے دن 3cc اسی طرح 10cc تک جایا جاتا تھا۔

ہم نے 3cc خون ہر چوتھے دن داخل کیا۔ 8 ٹیکوں تک مریض کی بہتری کا پتہ چل جاتا ہے۔ مریض اگر بہتر ہو رہا ہو تو 12-10 ٹیکے لگائے جائیں۔

اس طریقہ علاج میں کامیابی کا امکان 70-60 فیصدی کے قریب ہے۔ اکثر مریضوں کو زندگی بھر کے لئے شفا ہو جاتی ہے۔ ورنہ 5-4 سال کے لئے فائدہ رہتا ہے۔

طب یونانی

طب یونانی میں حساسیت کے بارے میں اہم اصول یہ ہے کہ مریض کو سب سے پہلے جلاب دیا جائے۔ جلاب کا مطلب یہ ہے کہ آنتوں کی تمام غلاظتیں نکال دی جائیں۔ اور یہ حقیقت ہے کہ اکثر مریضوں میں حساسیت پیٹ کی خرابیوں اور اس میں دیدان (کیڑوں) کی وجہ سے ہو سکتی ہے۔

—— مریض کو 5 دانہ آلو بخارا اور 2 تولہ تمر ہندی کا زلال بنا کر اس میں گلقند ملا کر پلایا جائے۔

—— بادیان 7 دانہ 'منقی 9 دانہ' کا شیرہ بنا کر گلقند ملا کر تیار کریں۔
پہلے اسے جوارش جالینوس 4 ماشہ دیں اور اس کے ایک گھنٹہ بعد اسے بالائی نسخہ دیں۔

—— رسونت 3 ماشہ ' صندل سفید 3 ماشہ ' کافور 1 ماشہ کو عرق گلاب میں حل کر کے لگائیں۔

—— صندل اور گیرو کے مرکبات یا خون صاف کرنے کی دوائیں جیسے کہ صافی وغیرہ استعمال کرنے سے حساسیت کا زور ٹوٹ جاتا ہے۔

طب نبویؐ

جدید علاج کے جائزہ میں ہم نے دیکھا کہ جو کچھ بھی کیا جا سکتا ہے وہ صرف ایمر جنسی

میں ہو سکتا ہے۔ مریض کے لئے باقاعدہ علاج کی کوئی صورت نہیں۔ دافع حساسیت گولیاں وقتی فائدے کے لئے ہیں۔ ان گولیوں سے نیند آتی ہے۔ اور مریضوں کو یہ ہدایت کی جاتی ہے کہ وہ گولیاں کھانے کے بعد موٹر یا موٹر سائیکل نہ چلائیں۔ کسی مشین پر کام نہ کریں۔ کیونکہ غنودگی کی وجہ سے حوادث کا امکان موجود ہے۔

انگلستان کی سالفورڈ یونیورسٹی میں Hay Fever کے 500 مریضوں کو ایسا شہد پلایا گیا تھا جس میں سے موم نہ نکالی گئی تھی اور نہ ہی اسے بار بار گرم کیا گیا تھا۔ ایسے شہد کو پینے سے تمام مریض شفایاب ہو گئے۔

Hay Fever بھی حساسیت کی ایک شکل ہے۔ جو دوائی اس میں مفید ہو گی وہ دوسری شکلوں میں بھی مفید ہو گی۔

ہم نے اپنے مریضوں کو صبح نہار منہ ابلے پانی میں بڑا چمچہ شہد دیا۔ اگر تکلیف زیادہ رہی تو ایک چمچہ عصر کے وقت بھی دیا گیا۔ اس کے ساتھ یہ دوائی دی گئی۔

کلونجی ـــــ 100 گرام

برگ کاسنی ـــــ 20 گرام

ان کو ملا کر پیس کر 4 گرام صبح، شام، کھانے کے بعد۔

حساسیت کی تمام قسموں کے لئے سرکہ ایک لاجواب لوشن ہے۔ جلن اگر زیادہ ہو تو اس میں پانی ملا کر لگانے سے آرام آجاتا ہے۔ پرانی تکلیف کے لئے 500 گرام سرکہ میں کلونجی 10 گرام، برگ حنا 10 گرام اور برگ کاسنی 10 گرام کو ملا کر ابال کر چھان لیں۔ روزانہ لگانے سے فرق پڑ جاتا ہے۔ یہ سیال ہے جبکہ مرہم کپڑے خراب کرتے ہیں۔ اس لئے کسی بھی مرکب کو استعمال کے قابل بنانے کے لئے سرکہ ایک بہترین ذریعہ ہے۔

ECZEMA (اگزیما (چھاجن

یہ جلد کی ایک ایسی غیر متعدی سوزش ہے جس میں سرخ داغ، دانے، چھلکے، آبلے وغیرہ نمودار ہوتے ہیں۔ اس کے دانے آپس میں مل کر ایک زخم کی سی چیز بنالیتے ہیں جس سے لیسدار رطوبتیں نکلتی رہتی ہیں۔ اس پر متعدد بار چھلکے آتے ہیں مگر مندمل نہیں ہوتا۔ چونکہ یہ جلد کی سطح پر زخم کی مانند ہوتا ہے اس لئے اس میں اکثر پیپ پڑ جاتی ہے اور درد کے ساتھ بخار بھی ہوسکتا ہے۔

اتفاق سے جلد کی ایسی کئی بیماریاں ہیں جن میں دانے نکلتے ہیں۔ ان سے رطوبت بھی نکلتی ہے۔ چھلکے آتے اور جاتے ہیں۔ ان میں پیپ بھی پڑتی ہے۔ اب ان میں سے کسے کوئی واضح نام دیں اور کسے اگزیما قرار دیا جائے؟ اکثر اوقات ڈاکٹروں سے جلد کی جس بیماری کی آسانی سے تشخیص نہ ہوسکے وہ مریض کو اگزیما کا نام دے کر مطمئن کردیتے ہیں۔ تشخیص غلط ہو یا درست اصل مسئلہ تو علاج کا ہے اور اس کے لئے لے دے کر 4-3 مرہمیں ہیں جن کے اندر اندر علاج ہونا ہے۔ اب اسے کوئی Licken Planus کہہ کر دوسروں سے اختلاف تو کرسکتا ہے لیکن علاج تو پھر بھی وہی رہنا ہے۔

اگزیما کو متعدد اقسام میں بیان کیا گیا ہے۔ ان سب میں مشترکہ بات یہ ہے کہ ابتدا جلد پر سرخ داغ سے ہوتی ہے۔ پھر اس میں ورم آتا ہے اور چھوٹے چھوٹے کئی دانے نمودار ہوتے ہیں۔ اس سرخی میں آبلے بھی نکلتے ہیں۔ جب یہ پھٹ جائیں تو ان سے لیسدار رطوبت خارج ہوتی رہتی ہے۔ یہ بھی ممکن ہے کہ آبلے خشک ہوجائیں۔ زخم پر چھلکے

آجائیں اور زخم واقعی بھر کر سیاہ داغ چھوڑ جائے یا انہی چھلکوں کے نیچے سے زخم پھر سے ہرا ہو کر رطوبت پھینکے اور چھلکوں کے نیچے پھر سے دانے نکلنے لگتے ہیں۔

ایگزیما کو شدید یعنی Acute قسم سے بیان کریں تو اس کا مطلب یہ ہے کہ وہاں پر سرخی ہے۔ ورم کے ساتھ چھالے نکلے ہوتے ہیں ان سے پانی بہتا ہے اور چھلکے آتے رہتے ہیں۔ جبکہ پرانے ایگزیما Chronic میں ایک محدود رقبہ میں کافی تعداد میں سرخ رنگ کے دانے نکلے ہوتے ہیں۔ ان میں زور کی خارش ہوتی ہے اور کبھی وہ جلنے لگ جاتے ہیں۔ وہاں کی جلد کا رنگ بدل جاتا ہے اور موٹی ہو جاتی ہے۔

ان دونوں قسموں کی درمیانی صورت یہ بھی ممکن ہے کہ دونوں شکلیں ایک ہی مریض میں بیک وقت پائی جائیں اور یہ Sub Acute قسم کہلاتی ہے۔

ایگزیما کے لفظی معنی کسی چیز کے ابل جانے کے ہیں۔ مثال کے طور پر جب پانی ابلتا ہے تو اس میں چھوٹے چھوٹے بلبلے پیدا ہوتے ہیں۔ اس بیماری میں جلد سے اسی طرح کے بلبلے چھالوں کی صورت میں نمودار ہوتے ہیں اور یہی اس نام کا باعث ہیں۔ یہ بنیادی طور پر جلد کی سوزش ہے یعنی Dermatitis ہے۔ اس لحاظ سے اس کی ہر قسم کو جلد کی سوزش کہہ سکتے ہیں۔ لیکن جلد کی ہر سوزش ایگزیما نہیں ہوتی۔ اس کو پیدا کرنے میں بیرونی اور اندرونی اسباب یکساں طور پر اثر انداز ہو سکتے ہیں۔ ان اسباب کی ہی روشنی میں ماہرین امراض جلد نے ایگزیما کی متعدد اقسام بیان کی ہیں۔ اندرونی اسباب سے Pomholyx- Seborrhoea -Atopic -Numular -Atopic Static -malabsoptive اقسام کا ایگزیما بیان کیا گیا ہے۔ جبکہ بیرونی اسباب سے Infective اور Contact ہو سکتا ہے۔ ان میں سے اہم اقسام کا تفصیلی تذکرہ پیش خدمت ہے۔

حساسیت کا ایگزیما CONTACT DERMATITS

جب انسانی جلد پر کوئی ایسی چیز لگتی ہے جو اسے قبول نہ ہو تو اس سے حساسیت پیدا ہو کر سوزش کی ایک شکل نمودار ہوتی ہے۔ ایک ہی چیز بعض اوقات ایک فرد کے لئے ٹھیک ہوتی ہے جبکہ دوسرا اس سے تکلیف میں مبتلا ہو جاتا ہے۔

تعلق میں آنے والی ایسی اشیاء بھی ہو سکتی ہیں جو جلد پر برے اثرات رکھتی ہیں جیسے کہ مختلف قسم کے تیزاب' کیونکہ یہ جلد کو براہ راست جلانے اور اس میں سوزش پیدا کرنے کا باعث ہو سکتے ہیں۔

حساسیت پیدا کرنے والی اشیاء کا جلد کے ساتھ بار بار تعلق میں آنا ضروری ہے۔ یہ درست ہے کہ بعض چیزوں کا ایک ہی مرتبہ لگ جانا بھی تکلیف کا باعث ہو سکتا ہے۔

ایک خاتون کو کسی نے بتایا کہ چہرے سے فالتو بالوں کو اکھاڑنے کی مصیبت کرنے کی بجائے وہ ـــــ کریم لگا لیا کریں۔ وہ ایک مشہور کریم تھی اور اکثر عورتیں اسے استعمال کرتی ہیں۔ لیکن ان کے چہرے پر آدھ گھنٹہ میں تکلیف شروع ہو گئی۔ ہم نے دوسرے دن دیکھا تو منہ سوج گیا تھا۔ خارش سارے بدن پر تھی اور وہ کافی مشکل میں تھیں۔

لیکن عام حالات میں ایسی چیزیں کئی مرتبہ لگانے کے بعد جلد پر سوزش ہوتی ہے۔ ہمارے ایک دوست جب ولایت گئے تو انہوں نے عمدہ اشیاء کی ایک فہرست تیار کر لی۔ تاکہ وہ لوگوں کو اپنی امارت سے متاثر کریں۔ جو صابن انہوں نے پسند کیا وہ بڑا مشہور تھا۔ لیکن

ایک ہفتہ کے استعمال سے ان کے چہرے اور ہاتھوں کی جلد اترنے لگ گئی۔ اب وہ صابن پاکستان میں بھی ملتا ہے۔ اس پرانی بات کو بھول کر انہوں نے دو ایک مرتبہ یہاں بھی اسے استعمال کیا تو ایک ہفتہ کے بعد خارش اور آبلے نکلنے لگ گئے۔

بیماری پر غور کے لئے ایک فرق موجود ہے۔ وہ چیزیں جو فوراً ہی تکلیف شروع کردیتی ہیں اور وہ کہ جن کو کچھ مدت استعمال کے بعد تکلیف شروع ہوتی ہے۔ دونوں میں خاصا فرق ہوتا ہے۔ اور یہی فرق بیماری کی نوعیت پر بھی اثر انداز ہوتا ہے۔ اس صورت حال کو واضح کرنے کے لئے ان کے اثرات کا ایک موازنہ پیش ہے۔

	براہ راست خراش	حساسیت کے بعد سوزش
1- کیا اس چیز سے پہلے کا تعلق بھی ہوتا ہے۔	1- ضروری نہیں۔	1- نہایت ضروری ہے۔
2- متاثرہ جگہ	2- جہاں پر وہ چیز لگی، کبھی کبھی اس سے زیادہ مقامات بھی ملوث ہوتے ہیں۔	2- جس جگہ وہ چیز لگی اور اسکے علاوہ جسم کے دیگر مقامات۔
3- اسکے خلاف جسمانی رد عمل۔	3- ان سے ہر کسی کو اذیت ہو سکتی ہے۔ البتہ انکی مقدار اور تیزی مختلف افراد میں مختلف ہو سکتی ہے۔	3- یہ صرف انہی افراد کو متاثر کرسکتے ہیں۔ جن کو اس سے حساسیت ہو۔ ہر شخص پر یکساں اثر نہیں ہوتا۔
4- اس مرحلہ پر جلد پر دوسری بیماریاں ہوں تو پھر صورتحال میں تبدیلی	4- اگر جلد میں انحطاطی تبدیلیاں خاص طور پر Vit. C-A کی کمی ہو تو رد عمل زیادہ ہوتا ہے۔	وہ لوگ جو عرصہ دراز سے مختلف ادویہ کھاتے اور لگاتے رہے ہیں ان میں ایسے رد عمل عام طور پر ہو جاتے ہیں۔

5-رد عمل کا ٹائم ٹیبل	5-رد عمل فوری' عام طور پر 4-12 گھنٹوں میں' اور اس چیز کے لگتے ہی تکلیف شروع ہو جاتی ہے۔	5- تکلیف شروع ہونے میں کافی وقت لگ جاتا ہے۔ فوری طور پر کچھ نہیں ہوتا۔ زیادہ تر علامات 24 گھنٹوں کے بعد۔

حساسیت پیدا کرنے والی عناصر: سامان تزئین و آرائش خاص طور پر لپ اسٹک' کریم' پاؤڈر' خضاب' خوشبوئیں' پسینہ کی بدبو اڑانے والے Deodorants خوشبودار صابن' ہینڈ لوشن' بال صفا صابن اور پاؤڈر وغیرہ۔ پلاسٹک کی مصنوعات میں جوتے' دستانے' گیٹس' نائلون کی جرابیں۔ معدنی مصنوعات میں نقلی زیورات' گھڑیاں' گھڑیوں کے فیتے' سکے' انگیا کے کلپ' جوتوں کے کلپ' نکل اور کرومیم سے بنی ہوئی چیزیں۔ روزمرہ کے استعمال کی چیزوں میں صابن' کپڑے دھونے والے پاؤڈر (حال ہی میں کپڑوں کو سفید کرنے والی کیمیکل سے حساسیت کے کافی مریض دیکھے گئے ہیں) نائلون کا لباس' کپڑوں کو رنگنے والے کیمیکل' رنگ روغن۔

ادویہ کی فہرست لمبی اور غیر متوقع اشیاء سے بھری پڑی ہے۔ عام طور پر جراثیم کش ادویہ' جوڑوں کی دردوں کی دوائیں اور مرہم' سن کرنے والی دوائیں' تشنج سے بچانے والا ٹیکہ' سانپ کاٹے کے علاج کا ٹیکہ اور دوسری دوائیں شامل ہیں۔ گھر میں کام کاج کے دوران خواتین کو کپڑے دھونے اور برتن صاف کرنے کے لئے جن کیمیاوی مرکبات کو استعمال کرنا پڑتا ہے وہ ان کے لئے مستقل مصیبت کا سامان بھی بن سکتے ہیں۔

پچھلے دو سالوں میں اس بیماری کے دو مریض ایسے ملے ہیں جن کو اس طویل عرصہ میں کوئی فائدہ نہیں ہوا۔ ایک خاتون خانہ ہیں۔ جن کا دعوئی ہے کہ وہ اب نہ کپڑے دھوتی ہیں اور نہ برتنوں کو ہاتھ لگاتی ہیں جبکہ دوسرے ایک نوجوان ہیں جو کسی دکان پر کام کرتے ہیں۔

یہ دونوں تکلیف کا شکار ہیں اور ان کا بدل ہونا ایک لازمی نتیجہ ہے۔ لیکن ان کو ہر مرتبہ ملنے کے بعد ہماری ندامت کا کوئی کنارہ نہیں ہوتا۔ شفا خدا کے ہاتھ میں ہے اور معالج کا فرض کوشش کی حد تک ہے۔ مگر ان دونوں کو مل کر دل ہمیشہ برا ہو جاتا ہے۔

علامات: اگر خیزش پیدا کرنے والا عنصر تیز ہو۔ جیسے کہ کوئی تیزاب یا الکلی تو اس کے لگنے کے تھوڑی دیر بعد وہ جگہ سرخ ہو جاتی ہے جس میں بھورا رنگ جھلکتا ہے۔ پھر آبلے' درد' جلن اور خارش نمودار ہوتے ہیں۔ اور اگر یہ چیز دوبارہ نہ لگے تو تکلیف کی شدت کچھ عرصہ میں کم ہو کر ختم ہو جاتی ہے۔ عام طور پر جسم کے دوسرے حصوں پر کوئی اثر نہیں ہوتا۔ لیکن یہ علامات اس صورت میں ہیں جب لگنے والی چیز مقدار میں تھوڑی ہو۔ اگر وہ زیادہ ہو جیسے کہ کسی پر تیزاب انڈیل دیا جائے تو مقامی علامات کے ساتھ تیزاب کے جلا دینے والے اثرات شامل ہو کر ایک گہری اور خطرناک صورت حال پیدا کر دیتے ہیں۔

پروفیسر رونا میکی نے اس بیماری کے اسباب کی روشنی میں یہ جائزہ مرتب کیا ہے جو مفید اور دلچسپ ہے۔

متاثرہ مقام	رد عمل پیدا کرنیوالے اسباب اور اشیاء
چہرا	خوشبوئیں' پاؤڈر' کریم وغیرہ' عینکوں کے پلاسٹک فریم' آنکھ' کان اور ناک میں ڈالی گئی دوائیں۔
سر کی جلد	سر پر لگانے والے خضاب' لوشن (ہم نے دھنیا کے تیل میں بھی یہ اثر دیکھا ہے)
منہ کے اندر	مصنوعی دانتوں کا مصالحہ
گردن اور کان	مصنوعی زیورات' نکل کی مصنوعات
کلائی	گھڑیاں' انکے فیتوں میں معدنی اجزاء۔

ہاتھ	روزمرہ کے کام کاج کے دوران لگنے والی اشیاء۔
	انگوٹھیوں کی دھات' باغبانی' ہینڈ کریم کے اجزاء۔
جسم	انڈرویئر اور زیر جاموں میں دھاتی کلپ اور کنڈیاں۔
پیر	جرابوں اور جوتوں میں استعمال ہونیوالے مصنوعی ریشے
	اور نائلون کے مرکبات' جوتوں کے بکل' کلپ وغیرہ۔

حساسیت اس جگہ پیدا ہوتی ہے جہاں الرجی پیدا کرنے والی چیز لگتی ہے۔ بسا اوقات ایسی چیز کا ایک مرتبہ لگنا ضرر رساں نہیں ہوتا۔ مثلاً اگر گھڑی کے فیتے سے الرجی ہے تو وہ گھڑی کئی دن باندھنے کے بعد ہوگی۔ خاص طور پر گرمی کے موسم میں جب پسینہ سے اس کی معدنی ساخت کا کچھ حصہ حل ہو کر جسم کو لگے۔

ایک خاتون کو مصنوعی زیورات اور سنہری گھڑی سے ایگزیما ہو جاتا ہے۔ لیکن یہ تکلیف صرف موسم گرما میں ہوتی ہے۔ حساسیت پیدا کرنے والی یہی چیزیں وہ سردی کے موسم میں بڑے اطمینان سے پہن سکتی ہیں۔

جہاں پر تکلیف نمودار ہو اس سے خیزش پیدا کرنے والی چیز کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔ جیسے کہ کلائی پر خارش سے گھڑی' ہاتھ پر تکلیف سے صابن' بغلوں میں خارش سے پاؤڈر یا ہونٹوں پر تکلیف سے لپ اسٹک۔

پچھلے دنوں ایک ایسی لپ اسٹک کی بڑی اشتہار بازی ہوئی جو آسانی سے نہ اترتی تھی۔ یہ درست ہے کہ خواتین کی یہ آرائش بڑی عارضی ہوتی ہے۔ پانی یا چائے پینے کے بعد بھی وہ اتر جاتی ہے۔ اس لئے وہ چاہتی ہیں کہ اس کی کوئی پائیدار شکل میسر آجائے۔ چنانچہ یہ ذرا پکی قسم چاہتی ہیں۔ بقول اشتہار بازوں کے Kiss Proof کا مقبول ہونا ایک لازمی امر تھا۔ مگر ایسا نہ ہوسکا کیونکہ ان میں جو رنگ استعمال کئے گئے وہ ایسے تھے کہ ان سے اکثر عورتوں کو حساسیت ہوگئی۔ پھٹے ہوئے ہونٹ' ان پر ورم پر جمے ہوئے موٹے چھلکے کسی

خاتون کو کبھی بھی قبول نہ ہوں گے۔ اس لئے یہ دیرپا لپ اسٹک وہ مقبولیت نہ پا سکی جس کی اس سے توقع ہو سکتی تھی۔ آج کل بھی یوٹیلٹی سٹوروں پر ایسی ہی ایک لپ اسٹک زبردست قیمت پر مل رہی ہے۔ جس کے اوپر لکھا ہے کہ وہ اپنی شان دیر تک برقرار رکھتی ہے۔ اس کے بعد کیا ہو گا ابھی کہا نہیں جا سکتا۔

کام کرنے کے دوران کچھ چیزیں ہاتھوں کو لگتی ہے۔ معمولی عرصہ کے لئے کسی چیز کا لگنا اکثر تکلیف کا باعث نہیں ہوتا۔ لیکن وہ چیز چوڑیوں اور انگوٹھیوں کے کونوں کے ساتھ لگ کر زیادہ عرصہ تک جلد پر مشق ستم کرتے ہوئے اس تکلیف کو شروع کر دیتی ہے۔

بیماری کی ابتدا خارش' سرخی' جلن اس کے چھوٹے آبلوں سے ہوتی ہے۔ ان سے پانی رستا رہتا ہے۔ پھر چھلکے آتے ہیں۔ ہاتھوں میں انگلیوں کی جلد موٹی ہوتی ہے اور اس میں جگہ جگہ دراڑیں پڑ جاتی ہیں۔ درد ہوتا رہتا ہے۔ ہاتھ یا پیر اکثر جاتے ہیں۔ جہاں تک زخموں کا تعلق ہے وہ اتنے زیادہ نہیں ہوتے۔ لیکن ان کے نتیجہ میں ہونے والی اذیت بہت زیادہ ہوتی ہے جس ہاتھ پر رستے ہوئے زخم ہوں اس سے نہ خود کوئی کام کرنے کو جی چاہتا ہے اور نہ کوئی ان سے کھانا پسند کرے گا۔ جوتوں یا جرابوں سے ہونے والی یہ تکلیف چلنے کے قابل نہیں چھوڑتی لپ اسٹک سے ہونے والی یہ تکلیف اس عورت کو گھر سے باہر نکلنے کے قابل نہیں چھوڑتی ایسی ہی ایک مریضہ کی تصویر کتاب میں شامل ہے۔

علاج

آسان بات یہ ہے کہ جس چیز سے تکلیف ہوتی ہو اس سے اجتناب کیا جائے۔ مگر بدقسمتی یہ ہے کہ ایسا عام طور پر نہیں ہوتا۔ سینکڑوں مریض ایسے دیکھے گئے جن کو تنگ کرنے والے عناصر کا اتا پتا بھی معلوم نہ ہو سکا۔ ایک عام طریقہ ہے کہ ڈاکٹر انڈا اور مچھلی منع کر دیتے ہیں۔ حکیم حضرات بڑے گوشت کا اضافہ کر دیتے ہیں۔ معالج روز تعلق میں آنے

والے صابن، گھڑیوں، سامان آرائش جیسی چیزوں پر توجہ دینا یا ان کو منع کرنا بھول جاتے ہیں۔

ایک خاتون نے بڑے شوق سے سونے کا لاکٹ بنوایا۔ پہننے کے تین دن بعد سے خارش شروع ہو گئی۔ جب ہم نے دیکھا کہ گردن سرخ ہو رہی ہے۔ کہیں کہیں سے چھلکے پھوٹ بھی چکے ہیں۔ ہار اتارنے پر مسئلہ حل ہو گیا۔ لیکن انہوں نے سونے کی چوڑیاں ایک عرصہ سے پہن رکھی تھیں۔

حساسیت اگر ان کو سونے سے تھی تو چوڑیوں سے بھی ہوئی ہوتی۔ بات یہ تھی کہ ہار بنانے میں سونے کے ساتھ تانبہ وغیرہ جو ملایا گیا وہ ان میں سے کسی چیز سے حساس تھیں۔ اس لئے ان کو چوڑیوں سے تکلیف نہ ہوئی اور ہار اذیت کا باعث بن گیا۔ ایسی خواتین بھی دیکھی گئی ہیں جن کو کانوں کے ساتھ چہرے پر بھی ایگزیما جیسی صورت پیدا ہو گئی تھی۔ ان کی بیماری کا باعث سنہری آویزوں میں کھوٹ کی ملاوٹ تھی۔

PATCH TEST

سبب تلاش کرنے کی تازہ ترین صورت یہ ایجاد ہوتی ہے کہ مریض کے جسم پر رنگ برنگ کی مختلف چیزیں لگائی جائیں۔ وہ جس چیز سے حساس ہو گا اس کے لگنے پر جلد پر سرخی آجائے گی۔ ہر چیز پلاسٹر کے ساتھ چپکا کر کہنی سے نیچے بازو پر 24 گھنٹے کے لئے لگائی جاتی ہے۔ برطانیہ کے ہسپتالوں میں 20 اشیاء کی فہرست بنی ہے۔ جس کے مطابق ہر مریض کو ٹیسٹ کیا جاتا ہے۔ اس طرح پتہ چل جاتا ہے کہ کونسی چیز مریض کو تکلیف دے سکتی ہے۔ وہ اسے چھوڑ دیتا ہے اور ٹھیک ہو جاتا ہے۔ لیکن ایسا حقیقت میں نہیں ہوتا۔ مثلاً نکل، یہ روزمرہ استعمال کی اشیاء، گھر کے برتنوں، گاڑیوں کے دروازوں حتیٰ کہ کرنسی میں بھی شامل ہوتا ہے۔ پوری احتیاط کے باوجود کہیں نہ کہیں سے نکل کا ذرہ مریض سے تعلق میں آجائے گا۔ اور پھر

حساسیت شروع ہو جائے گی۔

دوسری صورت یہ ہے کہ مریض کو اذیت والی چیز کی اذیت سے محفوظ کر دیا جائے اس عمل کو De-Sensitisation کہتے ہیں۔ مریض کو اس چیز کے ٹیکے بنا کر دے دیئے جاتے ہیں ایسا وقفوں پر کورس کی صورت کیا جاتا ہے۔

لندن کے تمام ہسپتالوں میں یہ خدمت سرانجام پاتی تھی۔ ہم نے وہاں کے امراض جلد کے تمام شفاخانوں میں آمدورفت رکھی تھی۔ اور اس امر کے چشم دید گواہ ہیں کہ کئی مریضوں کی حساسیت کا پتہ چلانے میں دو' دو سال لگ گئے اور پھر بھی کچھ نہ ہوا۔

پاکستان میں بعض ادارے اسی قسم کا ٹیسٹ اور پھر علاج بھی کرتے ہیں۔ ہم ان کی صلاحیت پر شبہ نہیں کرتے لیکن اس طریقے میں مکمل آرام غالباً چند ایک افراد کو ہی حاصل ہوتا ہے۔ کیا ہی اچھا ہو کہ یہ لوگ دوسروں کی پیروی کرنے کی بجائے اپنی ذات پر اعتماد کرتے ہوئے کوئی قابل یقین علاج خود ایجاد کریں۔ میرا ایمان ہے کہ پاکستانی ڈاکٹر یہ کام دوسروں سے بہتر کر سکتے ہیں۔

ان بیماریوں کے لئے کوئی خاص دوائی نہیں ہوتی۔ عام طور پر الرجی کو کم کرنے والی گولیاں جیسے کہ Incidal-Piriton-Teldane وغیرہ دی جاتی ہیں اور اسی قسم کے مرہم مقامی علاج کے لئے استعمال ہوتے ہیں۔ Calamine لوشن عرصہ دراز سے مقبول چلا آیا ہے۔ اس کی نئی قسمیں جیسے کیلاڈرل Caladryl زیادہ بہتر ہیں۔ Aluminuim Acetate کا 5 فیصدی لوشن بھی بار بار لگانا مفید رہتا ہے۔ معمولی تکلیف میں یہ مفید ہیں۔ زیادہ تکلیف میں بیکار ہیں۔

سعودی عرب سے ایک معمر خاتون اپنے بیٹے کو لاہور میڈیکل کالج میں ملنے تشریف لائیں۔ عید کا موقعہ تھا اور وہ خضاب سے الرجک تھیں۔ انہوں نے سنا کہ یہاں کالی مہندی ملتی ہے۔ مہندی کے بے ضرر ہونے پر یقین کرتے ہوئے

انہوں نے شام کو کالی مہندی گھول کر اپنے سر میں لگالی۔ ان کے صاحبزادے 11 بجے رات کو مدد کے لئے تشریف لائے۔

ان کا سارا چہرہ سوج گیا تھا۔ آنکھیں بند ہو رہی تھیں۔ کھجلی سارے جسم پر تھی اور خطرہ یہ ہو رہا تھا کہ ورم سانس کی نالیوں میں جاکر ان کو بند نہ کردے الرجی کی تمام دوائیں' کھانے اور لگانے کی استعمال ہو چکی تھیں۔

ہم نے Cal.Gluconate کا ورید میں ٹیکہ لگایا اور پھر نئی پرانی متعدد دواؤں سے اس غریب کا جسم چھلنی کردیا۔ دو گھنٹے بعد جلن ختم ہوئی اور آنکھیں کھلنے پر آگئیں۔

ان کی پوری تکلیف ہفتے بھر میں دور ہوئی۔ لیکن اس کے ساتھ ان کے چہرے کی پوری جلد اتر گئی —— شکل و شباہت کے واپس آنے میں ایک ہفتہ اور لگ گیا۔ بات اصل میں یہ تھی کہ کسی اشتہار باز نے مہندی یا کسی اور سفوف میں سیدھے سادے عام رنگ ملا کر اپنی چیز کو کالی مہندی کا نام دے دیا۔ جبکہ وہ ایک باقاعدہ خضاب تھا اور وہ بھی بڑی گھٹیا قسم کا۔ جس کے رنگوں سے حساسیت کا پیدا ہونا ایک لازمی نتیجہ تھا اور یہ خاتون مہندی کے نام پر ماری گئیں۔

اس واقعہ سے یہ بتانا مقصود تھا کہ اشد ضرورت کے وقت کوئی ایک دوائی کام نہیں آتی۔ اس وقت ورم' الرجی' خارش' جسمانی رد عمل قسم کے متعدد مسائل سامنے آجاتے ہیں جن میں سے ہر ایک کا علاج مختلف صورتوں میں کرنا پڑتا ہے۔ بلکہ اب تو ایسا معلوم ہوتا ہے کہ معمولی تکلیف میں کمی لانے کے علاوہ طب جدید میں اور کوئی علاج بھی موجود نہیں ——

طب نبویؐ

کرنل الٰہی بخشؒ فرمایا کرتے تھے کہ ایگزیما پر جب دوائیں لگتی ہیں تو اس کے عفنہ میں

اضافہ ہوتا ہے اور وہ پھیلنے لگتا ہے۔ بیماری جب اس مرحلہ پر آئے تو وہاں ادویہ کی بجائے نمک کے پانی میں کپڑے بھگو کر بار بار رکھے جائیں۔ اکثر اوقات زخموں کو مندمل کرنے کے لئے اتنا ہی کافی ہوتا ہے۔

نبی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے نمک کو شفا کا مظہر قرار دیا ہے۔ ایک مرتبہ ان کو بچھو نے کاٹ لیا تو انہوں نے پانی میں نمک گھول کر متاثرہ حصے کو اسی میں ڈبوئے رکھا اور ساتھ ایک دعا ارشاد فرمائی جس سے درد بھی جاتا رہا اور بعد میں ورم بھی نہ ہوا۔

لوگوں نے اس الجھی ہوئی بیماری کے علاج میں اسی قسم کے نسخے بیان کیا ہے۔ ایک نسخہ کے مطابق ٹنکچر آیوڈین کو کافی پتلا کرلیں۔ اس میں پٹیاں بھگو کر بار بار رکھیں۔ یہ عمل پوٹاشیم پر میگنیٹ کے 1:8000 لوشن سے کیا جائے۔ کیا نمک کا پانی ان سے بہتر نہیں۔ بائیو کیمک میں خوردنی نمک کو Kali Mure کے نام سے جلد کی مختلف سوزشوں میں کھانے کے لئے دیا جاتا ہے۔

زیتون کے تیل کے بارے میں حضور اکرمؐ نے فرمایا۔

زیتون کا تیل کھاؤ اور لگاؤ کہ یہ ایک مبارک درخت سے ہے۔ اور اس میں 70 بیماریوں سے شفا ہے۔ (ترمذی۔ ابن ماجہ۔ ابو نعیم)

قرآن مجید نے اس کی تعریف فرمائی۔ اس کی طبی صفات میں اہم ترین خوبی یہ ہے کہ یہ ہر جگہ آرام دینے کے لئے استعمال کیا جاسکتا ہے۔ اس سے کبھی بھی حساسیت نہیں ہوتی۔ یہ خیزش کو رفع کرتا ہے۔ ان صلاحیتوں کو سامنے رکھ کر آسان ترین ترکیب یہ دیکھی گئی کہ۔

برگ حنا —— 15 گرام

روغن زیتون —— 100 گرام

کو ملا کر تھوڑا گرم کرلیا۔ اور اس کے بعد اس تیل میں کپڑا تر کرکے زخم پر رکھا گیا۔ مریضوں کی کافی تعداد اتنے ہی میں ٹھیک ہوگئی۔ اس نسخہ میں اہم بات یہ ہے کہ ایگزیما سے

ہونے والے زخموں اور جلد میں پڑنے والی دراڑوں کے راستہ جراثیم جسم میں داخل ہو کر زخم کو Infective Eczema بنا دیتے ہیں۔ یہ واقعہ مہندی اور زیتون کے تیل کی موجودگی میں نہ ہو سکے گا۔ اور اگر سوزش کی ابتدا ہو بھی چکی ہو تو وہ بھی ٹھیک ہو جائے گی۔

پروفیسر رونا میکی نے Contact Dermatitis کے علاج میں جن ادویہ کا تذکرہ کیا۔ ان میں سرکہ بھی شامل ہے۔ انہوں نے ذرا ٹیڑھی ترکیب بیان کی ہے۔ اس کی سادی شکل جو طب نبویؐ میں رہتے ہوئے مرتب کی گئی وہ یہ تھی۔

برگ حنا	—— 25 گرام
کلونجی	—— 10 گرام
سنا مکی	—— 10 گرام
فروٹ کا سرکہ	—— 500 گرام

ان کو 5 منٹ ابال کر چھان لیں۔ زخموں پر اگر چھلکے زیادہ نہ ہوں تو یہ لوشن دن میں دو مرتبہ لگایا گیا۔ بہت مفید ثابت ہوا۔

چھلکے زیادہ ہوں تو فروٹ کے سرکہ کی بجائے 250 گرام روغن زیتون ملایا گیا۔ اس سے چھلکے بھی آسانی سے اتر گئے اور زخم بھی آسانی سے مندمل ہو گئے۔ اگر سوزش زیادہ ہو تو اس میں 10 گرام قسط شیریں بھی شامل کی جاسکتی ہے۔

شہد کی شفائی برکت بلاشبہ لاجواب ہے۔ کچھ دوستوں نے مطلع کیا ہے کہ اس قسم کی تکالیف میں زخم پر شہد لگا کر پٹی باندھ دینا زیادہ مفید ہوتا ہے۔ یہ نسخہ دو ایک مریضوں پر آزمایا گیا۔ لیکن ہم نے مریضوں کو شہد کھانے کو بھی دیا۔ جس سے زیادہ اچھے نتائج حاصل ہوئے۔ کیونکہ شہد الرجی کا ایک معتبر علاج ہے۔

ہاتھوں کی سوزش POMPHOLYX

ہاتھوں پر شدید خارش کے ساتھ آبلے نمودار ہوتے ہیں۔ یہ انگلیوں کے اطراف میں زیادہ ہوتے ہیں۔ دور سے دیکھیں تو یوں لگتا ہے کہ جیسے ساگودانہ کے دانے لکھے ہوتے ہیں۔ کیونکہ آبلوں کی شفافیت ان کو منعکس کرتی ہے۔

کبھی کبھی ہاتھوں کے ساتھ پیر بھی اسی طرح گل جاتے ہیں۔

ابھی تک اس بیماری کا سبب معلوم نہیں ہوسکا۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یہ بھی Contact Dermatitis کی کوئی قسم ہے۔ کیونکہ اکثر مریضوں میں اس کے ساتھ حساسیت بھی موجود پائی گئی۔ ان میں سے کئی ایک کو نکل Nickel سے الرجی پائی گئی۔

ہاتھوں پر نکلنے والے آبلے سخت ہوتے ہیں۔ آسانی سے پھوٹنے میں نہیں آتے۔ البتہ بڑے ہوجاتے ہیں۔ جس سے چلنے پھرنے اور کام کرنے میں مشکل پیش آتی ہے۔ اکثر مریضوں کو 3--2 ہفتوں میں کسی خاص علاج کے بغیر آرام آجاتا ہے۔ مگر اس کے بعد ساری جلد اتر جاتی ہے۔

علاج

الرجی والے زخموں کے لئے بیان کردہ علاج میں عام طور پر دیئے جاتے ہیں۔

5%--Pot. Sulphurata

5%--Zinc Sulphate

100%--Glycerine

کو مرہم کی شکل میں روزانہ لگانا مفید ہوتا ہے۔

پروفیسر طاہر سعید اس کی بجائے پوٹاشیم پر میگنیٹ کا 1:1000 لوشن دن میں تین چار مرتبہ لگانے کا مشورہ دیتے ہیں۔ ان کی رائے میں Ultralanum یا Nerisone کی مرہمیں بھی مفید ہیں۔

طب نبویؐ

پروفیسر طاہر سعید ہارون بھی اس امر سے اتفاق کرتے ہیں کہ اس بیماری میں نمک کے پانی میں کپڑا بھگو کر دن میں 5-4 مرتبہ 10 منٹ کے لئے رکھنا مفید ہوتا ہے۔ Contact Dermatitis کے لئے روغن زیتون کے ساتھ مہندی اور کلونجی والے جو نسخے تجویز کئے گئے ہیں۔ اس بیماری میں بھی یکساں مفید ہوں گے۔

جلد کی سوزشیں

BACTERIAL INFECTIONS OF THE SKIN

جلد حیوانی اجسام کا ایک ایسا ہمہ گیر حصہ ہے کہ جس طرف بھی جایئے یہ ضرور موجود ہوگی۔ یہ سر سے لے کر پیر تک ہر جگہ موجود ہے اور جسم پر جو بھی افتاد آئے گی سب سے پہلے اسی سے متصل ہوگی۔ اس لئے زخموں اور چوٹوں کے بعد اس کی اہم ترین تکلیف سوزش ہے۔ دلچسپ بات یہ ہے کہ ایک عام تندرست آدمی کی جلد کے اوپر متعدد اقسام کے جراثیم ہروقت پائے جاتے ہیں۔ لیکن وہ نہ تو اندر گھس سکتے ہیں اور نہ ہی کوئی بیماری پیدا کرتے ہیں۔ لیکن جلد کے اوپر ذرا سی خراش بھی آجائے تو ان کو اندر گھس کر سوزش پیدا کرنے کا موقعہ مل جاتا ہے۔ لیکن ان کا ہر داخلہ بیماری کا باعث نہیں ہوتا۔ کیونکہ جسم کا اپنا دفاعی نظام اس قسم کے ناپسندیدہ عناصر کو ختم کرنے کی اہلیت رکھتا ہے۔ مثال کے طور پر کسی کے پاؤں میں کیل یا کانچ کا ٹکڑا لگ جاتا ہے۔ یا ہاتھ میں سبزی کاٹتے وقت کٹ لگ جاتا ہے تو یہ تمام چیزیں بذات خود جراثیم آلودہ ہوتی ہیں اور جب وہ جسم میں داخل ہوتی ہیں تو وہ ساتھ جراثیم کو بھی داخل کرتی ہیں جبکہ ان کے ساتھ کھال پر پلنے والے جراثیم بھی داخل ہوجاتے ہیں۔ اور اس مداخلت کے جواب میں دفاعی نظام کی کارکردگی عام طور پر تسلی بخش ہوتی ہے۔ لیکن زخم اگر بڑا ہو یا جراثیم کی تعداد بہت زیادہ ہو تو پھر جسم عام طور پر ان کے راستے میں رکاوٹ کا باعث نہیں بنتا۔ یہ اندر جاکر سوزش پیدا کرسکتی ہیں۔ چونکہ یہ سب پیپ پیدا کرنے والے جراثیم ہیں اس لئے اندر جاکر ان کے نتیجہ میں پھوڑے پھنسیاں 'مہاسے' کیل '

شب چراغ، سرخ بخار Impetigo-Celluitis-Sycosis Barbae وغیرہ میں سے کچھ بھی ہو سکتا ہے۔ یا بیماری کا پھیلاؤ اور شدت مریض کی کمزوری کی مناسبت سے طے ہوتی ہے۔ مثلاً ذیابیطس کے مریضوں کی معمولی سی پھنسی Carbuncle یعنی شب چراغ بن جاتی ہے۔ غذائی کمی والوں کی سوزش پورے عضو میں پھیل کر ورم، درد، پیپ، زہرباد قسم کی کئی بری چیزیں لا سکتی ہیں۔

چونکہ انسانی جلد پر جراثیم ہمیشہ چپکے رہتے ہیں اس لئے اسے مصفا قرار نہیں دیا جاتا۔ اسلام نے ہر موقعہ پر جلد کو بار بار دھونے کی اسی لئے تاکید کی ہے کہ اس پر سے جراثیم کی تعداد کم ہوتی رہے۔ لیکن وہ ان سے پاک صاف نہیں ہو سکتی۔ اس لئے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے طہارت کے لئے بایاں ہاتھ مقرر کردیا اور اس ہاتھ کو دھونے کے باوجود کھانے میں استعمال کرنا منع فرمایا۔۔۔۔۔

جب جلد میں جراثیم گھس جاتے ہیں تو پھر کیا ہوتا ہے؟

داڑھی مونڈنے کے مسائل:

داڑھی مونڈنے یا شیو کرنے کے عمل میں ایک تیز استرا چہرے پر متعدد مرتبہ پھیرا جاتا ہے۔ وہ بال مونڈ دیتا ہے۔ لیکن چہرے پر بار بار پھیرنے سے جلد کو بھی چھیل کر مجروح کردیتا ہے۔ اور اگر استرا کند ہو تو چھلنا بڑھ جاتا ہے۔

شیو کرنے کا عمومی طریقہ یہ ہے کہ چہرے پر کوئی صابن مل کر جھاگ بنائی جاتی ہے جب یہ جھاگ نرم ہو جاتی ہے تو پھر استرا، سیفٹی ریزر وغیرہ کی مختلف اقسام میں سے کوئی چیز چہرے پر اس طرح پھرتی ہے کہ وہ بالوں کو مونڈ دے۔۔۔۔۔ ہر چہرے کے بال کسی سمت کے رخ پر ہوتے ہیں۔ پیشہ ور کاریگر استرے کو بالوں کے رخ کے مطابق چلاتے ہیں اور ایک مرتبہ چہرے کا دورہ مکمل کرنے کے بعد دوسری کوشش میں بالوں کے رخ کے خلاف چلتے ہیں۔ اس طرح بال بڑی باریکی سے کٹتے ہیں۔ ہاتھ پھیر کر بھی دیکھا جاتا ہے کہ کوئی بال باقی نہ رہ گیا ہو یا شیو اتنی باریکی سے ہوئی ہے کہ کوئی بال نظر نہیں آ رہا۔۔۔۔۔

انسانی بالوں میں یہ عجیب صفت ہے کہ ان کو اگر 2-1 منٹ تک گیلا رکھا جائے تو وہ پانی کو جذب کرتے اور پھول جاتے ہیں۔ اس طرح وہ نرم ہو جاتے ہیں اور جب ان پر استرے کی دھار لگتی ہے تو وہ آسانی سے کٹ جاتے ہیں ----- کچھ ماہرین کا یہ خیال رہا ہے کہ بال جب گیلے کرلئے جائیں تو وہ نرم بھی ہو جائیں تو اس کے بعد صابن کی ضرورت نہیں رہتی اور شیو آسان ہو جائیگی۔ دیہات کے حجام عام طور پر صابن لگائے بغیر اپنے گاہکوں کی داڑھیاں نرم کرکے اپنے ہاتھ کے زور پر کند استرے سے شیو کرتے آتے ہیں۔ اچھی سے اچھی دکان پر بھی استروں کی تعداد 6-5 سے زیادہ نہیں ہوتی اور گاہک جتنے بھی آئیں ان کو انہی سے مونڈا جاتا ہے۔ ایسے میں استرے کی دھار کا باریک اور تیز رہنا ناممکن ہے۔

کچھ لوگ تو عمدہ قسم کے بلیڈ، بلکہ تقریباً نئے استعمال کرتے ہیں یہاں پر کچھ ایسے کنجوس بھی ہیں جو ایک ہی بلیڈ کو بار بار رگڑ کر تیز کرتے اور کئی مہینے اسی سے کام لیتے ہیں۔ دوسری جنگ عظیم کے دوران فولاد بچانے کے سلسلہ میں لوگوں کو حکومت کی جانب سے مطلع کیا جاتا تھا کہ بلیڈ کو شیشے پر گھس کر تیز کیا جاسکتا ہے جبکہ جوتوں کے تلوں، پتھر کی سلوں، چمڑے کے ٹکڑوں کو بھی لوگ اس سلسلے میں استعمال کرتے آئے ہیں۔ جس بلیڈ نے انسانی جلد پر پھرنا ہے اسے جوتوں جیسی غلیظ چیز پر پھیرنا چہرے پر زخم پیدا کرنا اور پھر زخموں کو خراب کرنے کی بدترین کوشش ہے۔

اہرام مصر کی تعمیر میں یہ حیرتناک صلاحیت ہے کہ چاند کی شعائیں جب ان پر پڑتی ہیں تو ان کے احاطہ میں پڑا ہوا کوئی بھی بلیڈ یا چاقو تیز ہو جاتا ہے۔

کند استرا چہرے پر پھیرنے میں زیادہ طاقت استعمال کرنی پڑتی ہے۔ جس میں جلد مجروح ہوتی ہے۔ ممکن ہے یہ زخم آنکھ سے نظر نہ آئیں۔ لیکن ان کی جلن کا احساس ہوتا رہتا ہے۔ جب جلد پر کوئی خراش آجائے تو جراثیم کو داخلہ کا ذریعہ مل جاتا ہے اور اس طرح داڑھی مونڈنے کے سلسلہ میں ایک معمولی لغزش پھنسیوں اور سوزش کے ایک لمبے سلسلے کا باعث بن جاتی ہے۔

پانی بالوں کو نرم اور ملائم کر دیتا ہے۔ چہرے پر صابن اس لئے گھسا جاتا ہے کہ استرا

آسانی سے چل سکے۔ وہ جلد کو زیادہ نہ کھرچے۔ اور وہ آسانی سے اس پر چلتا رہے۔ لیکن خوردبینی خراشیں پھر بھی آتی ہیں۔

شیو کرنے کے لئے قدیم شکل کا استرا زیادہ کھردرا رہتا ہے۔ آج کل کے دو دھاروں والے بلیڈ یہ کام زیادہ خوش اسلوبی سے کرتے ہیں۔ مگر اس وقت تک جب تک وہ نئے ہوں۔ ان کی دھار تیز ہو۔ کچھ دنوں کے بعد وہ بال تو پھر بھی مونڈتے ہیں لیکن چہرے پر خراشیں ڈالنے کے بعد۔

احتیاطی تدابیر

-1 شیو کرنے سے پہلے چہرے کو اچھی طرح صابن سے دھویا جائے۔

-2 گیلے چہرے پر شیونگ کریم لگائی جائے۔ اگر یہ کام برش سے ہونا ہے تو وہ صرف ایک ہی فرد کا ہو۔ ورنہ استعمال سے پہلے ابال لیا جائے۔

-3 سیفٹی ریزر کا استعمال بہتر ہے۔ اسے بڑی آسانی سے ابالنا تو ممکن نہ ہوگا۔ لیکن ہر استعمال سے پہلے اسے صابن سے اچھی طرح دھو لیا جائے اور اس کے بعد خشک نہ کیا جائے۔

-4 صابن ملتے ملتے جب 2 منٹ گزر جائیں اور جھاگ ملائم اور نرم ہو جائے تو ریزر کو چہرے پر پھیرا جائے۔

-5 استرا پھیرتے وقت اس کا رخ بالوں کے رخ سے متوازی ہو۔ الٹا استرا پھیرنے سے جلد کے مجروح ہونے کا اندیشہ بڑھ جاتا ہے۔

-6 ریزر سے گندے بال صابن اتارنے کے لئے اسے نلکے کے نیچے رکھیں یا ڈونگے سے اس کے اوپر پانی ڈالیں۔ اسے ایک ہی برتن میں بار بار ڈبو کر صاف کرنا درست عمل نہیں۔

7- شیو کرنے کے بعد چہرے کو صابن اور کھلے پانی سے اچھی طرح دھو لیا جائے۔ اس پانی میں جراثیم کش ادویہ کا اضافہ کسی خاص فائدے کا باعث نہیں ہوتا —— چہرے کو دھونے کے لئے عام نہانے والا صابن ہی مناسب ہے۔ صابن میں جتنے اضافی کیمیکلز ہوں گے اس سے حساسیت کا اندیشہ بڑھ جائے گا ——

8- چہرے کو خشک کر کے کوئی سا آفٹر شیو لوشن لگایا جائے۔

شیو کرنے کے دوران چہرے پر خراشوں کا آنا یا کٹ لگنا ایک لازمی نتیجہ ہے۔ جس کے بعد معمولی پھنسیوں سے لے کر Impetigo کے علاوہ ایک خصوصی جلدی سوزش جسے حجام کے نام سے ہی موسوم کہا جاتا ہے۔ یعنی Sycosis Barbae ہو سکتے ہیں۔
جن کا علاج ہم اگلے صفحات میں پیش کریں گے۔ لیکن پرہیز علاج سے بہرحال بہتر ہے۔

طب نبویؐ

داڑی مونڈنے یا شیو کرنے سے مسائل کا پیدا ہونا ایک لازمی نتیجہ ہے۔ حیرت تو اس بات کی ہے کہ جن حالات میں استرے لوگوں کے چہروں پر پھرتے ہیں ان کا تقاضا ہے کہ ہر شیو کے بعد مسائل پیدا ہوں۔ لیکن قدرت انسانوں پر مہربانی کرتے ہوئے ان کو اکثر بچا لیتی ہے۔

اسلام نے اس سارے مسئلے کا بہترین علاج بتایا ہے وہ یہ کہ داڑھی نہ منڈوائی جائے۔ اس حکم کے متعدد اسباب ہوں گے لیکن ہمیں صرف ایک طبی سبب معلوم ہے کہ ایسا کرنا انسانی صحت کے لئے مسلسل خطرناک ہے۔

اسلام کے علاوہ اور کئی معاشرے ایسے ہیں جن میں داڑھی رکھی جاتی ہے۔ لیکن وہ داڑھیاں اسلامی شعار میں نہیں آتیں کیونکہ اسلام جب داڑھی رکھنے کی تلقین کرتا ہے تو وہ

اس کے ساتھ مونچھوں کو صاف کرنا۔ داڑھی کو باقاعدگی سے دھونا' صاف رکھنا۔ اس کو مزین رکھنا ضروری اور کنگھی کرنا ضروری قرار دیا ہے۔

نبی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی مجلس میں ایک ایسے صاحب تشریف لائے جن کے بال الجھے اور بے ترتیب تھے۔ ان کو نصیحت فرمائی گئی کہ بال جب رکھے ہیں تو آراستہ کر کے ان کی تکریم کرو۔ ان کو اپنا حلیہ درست کرنے کی ہدایت کے ساتھ واپس بھیج دیا گیا۔

چہرے کے مہاسے ACNE VULGARIS

چہرے کے کیل مہاسے جلد کے مساموں کی سوزش ہے جو جوانی کے ساتھ پیدا ہونے والی کیمیاوی تبدیلیوں سے زیادہ متاثر ہوتے ہیں۔ برطانیہ میں سکولوں کے بچوں کی سروے پر معلوم ہوا کہ 17-12 سال کی عمر کے درمیان کا تقریباً ہر بچہ کسی نہ کسی شکل میں کیلوں کی بیماری میں مبتلا تھا۔ یہ بیماری لڑکوں اور لڑکیوں میں یکساں شرح سے ہوئی ہے۔ بعض ممالک میں لڑکیاں ڈاکٹروں کے پاس زیادہ جاتی ہیں کیونکہ ان کو اپنے چہروں کے داغدار ہونے کا زیادہ احساس ہوتا ہے۔ ورنہ ہمیں تو لڑکے زیادہ شکار ہوتے نظر آتے ہیں۔

بیماری کا بنیادی سبب چہرے پر چکنائی کی زیادتی ہے۔ یہ زیادتی جوانی لانے والے کیمیاوی افعال (HAR MONES) کا نتیجہ ہوتی ہے۔ چکنائی مساموں کا منہ بند کر دیتی ہے مساموں کے منہ پر چکنائی کی چیک سے ہوا کی گرد اور جراثیم بھی اس سے چپک کر مسام کو پھنسی بنا دیتے ہیں۔ موسمیاتی درجہ حرارت میں اضافہ۔ ہوا میں نمی۔ خوراک میں چاکلیٹ۔ مغزیات از قسم مونگ پھلی' چلغوزے' پستہ اور مٹھاس کی کثرت بیماری میں اضافہ کا باعث ہوتے ہیں۔

بند مساموں سے نکلنے والی رطوبت آس پاس کی جلد پر جم کر جراثیم کی مزید تعداد کو لے آتی ہے۔ اگرچہ بیماری کا صحیح سبب اور اس سے بچاؤ کا مسئلہ پوری طرح واضح نہیں لیکن

ان دانوں میں جراثیم کی متعدد اقسام موجود ہوتی ہیں اور ان کا وجود لیبارٹری میں دیکھا جاسکتا ہے۔ پرانے ڈاکٹران جراثیم سے مریضوں کے علاج کے لئے ویکسین بنوایا کرتے تھے مریض کے چہرے کے کیلوں سے جراثیم حاصل کر کے ان سے لیبارٹری میں ویکسین تیاری ہوتی تھی جسے Auto vaccine کہتے تھے۔ یہ ہر مریض کے لئے اسی کے چہرے پر پائے جانے والے جراثیم سے بنتی تھی اور بڑے اہتمام سے بنتی اور اس کے ٹیکے لگتے تھے۔ مگر فائدہ کسی کسی کو ہی ہوتا تھا۔ اکثر اوقات یہ پوری مشقت بیکار جاتی تھی۔ اس لئے اب یہ متروک ہو گئی ہے۔

مشاہدات سے یہ معلوم ہوا ہے کہ جن کے چہروں پر مہاسے زیادہ نکلتے ہیں' ان کو ساتھ سر کی خشکی Dandruf کی شکایت بھی ہوتی ہے اس بیماری کو Seborrhoea کہتے ہیں۔ جس کے لفظی معنی چکنائی کی زیادتی ہے۔ وہ اسباب جنہوں نے چہرے پر چکنائی میں اضافہ کیا وہی سر میں بھی چکنائی بڑھا سکتے ہیں۔ بلکہ اکثر اوقات چکنائی کی زیادتی پہلے سر میں شروع ہوتی ہے (جسے ہم الٹ نام دے کر خشکی کہتے ہیں) اور یہی تکلیف نیچے چہرے پر اتر آتی ہے۔ اس کے ثبوت میں یہ دیکھا گیا ہے کہ جب سر میں خشکی کا علاج کیا جائے۔ وہاں تیل لگانا بند کیا جائے تو چہرے کے زخم بھی ٹھیک ہونے لگتے ہیں۔

عام طور پر یہ کیفیت نوجوانوں میں ہوتی ہے اس کے برعکس بھی دیکھا گیا۔ فلم اور ٹی وی سے تعلق رکھنے والے متعدد اداکاروں خاص طور پر درمیانی عمر کی متعدد خواتین کے چہروں پر پھنسیاں اور مہاسے اتنے نمایاں ہوتے ہیں کہ سکرین پر بھی نظر آتے ہیں ان میں سے اکثر جوانی کی حدود سے نکل چکے ہیں بلکہ شادی شدہ بھی ہیں۔ یہ درست ہے کہ اکثر مریضوں کو شادی کے بعد ان کا زور ٹوٹ جاتا ہے۔ لیکن ایسا ہونا ضروری نہیں۔ ہم نے حال ہی ایک 66 سالہ تندرست بزرگ کے چہرے پر کیلوں کا علاج کیا ہے۔ ان میں زیادہ تر سبب سر میں سیکری اور غذا میں اہم عناصر کی کمی تھا۔

علامات:

ان کی سب سے بڑی پہچان یہ ہے کہ پیپ کے بڑے بڑے دانوں کے درمیان میں ایک سیاہ سر والا کیل ہوتا ہے۔ اسے انگریزی میں Black Head اور طب جدید میں Comedone کہتے ہیں یہ مہاسے ماتھے۔ گالوں۔ گردن۔ بازو۔ کندھوں کے اگلی اور پچھلی طرف۔ نکلتے ہیں۔ یہ چند ایک بھی ہو سکتے ہیں اور جو نوجوان جسمانی کمزوری اور دیگر مسائل میں مبتلا ہوں ان میں یہ تعداد زیادہ بھی ہو سکتی ہے۔ مگر عام طور پر بالائی ہونٹ پر اور آنکھوں کے نیچے نہیں نکلتے۔ ان پیپ بھرے دانوں کے علاوہ چہرے کی جلد چمک رہی ہوتی ہے اور صاف نظر آتا ہے کہ چہرے پر چکنائی کی زیادتی ہے۔

اکثر اوقات ان دانوں کی تعداد کچھ عرصہ بعد اپنے آپ کم ہونے لگتی ہے اور 3-2 سال میں ختم ہو جاتے ہیں۔ لیکن عرصہ بڑھ بھی سکتا ہے۔ بلکہ مریض کی عام صحت پر منحصر ہے۔ اگر وہ کمزور ہی رہے تو دانے نکلتے رہتے ہیں۔

ایام حمل میں یہ دانے ختم ہو جاتے ہیں یا ماند پڑ جاتے ہیں اور بچے کو دودھ پلانے کے عرصہ میں بھی کم ہی رہتے ہیں۔ عین ممکن ہے کہ ان فرائض سے فرصت پانے کے بعد یہ پھر سے نمودار ہو جائیں۔ یا یوں کہئے کہ قدرت نے مریض کو جو مہلت دی اس نے اگر اس سے فائدہ نہ اٹھایا تو یہ پھر سے شروع ہو جائیں گے۔

بہت ٹھنڈے علاقوں میں اس کی ایک قسم کندھوں اور بازوؤں پر ظاہر ہوتی ہے جس پر عام علاج اثر انداز نہیں ہوتے۔ بلکہ مریض جب تک کسی گرم علاقے میں نہ چلا جائے یہ نکلتے ہی رہتے ہیں۔

مہاسوں کی ایک قسم 4-3 سال کی عمر کے لڑکوں میں دیکھی گئی ہے۔ اگرچہ یہ زیادہ نہیں ہوتی لیکن ان کا علاج ہمیشہ مشکل ہوتا ہے۔ البتہ ان بچوں کو بڑے ہو کر ایسے دانے کم ہی نکلتے ہیں۔ گھی ' تلی ہوئی چیزیں 'مغزیات' چاکلیٹ بیماری میں اضافہ کرتے ہیں۔

ہر مہاسے کے بعد چہرے پر ایک گڑھا پڑ جاتا ہے۔ جو بچے ان کو دبا کر کیل نکالتے ہیں اور اس کے بعد زخم کھلا رکھا جاتا ہے اکثر گڑھوں کی تعداد میں اضافہ کرتے ہیں۔ مہاسوں کی بعض قسمیں جلد کی پوری موٹائی کو اپنی لپیٹ میں لے لیتی ہیں۔ ایسے میں ہر زخم کے بھرنے کے بعد وہاں پر نشان کا رہ جانا ایک یقینی انجام ہے۔ چونکہ ان کی تعداد کم نہیں ہوتی۔ اس لئے چہرے کو بدنما کرنے والے داغوں اور گڑھوں کی تعداد بھی اچھی خاصی ہو جاتی ہے۔ کچھ مہاسے لیسدار تھیلی بن کر مدتوں قائم رہتے ہیں۔ ان کو Cyst کہتے ہیں۔ چہرے پر کسی قسم کی کریم' پاؤڈر' مرہم لگانے سے بیماری میں اضافہ ہوتا ہے۔ کورٹی ہون کے مرکبات بیماری کو بگاڑ سکتے ہیں۔

علاج

ہمارے ملک میں جسم پر نکلنے والے پھوڑے **پھنسیوں** کو ہمیشہ سے خون کی خرابی کا باعث قرار دیا جاتا رہا ہے۔ خون صاف کرنے کے لئے پرانی عورتیں اپنے بچوں کو نیم کی کونپلیں اور پتے گھوٹ کر پلاتی تھیں۔ کچھ گھرانوں میں بچے کو ہر مہینے تین دن نیم گھوٹ کر اور اس کے بعد گھی والی روٹی چینی ملا کر کھلائی جاتی تھی۔ بعض خواتین اس کی بجائے چرائتہ' شاہترہ اور منڈی پلاتی تھیں۔

پاکستان میں تینوں مشہور یونانی دوا ساز ادارے ہمدرد' اجمل اور قرشی مصفی خون شربت تیار کرتے ہیں۔ جن میں نیم' چرائتہ' شیشم' بیری' عشبہ' شاہترہ' منڈی وغیرہ کے جوہر شامل ہوتے ہیں۔ فنی نقطہ نظر سے دیکھیں تو ان ادویہ کا خون کو صاف کرنے سے کوئی تعلق نہیں پایا جاتا اور نہ ہی کیلوں کے نکلنے میں خون کی کسی خرابی کو دخل ہوتا ہے۔ لیکن یہ حقیقت ہے بلکہ یہ اپنے سامنے کی بات ہے کہ ان چیزوں سے کئی بچوں کو فائدہ ہوا۔

یہ مصفی خون ادویہ کیسے اثر کرتی ہیں؟ یہ ایک لمبی بحث ہے لیکن یہ حقیقت ہے کہ

ان کے استعمال کا جواز موجود ہے۔

1- چہرے کو دن میں کم از کم 4-3 مرتبہ صابن سے اچھی طرح دھویا جائے۔ اور اس کے بعد موٹے تولیہ سے خشک کیا جائے۔ اس طرح جلد سے چکنائی دور ہوتی رہتی ہے۔ آہستہ آہستہ بند مساموں کے منہ کھل جاتی ہیں۔ جب مساموں کے منہ بند نہ ہوں گے۔ چکنائی ختم ہو جائیگی اور جراثیم بار بار دھلنے سے وہاں پر کسی پھنسی کی داغ بیل نہ ڈال سکیں گے۔

اس مفید علاج کے پس منظر میں اسلام میں وضو کا فرض دیکھیں تو یہ دلچسپ بات سامنے آتی ہے کہ جس شخص کے چہرے کو دن میں کم از کم 15 مرتبہ صاف پانی سے اچھی طرح دھویا گیا ہو اس پر پھنسیوں کا نمودار ہونا یا چکنائی کا پیدا ہونا ممکن نہیں رہے گا۔ پھنسیوں سے بچنے کا بہترین طریقہ اسلامی تعلیمات پر عمل کرنا ہے۔

2- غذا میں چکنائیوں، چاکلیٹ، مٹھائیوں، مغزیات اور غیر ضروری ادویات اور کورٹی سون سے پرہیز کیا جائے۔

3- چہرے پر کسی قسم کی چکنائی جیسے کہ سنو کریم وغیرہ نہ لگائے جائیں۔

4- ادویہ میں

Oxyteracyclin--Erythrocin--Septran--Ceporex اس بیماری کے جراثیم کو مارنے کی صلاحیت رکھتی ہیں۔

ان سب میں ٹیڑا سائکلن کی افادیت سب سے زیادہ ہے۔ عام طور پر مریض کو 250 mg کے چار کیپسول روزانہ 12--10 دن دینے کے بعد چند ہفتوں تک ایک کیپسول روزانہ دیا جائے۔

5- اس کے علاج میں کچھ مرہمیں اور لوشن بڑے مشہور ہیں۔ ان سب میں معمولی افادیت ملتی ہے۔ یہ باقاعدہ علاج نہیں ہوتے۔

6- اس کے علاج میں وٹامن A کی گولیوں اور کریم کو بڑی شہرت حاصل ہے۔ جلد کی صحت کو قائم رکھنے کے لئے اس وٹامن کا بڑا اہم مقام ہے۔ اس نقطہ نظر سے دیکھیں تو مہاسوں یا کسی اور جلدی بیماری کے علاج میں وٹامن A کا استعمال مفید ہونا چاہئے۔ لیکن اس کے نتائج متاثر کرنے والے نہیں دیکھے گئے۔

7- ایسی جراثیم کش ادویہ استعمال کی جائیں جن کو مقامی طور پر لگانے سے اثر دیر تک ہوتا رہے۔ جیسے کہ Benzyl Peroxide کی 5% جیلی بازار میں Quinoderm---Benoxyl---Panoxyl-5/10 کے ناموں سے ملتی ہے۔ ان میں چکنائی نہیں ہوتی اور بے رنگ ہوتی ہیں۔ اس لئے چہرے پر لگانے میں رنگ کی جھجک نہیں رہتی۔ ابتدا میں تھوڑی سی جلن ہوتی ہے مگر بعد میں مفید پائی گئی ہیں۔

8- اگر دوران علاج کسی مریضہ کو حمل ہوجائے تو اسے Tetracycline نہ دی جائے کیونکہ یہ دوائی بچے کے دانتوں اور ہڈیوں میں جاکر بیٹھ جاتی ہے۔ حاملہ خواتین کو اس کی بجائے Erythrocin دی جائے۔

9- جن مریضوں کی بیماری شدید ہو اور ان کو کسی اور دوائی سے فائدہ نہ ہو رہا ہو تو ان کو Accutane یا Rio-Accutane کے 30 mg روزانہ کچھ عرصہ کے لئے دیئے جائیں ـــــ

10- سرد ممالک میں الٹرا وائلٹ شعائیں دی جاتی ہیں۔ ہمارے ملک میں دھوپ کافی ہے اور ان کی ضرورت نہیں پڑتی۔ لیکن ان کی افادیت بھی غیر یقینی ہے۔

11- اگر مہاسے بڑے ہوجائیں اور ان میں پیپ زیادہ ہو تو دبا کر نکالنے کی بجائے Comedo Extractor استعمال کیا جائے۔ یہ آلہ اب پاکستان میں بھی بنتا ہے اور اس کو مریض خود بھی استعمال کرسکتا ہے۔ مگر آج کل کی جراثیم کش ادویہ کی موجودگی میں اس کی ضرورت نہیں پڑتی۔

مرض کی وجہ سے پڑنے والے داغوں اور طب نبویؐ کی افادیت کا تذکرہ کیلوں اور چھائیوں کے عنوان کے تحت کیا جا رہا ہے۔

بند مساموں کو کھولنے کی ترکیب:

مسام جب بند ہوتے ہیں تو جلد میں چکنائی کی زیادتی ان پر جراثیم کو لا کر سوزش کا باعث بنتی ہے۔ اس مصیبت سے نجات پانے کی آسان ترکیب چہرے کو دن میں متعدد بار دھونا ہے۔ دھونے کے لئے صابن کا استعمال ایک علیحدہ مسئلہ ہے۔ اکثر اوقات دن میں بار بار صابن لگانے سے جلد پھٹنے لگتی ہے یا چھل جاتی ہے۔ ہم نے اپنے مریضوں کو ہمیشہ چنے کے آٹے یعنی بیسن سے ہاتھ منہ دھونے کی ہدایت کی۔ بیسن چونکہ خشک اور ملائم ہوتا ہے اس لئے چکنائی کو جذب کر کے لے جاتا ہے اور جلد پر کسی قسم کا برا اثر نہیں ڈالتا۔

HOT TOWELS :

یورپ میں حجام اپنے گاہکوں کے چہروں کی صفائی بھاپ سے کرتے ہیں۔ کھولتے ہوئے پانی میں چھوٹے تولیئے ڈال دیتے ہیں۔ تولیہ نکال کر گاہک کے چہرے پر ڈال دیتے ہیں۔ 2 منٹ بعد جب وہ ٹھنڈا ہونے لگتا ہے تو اس کی جگہ دوسرا گرم تولیہ رکھ دیتے ہیں۔ اس طرح 10-15 منٹ تولیئے رکھنے سے بھاپ ان کے مساموں کو کھول دیتی ہے۔ گرد و غبار' میل اور چکنائی گرم ہو کر نرم ہو جاتے ہیں۔ اس کے بعد چہرے کو صاف کرنے سے جلد کے بہت سے مسائل حل ہو جاتے ہیں۔ یہ ایک آسان' سستی اور مفید ترکیب ہے۔ جو ہر گھر میں سہولت کے ساتھ کی جاسکتی ہے۔ دوسرے' تیسرے دن ایسا کرنے سے مہاسوں کا زور ٹوٹ جاتا ہے۔ خواہ اس کے ساتھ اور کوئی دوائی استعمال نہ کی گئی ہو ـــــ البتہ غذا میں لحمیات کا اضافہ اکثر مریضوں کو شفایاب بھی کر دیتا ہے۔

FACIAL SAUNA :

برطانیہ سے اس نام کی مشین نئی بن کر آئی ہے۔ اس میں چوڑے پلیٹ فارم میں ایک پیالہ پانی آجاتا ہے۔ اس کے اوپر پلاسٹک کی ایک پیالہ نما اونچی سی چیز بنی ہوتی ہے۔ جب مشین کا بٹن دبایا جاتا ہے تو اس کے اندر کا پانی کھولنے لگتا ہے۔ اور بھاپ بن کر درمیانی پیالہ سے باہر نکلتی ہے۔ مریض اس پیالہ پر اپنا چہرہ رکھ دیتا ہے۔ اور اطراف سے بھاپ کے اخراج کو روکنے کے لئے اپنے چہرے پر تولیہ ڈال لیتا ہے۔

عام طور پر یہ عمل 5 منٹ کیا جاتا ہے۔ اس دوران بھاپ چہرے کو خوب نرم کر دیتی اور میل کو پگھلا دیتی ہے۔ بنانے والوں کی ترکیب کے مطابق اس سے پہلے کریم لگانا ضروری ہے۔ جبکہ مہاسوں کے دوران چکنائی نامناسب ہے۔

ہمارے ایک مریض نے لاہور سے یہ مشین -/1500 میں خریدی اور اس کا فائدہ دو ہفتوں میں واضح نظر آنے لگا۔ گرم تولیئے آسان۔ سستے اور مفید ہیں۔

طب نبویؐ

1- چہرے کو بار بار اور اچھی طرح دھونا اسلام کے شعائر میں سے ہے۔ اگر یہ عمل ٹھیک سے کیا جائے تو مزید کسی اضافہ کی ضرورت نہیں۔

2- نبی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا۔

"بہترین ناشتہ وہ ہے جو صبح جلدی کیا جائے۔"

ناشتہ میں جو کا دلیا' شہد ڈال کر اور اس کے ساتھ 6-4 کھجوریں' خون کی کمی' قبض' جسمانی کمزوری اور جگر کی خرابی کا بہترین علاج ہے۔ چونکہ چہرے پر مہاسے نکلنے یا جاری رہنے میں' ان ہی میں سے اکثر اسباب عمل پیرا ہوتے ہیں۔ یہ ان کا بہترین حل ہے۔

3- کلونجی —— 10 گرام
برگ مہندی —— 10 گرام
سناء مکی —— 10 گرام
حب الرشاد —— 10 گرام
صعتر —— 10 گرام

ان کو 900 گرام فروٹ سرکہ میں ملا کر 5 منٹ ابالا جائے۔ چھان کر یہ لوشن روزانہ رات کو چہرے اور سر میں لگایا جائے۔ سر کی خشکی (بفعہ) کو مہاسوں کا بڑا سبب قرار دیا جاتا ہے۔ یہ لوشن دو ہفتوں میں خشکی ختم کردے گا۔ مگر شرط یہ ہے کہ مریض سر میں تیل نہ لگائے۔ کسی دوسرے کی کنگھی استعمال نہ کرے۔

4- اگر دانے جلد ٹھیک نہ ہو رہے ہوں تو 4 گرام قسط شیریں، صبح شام کھانے کے بعد۔

5- قوت مدافعت میں اضافہ کے لئے بڑا چمچ شہد، نہار منہ اور اگر جو کا دلیا کھایا جا رہا ہو تو ایک چمچ شہد، عصر کے وقت، پانی میں گھول کر۔

کیل اور چھائیاں ACNE ROSACEA

یہ چہرے کی ایک ایسی سوزش ہے جس میں سرخ دھبے پڑتے ہیں۔ پھر ان کے ساتھ دانے نکلتے ہیں۔ جن میں پیپ بھر جاتی ہے۔ چہرے کے مساموں سے چکنائیاں خارج ہوتی ہیں۔ یہ بیماری بھی اکثر لوگوں کو ہوتی ہے۔ اندازہ لگایا گیا ہے کہ وسطی عمر تک عمر کے کم از کم 25 فیصد لوگ تعداد اس کا شکار ہو جاتی ہے۔ ایک لڑکے کے مقابلے میں تین لڑکیوں کو ہوتی ہے۔ عام طور پر 50-30 سال کے درمیان ہوتی ہے۔ خواتین میں اس کا زیادہ تر حملہ اس

وقت ہوتا ہے جب ان کی ماہواری ختم ہو گئی ہو۔

علامات: لوگ اس بیماری کو ہاضمہ کی خرابی اور ذہنی دباؤ کا باعث قرار دیتے آئے ہیں۔ لیکن یہ باتیں ابھی تک ثابت نہیں ہو سکیں۔ مسئلہ میں اہم مشکل اس بات سے پیدا ہوتی ہے کہ بعض نفسیاتی محرکات کے بعد چہرے پر سرخی آجاتی ہے۔ ایسا لگتا ہے کہ چہرے پر پائی جانے والی خون کی نالیاں قابو سے باہر ہو چکی ہیں۔ اور پسینہ لانے والی غدودوں اور مساموں میں اچھی خاصی گڑبڑ ہو جاتی ہے۔ چہرے پر سرخی آتی رہتی ہے۔ حقیقت میں ابھی تک یہ معلوم نہیں ہو سکا کہ یہ بیماری کیسے ہوتی ہے۔

بیماری کی ابتدا ماتھے سے ہوتی ہے۔ ناک کے اطراف اور ماتھا کے سرخ ہو جاتے ہیں۔ عین ممکن ہے کہ سرخی کی یہ تہ گردن تک پھیل جائے۔ بلکہ کندھے' چھاتی اور بازو بھی سرخ ہو جاتے ہیں۔ اس سرخی میں چھوٹے چھوٹے دانے نکلتے ہیں۔ جن میں پیپ پڑ جاتی ہے۔ آنکھوں کا نچلا حصہ بھاری ہو جاتا ہے۔ سارا چہرہ سوج جاتا ہے۔ چہرے کی بڑھی ہوئی سرخی اور معمولی ورم کے علاوہ اکثر مریضوں کو اور کوئی علامت نہیں ہوتی۔

کچھ عرصہ کے بعد سرخی ایک مستقل حیثیت اختیار کر لیتی ہے جس کے درمیان پیپ بھری پھنسیاں ہر وقت نکلتی رہتی ہیں۔ سرخی اور ورم کی وجہ سے چہرے بگڑ جاتا ہے۔ خاص طور پر مردوں میں لیسدار رطوبتیں خارج ہوتی ہیں اور ناک پکوڑے جیسی ہو جاتی ہے۔ جسے RhinoPhyma کہتے ہیں۔

آنکھوں کی صورت حال زیادہ خراب ہو سکتی ہے۔ پہلے یوں معلوم ہوتا ہے کہ جیسے ان میں ریت پڑ گئی ہے۔ پھر سوزش واضح اور بڑھتی ہوئی نظر آتی ہے۔ آنکھوں میں زخم ہوتے اور پھولا پڑ سکتا ہے۔ جو کہ بینائی کو ختم کرنے کا باعث ہو سکتے ہیں۔

علاج

ابھی تک بیماری کا اصل سبب معلوم نہیں ہوسکا۔ اس لئے جو کچھ بھی علاج کی شکل میں کیا جا رہا ہے اس کا بیماری سے کوئی تعلق نہیں۔ بلکہ وہ اکثر علامات کو دبانے کے لئے استعمال ہوتا ہے۔ مگر بدقسمتی یہ ہے کہ ان میں سے اکثر علامات کو بھی دبایا نہیں جاسکتا۔

1- مریض کو اطمینان دلایا جائے' اسے سکون آور ادویہ دے کر آرام پر مجبور کیا جائے۔

2- کھانے پینے اور استعمال کی ان چیزوں سے احتیاط کریں جن سے چہرے پر چمک آتی ہے۔(اس کا کوئی فیصلہ نہیں ہوسکا)

3- لگانے والی مرہموں میں کورٹی سون کی ایسی مرہمیں ہرگز استعمال نہ کی جائیں جن میں Fluorinated اجزاء شامل ہوں۔ کیونکہ وہ چہرے کو بدنما بنانے کی صلاحیت رکھتی ہیں۔ (بدقسمتی سے کورٹی سون کی جلد کے لئے اکثر مرہمیں Fluorinated ہیں۔)

4- آنکھوں میں تکلیف کے لئے آنکھوں کے ڈاکٹر سے مشورہ کریں۔

5- اکثر ماہرین کا خیال ہے کہ مریض کو خواہ مخواہ کی ادویہ دینے کی بجائے نمک کو پانی میں ابال کر اس میں کپڑے تر کرکے رکھے جائیں۔ ادویہ بیماری کے بڑھانے کا باعث ہوسکتی ہیں۔

6- مقامی طور پر گندھک کی 2% مرہم لگائی جائے۔

7- Tetracycline 250 mg کے 4 کیپسول روزانہ 2-3 ماہ تک دیں۔ اس کے بعد Metronidazole یعنی Flagyl وغیرہ دیئے جائیں۔

8- ناک کے پھولنے کا علاج آپریشن ہے۔

9- رات کو سوتے وقت Icthyol 2% کریم استعمال کریں۔

10- دانوں کو کم کرنے اور بیماری کا زور توڑنے کے لئے Ro-Accutane کی گولیاں ان مریضوں کو دی جاسکتی ہیں۔ جن پر Tetracycline کا اثر نہ ہوتا ہو۔ ورنہ یہ دونوں حاملہ عورتوں کے لئے خطرناک ہیں۔ یہ پیدا ہونے والے بچے کو معذور کر سکتی ہے۔

طب جدید کا ہر ماہر اس امر پر متفق ہے کہ Acne Rosacea کا کسی قسم کا کوئی علاج ان کے پاس نہیں۔ اس لئے بہتر ہوگا کہ ہم بھلائی کا کوئی اور ذریعہ تلاش کریں۔

طب نبویؐ

1- چہرے پر نکلنے والے دانوں اور کھردرا پن کے لئے:

قسط شیریں —— 40 گرام
برگ مہندی —— 40 گرام
برگ کاسنی —— 10 گرام
کلونجی —— 20 گرام
مرکی —— 15 گرام

ان کو پیس کر ایک لیٹر اصلی فروٹ کے سرکہ میں ملا کر 5 منٹ ابال کر چھان لیں۔

یہ لوشن صبح۔ شام لگایا جائے۔ منہ دھونے کے لئے بیسن استعمال کیا جائے۔

2- قسط شیریں —— 65 گرام
کلونجی —— 20 گرام
برگ کاسنی —— 5 گرام

کو پیس کر صبح۔ شام۔ 5 گرام کھانے کے بعد 'پانی کے ہمراہ

3- بڑا چمچ شہد۔ ابلے ہوئے پانی میں حل (چھوٹا چمچہ) کرکے۔ صبح نہار منہ اور عصر کے وقت۔

اس علاج کا اثر ایک ہفتہ کے بعد شروع ہوتا ہے۔ لیکن اس سے تندرست ہونے والوں کی تعداد 70 فیصدی سے زائد رہی۔

پھوڑے پھنسیاں BOILS

(ایک مریض کی روئداد کی صورت میں) (FURUNCULOSIS)

ہمارے ایک جاننے والے صاحب کو زندگی میں صرف دو ہی شوق ہیں۔ ایک پیسے جمع کرنے اور دوسرا جی بھر کے کھانے کا۔ مگر اس کا یہ مطلب نہیں کہ وہ بقائمی ہوش و حواس اپنی متاع عزیز کو چولھے پر چڑھا کر کھا جائیں۔ بسیار خوری کا شوق وہ دوسروں کے سر پر کرتے ہیں۔ ایک اور دوست کی شادی پر وہ میرے پاس ہی کھڑے ماحضر کو ملیامیٹ کرنے کی جدوجہد میں مصروف تھے کہ میں نے ان کو اور ایک صاحب کو دبی زبان میں بتایا کہ گوشت باسی ہو چکا ہے۔ اس لئے جان بچانے کے لئے ہاتھ روک لیں۔ سننے والوں نے بات سمجھ لی مگر وہ صاحب میز پر اپنی بہادری کے نشان چھوڑے بغیر ہاتھ کھینچنے پر آمادہ نہ ہوئے وہ رات انہوں نے ڈاکٹروں کی نیازمندی میں گزاری۔

اب وہ بسیار خوری کے اکثر نتائج کا نشان عبرت بن گئے ہیں۔ بلڈ پریشر بڑھ چکا ہے۔ پیشاب میں شکر آتی ہے اور توانائی آہستہ آہستہ ساتھ چھوڑ رہی ہے۔ ان حالات میں ان کی محبتوں کا سارا رخ ہماری طرف ہونا چاہئے۔ لیکن میرا نسخہ انہیں بازار سے خریدنا پڑتا ہے اور اگر وہ اپنے محکمہ کے ڈاکٹر کو عزت بخشیں تو سارا کچھ بذمہ سرکار ہو جاتا ہے۔ اس لئے میں ان کے امراض میں زیادہ طور خاموش تماشائی 'یا مشکل وقت میں دستگیری کا رتبہ پاتا ہوں۔

ایک دن وہ تشریف لائے تو چہرے کے متعدد مقامات پر پلاسٹر کے قتلے چسپاں تھے۔ فرمایا کہ جسم کے مستور حصوں سمیت پھنسیوں کی ایک کثیر تعداد ستم گری میں مصروف ہے۔ ان کے محکمہ کے ڈاکٹر کئی مہینوں سے مختلف ادویہ دے رہے تھے۔ لیکن جان چھوٹنے میں نہ آرہی تھی اس لئے انہوں نے مجھے معالج قرار دینے کی عزت بخشی یا میرے علم طب کے استعمال کی تقریب پیدا کردی۔

ان صاحب کو کھانے کا نہیں بلکہ جی بھر کے کھانے کا شوق ہے۔ یہ شوق ان کے خون میں شکر کی مقدار میں اضافہ کرتے کرتے ذیابیطس کا باعث بن چکا ہے۔ حالانکہ ان کے والدین کو شکر کی بیماری نہ تھی۔ ان کے بھائی بہن بھی اس باب میں تندرست ہیں۔ اس کا مطلب یہ ہوا کہ انہوں نے بسیار خوری کے ساتھ کاہلی کی زندگی بسر کر کے شکر کی بیماری بڑی محنت سے حاصل کی ہے۔

ذیابیطس کی بیماری کا اہم ترین خاصہ جسم کی قوت مدافعت کو مفلوج کرنا ہے۔ اس لئے ان لوگوں کو تپ دق، مختلف انواع کی سوزشیں ہوتی رہتی ہیں۔ جس بیماری کے جراثیم بھی ان کے پاس سے گزر جائیں ان کے جسم پر "خوش آمدید" اس کے لئے آویزاں رہتا ہے۔ شکر کے علاج کے ساتھ ساتھ ان کو نت نئی بیماریوں سے سابقہ رہتا ہے۔ یا یوں کہئے کہ شکر کی بیماری پر اگر پوری طرح قابو نہ پایا گیا ہو تو مریض کو دوسری بیماریاں بھی لاحق ہوتی رہتی ہیں جن میں سے کم ترین جلد کی سوزش سے پیدا ہونے والے پھوڑے پھنسیاں ہیں۔ اگر ان پھنسیوں کو ٹھیک سے بروقت نہ سنبھالا جائے تو ہر پھنسی پھیل کر کار بنکل بننے کی اہلیت رکھتی ہے۔ اس لئے جسم میں ان کے پھیلاؤ کو روکنے کی دفاعی قوت یا استعداد نہیں ہوتی۔

وہ صاحب اس خوش فہمی میں مبتلا تھے کہ وہ اپنا پیشاب باقاعدگی سے ٹیسٹ کرتے ہیں جس میں شکر کی مقدار برائے نام ہوتی ہے۔ لیکن ان کی خوش فہمی خون سے شکر کی مقدار

کے جائزہ پر ختم ہو گئی۔ جسم کا دفاعی نظام جگر سے مرتب پاتا ہے۔ یا تندرستی کی بقا میں جگر بڑی اہمیت رکھتا ہے۔ اطباء قدیم کے خیال میں پھوڑے پھنسیاں خون کی خرابی یا جگر کی خرابی سے پیدا ہوتی ہیں۔ یہاں پر جدید اور قدیم کے درمیان فرق صرف دانست یا انداز بیان کا ہے۔ اطباء جدید خون میں کسی زہر کی موجودگی یا عام حالات میں زہر باد کے وجود سے منکر ہیں۔ جبکہ حکماء گرمی کے دنوں میں خون صاف کرنے والی ادویہ کی سفارش کرتے ہیں۔ پرانے لوگ اپنے بچوں کو نیم، چاکسو، رس، رسونت، شاہترہ، منڈی، عشبہ وغیرہ کے مختلف مرکبات گھوٹ کر پلاتے تھے۔ اور یہ حقیقت ہے کہ ان کڑوی ادویہ کو پینے والے یہ بچے موسم گرما میں پھوڑے پھنسیوں سے قدرے محفوظ رہتے تھے یہی نسخے یونانی دوا سازوں کے یہاں سے آج بھی مقبول ہیں۔

ایک امریکی دوست کو جسم پر پھوڑے نکلتے ہی چلے جاتے تھے۔ ان کو شکر کی بیماری بھی نہ تھی۔ انہی دنوں سویڈن کے ایک تحقیقاتی ادارے کی رپورٹ سے معلوم ہوا کہ جگر کی خرابیاں پھنسیوں کا باعث ہوتی ہیں۔ اس مریض کو شہد۔ خشک دودھ، پنیر اور شامی کباب کھلائے گئے۔

تمام پھنسیاں کسی دوائی کو شامل کئے بغیر ٹھیک ہو گئیں۔

ان تمام اسباب کو سامنے رکھتے ہوئے ان صاحب کے علاج میں سب سے پہلے ناشتہ کو از سر نو مرتب کیا گیا۔ ان کو شامی کباب یا پنیر یا رات کے سالن سے ایک بوٹی کے علاوہ نہار منہ شہد، خشک روٹی کھانے کی ہدایت کی گئی۔ خون میں شکر کی مقدار کم کی گئی۔ وٹامن کی مرکب گولیوں اور غذا میں پروٹین کی اضافی مقدار شامل کرنے سے جسم کی قوت مدافعت پھر سے جلا پا گئی اور وہ تندرست ہو گئے۔

ہماری جلد میں ننھے ننھے سوراخ ہوتے ہیں جن کو مسام کہتے ہیں۔ پسینہ انہی مساموں کے راستے نکلتا ہے۔ جلد انہی کے راستے سانس لیتی ہے۔ چونکہ ہمارے آس پاس

جراثیم موجود رہتے ہیں۔ اس لئے کام کاج کے دوران یہ جلد سے چپک جاتے ہیں۔ موقعہ لگے تو مساموں کے راستے اندر داخل ہو کر سوزش پیدا کر سکتے ہیں۔ عام حالات میں جراثیم کسی تندرست جلد کو پار کر کے سوزش پیدا نہیں کر سکتے۔ البتہ جلد پر اگر پہلے سے کوئی چوٹ' رگڑ' زخم موجود ہو تو وہ اس راستے سے اندر گھس سکتے ہیں۔ اسی لئے اسلام نے کھانا کھانے سے پہلے ہاتھ دھونے کی تاکید کی اور ہدایت کی کہ ہاتھ دھونے کے بعد ان کو تولیہ سے صاف نہ کیا جائے۔ عین ممکن ہے کہ تولیہ بذات خود ہی صاف نہ ہو اور وہ ہاتھ جو صاف کئے گئے تھے تولیہ کیوجہ سے پھر سے آلودہ ہو جائیں۔ آپریشن کرنے سے پہلے ہر سرجن اپنے ہاتھ پانچ منٹ تک لگاتار دھوتا ہے۔ اگرچہ آپریشن کے لئے وہ جراثیم سے پاک ربڑ کے دستانے استعمال ہوتے ہیں۔ مگر اس کے باوجود ہاتھوں کو دھونا لازمی عمل ہے۔

جلد کو خواہ کسی بھی ترکیب سے دھویا جائے اور اس پر جراثیم کش ادویہ لگائی جائیں لیکن اسے مکمل طور پر جراثیم سے مبرا کر دینا ممکن نہیں۔ چونکہ جراثیم ہمہ وقت موجود ہوتے ہیں اس لئے معمولی سی خراش' چوٹ یا زخم کے راستے جلد میں داخل ہو کر وہاں پر سوزش پیدا کر سکتے ہیں۔ ایک تندرست جسم میں جراثیم کی آمد پسندیدہ امر نہیں۔ جسم ان کا مقابلہ کرتا اور ان کو ہلاک کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ اس مرحلہ پر جسم کا دفاعی نظام اگر کمزور ہو تو جراثیم کو اڈا جمانے کا موقعہ مل جاتا ہے۔ یہی صورت حال ہر حصے پر یکساں منطبق ہوتی ہے۔ جلد میں جراثیم کی آمد کے نتائج مختلف صورتوں میں ظاہر ہوتے ہیں۔ جیسے کہ

مساموں کی سوزش: جن لوگوں کی جلد چکنی ہوتی ہے ان میں جراثیم جلد کے ساتھ چپک جاتے ہیں۔ وہ بال کی جڑوں یا پسینے والے مساموں کو متورم کر کے وہاں پیپ کے دانے بنا دیتے ہیں۔ اس کیفیت کو عام طور پر Folliculitis کہتے ہیں۔ ایک ہی مریض میں کسی جگہ پھنسیاں نظر آتی ہیں۔ اور کہیں پیپ بھرے چھلکے نظر آتے ہیں۔ اور اس طرح سوزش ایک مسام سے چل کر دوسروں تک پھیلتی چلی جاتی ہے۔ اور اس طرح سوزش ایک مسام سے چل

کردو سروں تک پھیلتی چلی جاتی ہے۔ اس کی بد ترین قسم ان مریضوں میں دیکھی جاسکتی ہے جو اپنی داڑھی حجام سے بنواتے ہیں چونکہ ان کے یہاں صفائی سے لاپرواہی کے علاوہ ہر مرض کے مریض آتے ہیں اور وہ ایک کی بیماری دوسرے کو دینے کا عمل بڑی چابکدستی سے انجام دیتے ہیں۔ آج کل کے بعض حجام ہر شخص کے چہرے پر ایک نیا بلیڈ استعمال کرتے ہیں۔ جس سے کئی گاہک اس خوش فہمی میں مبتلا ہوتے ہیں کہ وہ کسی خطرے میں نہیں۔ جبکہ چہرے پر صابن لگانے والا برش ہمیشہ جراثیم آلودہ ہوتا ہے۔ اسی بنا پر لوگ اس بیماری کو Barber's Rash کہتے ہیں۔ پیپ اگر جلد کے نیچے بھی چلی جائے جسے پنجاب میں گاچی بنا کہا جاتا ہے تو یہ Sycosis Barbae کہلاتی ہے۔ اس بیماری کے نام کے سلسلے میں ماہرین میں اختلاف چلا آرہا ہے۔ کرنل الٰہی بخش جلد کی سوزش کی ایک خاص قسم کو "حجام والی سوزش" کا نام دینے کے بعد اس برادری کی متعدد ہم شکل بیماریوں کو بھی اسی عنوان میں شامل کرتے تھے۔ جبکہ لندن یونیورسٹی کے پروفیسر ہنری ہاربر اسے جلد کی مقامی سوزش کے علاوہ کوئی مزید اہمیت دینے پر تیار نہ تھے۔ یورپی ڈاکٹر اس سے حجام کا نام نکال کر اس کو Bockhart's Impetigo کہتے آئے ہیں کیونکہ اس کی لیس جہاں بھی لگے وہیں تو بیماری ہوسکتی ہے۔

پھنسی: اسے عام لوگ (FURUNCLE) کہتے ہیں۔ یہ بالوں کی جڑوں میں جراثیم کے حملہ سے شروع ہوتی ہے اور پوری جلد کو متاثر کرتی ہے۔ عام طور پر جسم کے ایسے حصے میں نکلتی ہیں۔ جہاں پر بال زیادہ ہوں۔ وہاں پر اکثر رگڑ پڑتی ہے۔ موسم گرما میں موٹے کپڑے کی جین پہننے سے رانوں کے اندرونی حصوں پر کھردرے کپڑے کی رگڑ سے بال ٹوٹتے اور جسم میں خوردبینی خراشوں پر جراثیم کی آمد سے بیماری شروع ہو جاتی ہے۔

ہمارے دوست ایک اہم بات بھول جاتے ہیں کہ ایک گرم ملک میں رہتے ہیں۔ جہاں پسینہ کثرت سے آتا ہے۔ اگر زیریں حصہ کے لباس میں مصنوعی ریشے کی پتلون یا ریشمی

شلواریں مسلسل استعمال میں رہیں تو جسم کو ہوا نہیں لگتی۔ پسینہ خشک ہونے میں نہیں آتا۔ پسینہ میں تیزابی مادے اور یورک ایسڈ ہوتے ہیں۔ یہ جلد کو جلا دیتے ہیں یا ان سے پیدا ہونے والی خراشوں پر پھپھوندی لگ کر شدید خارش پیدا ہوتی ہے۔

پھنسی نکلنے کے ساتھ سردی لگ کر زور کا بخار چڑھتا ہے۔ سر درد اور متلی کے ساتھ بھوک اڑ جاتی ہے۔ سارا جسم درد کرتا ہے۔ طبیعت کافی خراب ہوتی ہے۔ اور چہرے پر ورم آجاتا ہے۔

بیماری کا شدید حملہ ٹھیک ہو جانے کے باوجود اس کے دوبارہ اور سہ بارہ ہونے کے امکانات موجود رہتے ہیں۔ بیماری کے علاج کے ساتھ ساتھ مریض کی صحت پر خصوصی توجہ کی ضرورت رہتی ہے۔ کیونکہ پھیلاؤ کو روکنے والا جسم کا دفاعی نظام جب کمزور پڑتا ہے تو ایسی کیفیات دیکھنے میں آتی رہتی ہیں۔

کاربنکل CARBUNCLE

(شب چراغ)

——— ابتدا میں یہ جلد کی سوزش ہے جو عام پھنسیوں سے ذرا گہری چلی جاتی ہے۔ پھر اس کے ورم کے اوپر پھنسیاں نکلتی ہیں۔ جن کے ساتھ بخار، جسم میں دردیں، شدید کمزوری شامل ہو جاتے ہیں۔ پرانے استاد اس پھوڑے کے پکنے کا انتظار نہیں کرتے تھے۔ اسے کچا ہی چیر کر اس کا سارا متاثرہ حصہ نکال دیتے تھے۔ پروفیسر حاجی ریاض قدیر صاحب نے ایک عزیز کے پھوڑے کو اس طرح نکال باہر کیا تو ٹھیک ہونے کے بعد وہاں پر اچھا خاصا گڑھا باقی رہ گیا تھا۔

یہ عام طور پر پیٹھ، کمر، ٹانگوں یا گردن پر ہوتا ہے۔ ہم نے اسے چہرے پر بھی دیکھا

ہے۔ پکنے کے بعد اس پر چھوٹی چھوٹی پھنسیاں نمودار ہوتی ہیں اور اس کے کئی منہ بن جاتے ہیں جن سے پیپ کے دھارے نکلتے ہیں۔ جسم کے جس کسی حصہ پر یہ نمودار ہو وہ حصہ تقریباً گل کر ختم ہو جاتا ہے۔

اس پھوڑے کے زیادہ تر شکار ذیابیطس' تپ دق 'گردوں کی خرابیوں اور کمزوری کے مریض ہوتے ہیں۔ عجیب اتفاق رہا کہ ایک صاحب کو یہ پھوڑا دو مرتبہ نکلا۔ ان کے تمام ٹیسٹ ہوئے۔ معمولی کمزوری کے علاوہ ان کو اور کوئی بیماری نہ تھی۔ مگر کاربنکل تھا کے پورے غیض و غضب کے ساتھ پھیلتا چلا جاتا تھا۔ سوزش اور پیپ کو ختم کرنے والی بڑی بڑی عمدہ ادویہ سے بھی ان کو فائدہ نہ ہو رہا تھا۔ دونوں مرتبہ جدید ادویہ کے ساتھ کچھ پرانے طریقے شامل کئے تو ان کی جان چھوٹی۔ علاج اگر شروع ہی میں تندہی سے کیا جائے تو پیپ اور جسم کو تباہی سے روکا جاسکتا ہے۔ پھوڑے اور پھنسیاں ایک عام کیفیت ہے۔ ان کے علاج میں ادویہ کے علاوہ مقامی طور پر کرنے کے کچھ اہم کام بھی ہیں۔

جلد کی سوزشوں کے علاج میں اہم امور:

1- مریض کو کمزور کرنے والے سبب کو تلاش کیا جائے۔ جیسے کہ غذائی کمی' خون کی کمی' گردوں کی بیماریاں' پیٹ کے کیڑے' نیند کی کمی۔ ہمت سے زیادہ کام یا ورزش۔

2- علاج شروع کرنے سے پہلے جراثیم کی قسم اور ان پر موثر ادویہ کا پتہ چلانا یعنی Culture & Sensitivity کا پتہ چلا لینا ایک عمدہ آغاز ہے۔ لیکن یہ کام مہنگا اور بعض اوقات لیبارٹریوں کی لاپرواہی کے باعث غیر یقینی ہو جاتا ہے۔

3- زخموں کو گرم پانی اور صابن سے اچھی طرح دھو کر صاف کیا جائے۔

ورنہ گرم پانی میں Dettol یا Savlon ملا کر زخم اور اس کے اس پاس کو صاف کیا جائے۔ ان معاملات میں Cetavlon کے 0.5% لوشن کو بڑی شہرت ہے۔

4- مریض کے لباس' رومال' تولیئے' بستر کی چادر' تکیہ کے غلاف روزانہ ابالے

جائیں۔

5- مقامی طور پر لگانے کے لئے Burnol - Neomycin - Furacin - Dalacin - Gentamycin - Bacitracin کے مرہم مشہور ہیں۔ اگر سوزش معمولی ہو تو یہی کافی رہتے ہیں۔

6- مریض کی عمومی صحت پر پوری توجہ دے۔ وہ زیادہ دیر آرام کرے، خوراک اچھی، صاف اور سادہ ہو۔ جس میں چکنائی کم اور گوشت سے بنی چیزیں زیادہ ہوں۔ کھلی ہوا بہت مفید ہوتی ہے۔

7- الکحل اور منشیات جسم کی توانائی کو کم کرتی ہیں۔

8- قبض نہ ہونے دی جائے۔

طب نبویؐ

سوزش سے ہونے والی بیماریوں کے لئے نبی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے بڑا سنہری اصول رحمت فرمایا ہے۔

"بیماری کا اصل باعث، مریض کی قوت مدافعت میں کمی ہے۔"

اس بارے میں انہوں نے متعدد اصول عطا فرمائے۔ جیسے کہ صبح کا کھانا ناشتہ جلد کرنا۔ رات کا کھانا ضرور کھانا اور اس کے بعد چہل قدمی، گوشت کی معمولی مقدار ضرور کھانا مگر سبزیوں کے ساتھ۔ چکنائیوں کی کثرت کو ناپسند فرمایا۔

نبی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی ازواج مطہراتؓ میں سے بعض نے روایت کیا ہے۔

دخل علی رسول الله صلى الله عليه وسلم وقد خرج على اصبعى بثرة ۔ فقال :
عندك ذريرة ؟ قلت : نعم ۔
قال : ضعيها عليها ۔ وقال : قولى ۔
" اللهم مصغر الكبير، ومكبر الصغير، صغر مابى ۔
(ابن السنی، مستدرک، الحاکم)

(میرے یہاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم تشریف لائے۔ میری انگلی پر پھنسی نکلی ہوئی تھی۔ انہوں نے فرمایا کہ کیا تمہارے پاس ذریرہ ہے؟ میں نے کہا۔ ہاں ! فرمایا کہ اس پر وہ لگاؤ اور یہ دعا پڑھو۔

("اے اللہ ہمارے تو بڑوں کو چھوٹا کرنے والا ہے اور چھوٹوں کو بڑا کرتا ہے۔ جو کچھ مجھے نکلا ہے اسے چھوٹا کر دے۔")

وہ اس ترکیب سے ٹھیک ہو گئیں۔

ام رافعؓ روایت فرمائی ہیں۔

کان لا یصیب النبی صلی اللہ علیہ وسلم قرحة ولا شوکة، الا وضع علیها الحناء۔

(نبی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کو زندگی میں جب بھی کبھی کانٹا چبھا یا زخم ہوا تو انہوں نے اس پر ہمیشہ مہندی لگائی۔)

(ترمذی۔ ابوداؤد۔ ابن ماجہ۔ احمد۔ مستدرک الحاکم)

زخموں سے سوزش پھیل کر زہرباد اور سرخ باد کی شکل اختیار کرتی ہے اگر زخم یا پھنسی کا ابتدائی علاج درست ہو تو سوزش نہ پھیل سکے گی۔ مسلسل لاپرواہی اور مریض کی کمزوری مل کر معمولی سوزش کو جان لیوا مصیبت بنا لیتے ہیں۔

پھنسیوں کے علاج میں مقامی طور پر مہندی لگانا بہترین علاج ہے۔ اور اپنی طرح ذریرہ کو اس طبیب اعظم سے سند حاصل ہے۔ ہم نے ان تمام جراثیم کش ادویہ کو ایک آسان شکل دے کر ہر وقت اور ہر جگہ لگانے کے قابل بنا لیا۔

صعتر فارسی، مرمکی، لوبان، گوگل، حب الرشاد، قسط شیریں، کلونجی، سناء مکی کو اس عظیم سرکار سے سوزشوں میں افادیت کا مژدہ میسر ہے۔ ابتدا میں ہم نے۔

قسط شیریں (سفوف)	——	10 گرام
سپرٹ	——	60 گرام

میں ایک روز رکھ کر اس کے حل پذیر جوہر حاصل کر کے پھنسیوں پر لگائے جو کہ مفید رہے۔ لیکن دل میں سپرٹ کے خلاف یہ وسوسہ رہا کہ یہ الکحل سے مرتب ہے۔ اور سرکار والا نے اسے ہر شکل میں ناپسند فرمایا ہے۔ اس لئے ہم نے ادویہ کو ایسے سرکہ میں حل کرنا شروع کیا جو فروٹ سے بنا ہو۔ بازار میں تیزاب اور دوسرے کیمیات سے بنا Synthetic سرکہ عام اور سستا ملتا ہے۔ لیکن اس کی افادیت اصلی سرکہ کے برابر نہیں ہوتی۔ اس لئے ہم نے فروٹ کا سرکہ استعمال کیا۔

جب سوزش زیادہ ہو تو مریض کی قوت مدافعت کو بڑھانے کے لئے شہد' نہار منہ دینا ضروری ہو جاتا ہے۔ کیونکہ کوئی بھی جدید دوائی افادیت میں اس کا مقابلہ نہیں کر سکتی۔

پھوڑوں کے علاج میں قسط شیریں کے 4 گرام صبح۔ شام کھانے کے بعد دینا ایک یقینی علاج ہے۔ مگر اس کا اثر ذرا دیر سے شروع ہوتا ہے۔ اس لئے ساتھ میں جدید ادویہ میں سے کوئی دوائی ابتدائی طور پر چند دن کے لئے شامل کر دی جائے تو کوئی مضائقہ نہیں۔ جیسے ہی بخار کم ہو یا سوزش کم ہو اسے بند کر دیں۔ اس کے استعمال کے بعد دوبارہ کا اندیشہ نہیں رہتا۔

آبلہ دار سوزش IMPETIGO CONTAGIOSA

جلد پر جراثیم کی سوزش کے بعد پتلی دیواروں والے آبلے نکلتے ہیں۔ یہ چند گھنٹوں میں پھوٹ جاتے ہیں۔ ان سے ہلکے زرد رنگ کی گاڑھی لیسدار رطوبت نکلتی ہے۔ جو جسم پر سنہری رنگ کے چھلکے بنا دیتی ہے۔ کچھ آبلے 2-3 سنٹی میٹر رقبہ اختیار کر کے پیپ سے بھر جاتے ہیں پیپ خشک ہونے پر اس کے چھلکے

لگتے ہیں۔

علامات: یہ بیماری زیادہ تر موسم گرما میں بچوں کو ہوتی ہے یہ عام طور پر جلد کی دوسری بیماریوں جیسے کہ خارش، گرمی دانوں اور جوؤں کے زخموں میں جراثیم کے داخل ہونے کے بعد ثانوی حیثیت میں ظاہر ہوتی ہے۔ زیادہ طور چہرے، گردن، بغلوں یا رانوں سے ایک سرخ داغ کی صورت میں شروع ہوتی ہے۔ جس میں لیسدار رطوبت نکل کر آبلہ بنا دیتی ہے۔ آبلوں کا شفاف پانی دنوں میں گاڑھی پیپ کی شکل اختیار کرلیتا ہے۔ یہ پیپ خشک ہو کر سنہری چھلکے بنا دیتی ہے۔ جن کے کناروں سے لیسدار رطوبت نکلتی رہتی ہے۔ ان چھلکوں کو اتاریں تو ان کے نیچے کی کھال زخم کی صورت میں کچی کچی سی نظر آتی ہے۔

ان آبلوں کا مواد جراثیم کی دو مشہور قسموں streptococci یا Staphylococi سے بھرا ہوا ہوتا ہے۔ اس لئے جب وہ کسی بھی جگہ تندرست جلد کو لگتا ہے تو وہاں پر بھی اس بیماری کو شروع کردیتا ہے۔ اس لئے بیماری کا نام Contagiosa اس کی چھوت کی عادت سے پڑ گیا ہے۔

یہ بیماری کھال کے اندر تک نہیں جاتی۔ اوپر کی تہوں تک محدود رہتی ہے۔ اس لئے ٹھیک ہونے کے بعد داغ نہیں رہتا۔ لیکن ان لوگوں میں جن کو پسینہ زیادہ آتا ہے یا گرمی کے موسم میں نائلون کا لباس پہنتے ہیں، ان کی جلد پسینے سے گل جاتی ہے۔ جس پر جراثیم کی آمد یہ بیماری پیدا کردیتی ہے۔

علاج

اس کا آسان ترین علاج زخموں کو صاف کرنے کے بعد کوئی بھی جراثیم کش کریم جیسے کہ Furicin -Fucidin -Tetracycline ہے۔ لیکن کریم لگانے سے پہلے

چھلکوں کا اتار لینا ضروری ہے۔ اگرچہ جن کی تکلیف پھیل گئی ہو۔ بخار زیادہ ہو ان کو کھانے میں جراثیم کش ادویہ ساتھ دیتے ہیں جیسے کہ
Achromycin--Cloxacillin--Erytrocin وغیرہ

اکثر بچوں میں یہ بیماری چند دن رہنے کے بعد اپنے آپ ختم ہو جاتی ہے۔ ایسے میں اگر دوائی بھی دی گئی ہو تو نام دوائی کا ہو جاتا ہے۔

سرخ باد ERYSIPELAS

یہ جلد کی پھیلنے والی شدید سوزش ہے جس کے ساتھ تیز بخار بھی ہوتا ہے۔ یہ Streptococcus نوعیت کے جراثیم سے ہوتی ہے۔ جراثیم جسم میں براہ راست داخل ہو کر لسفائی نظام کو متاثر کرتے ہیں۔

علامات: جراثیم کے جسم میں داخل ہونے کے 5-2 دن کے بعد مریض کو سخت سردی کے ساتھ شدید بخار، سردرد، متلی، قے، بے قراری ہوتے ہیں۔ اس کے دوسرے یا تیسرے دن پھولے ہوئے سرخ داغ نمودار ہوتے ہیں۔ جن میں آبلے بھی پڑ سکتے ہیں۔ بچوں میں یہ دانے چہرے، کانوں کے اردگرد اور ٹانگوں پر ہوتے ہیں۔ جبکہ بڑوں میں پیٹ پر بھی نکل سکتے ہیں۔

اس بیماری کے جراثیم جسم کے اندر جا کر گردوں میں سوزش پیدا کرنے کے علاوہ سارے جسم میں زہرباد اور گلٹیاں بنا سکتے ہیں یا کاربنکل کی مانند پوری جلد پھوڑے کی شکل اختیار کر سکتی ہے۔

عام طور پر یہ بیماری 3-1 ہفتوں میں ختم ہو جاتی ہے۔ لیکن اس میں مبتلا ہونے والوں کی جان کو خطرہ بھی ہو سکتا ہے۔ بلکہ اکثر اوقات یہ دیکھا گیا ہے کہ اس میں شرح اموات 40

فیصدی کے لگ بھگ رہتی ہے۔

علاج

اکثر ڈاکٹر اب بھی پنسلین کے ٹیکے پسند کرتے ہیں جو کم از کم ہفتہ بھر دیئے جائیں۔ جن کو اس سے حساسیت ہو وہ دوسری جراثیم کش ادویہ لے سکتے ہیں۔ کچھ مریضوں پر اس کا حملہ بار بار ہوتا ہے۔ ان کو پنسلین سے بنی ہوئی مرکب گولیاں معمولی مقدار میں کئی ماہ تک دی جائیں ـــــ حفاظتی طور پر جلد کو صاف رکھنا اور قوت مدافعت پر توجہ دینا ضروری ہے۔

جلد کی پھیلنے والی سوزش CELLULITIS

کسی بھی زخم میں پھیلنے والے جراثیم داخل ہو کر سوزش کو بھی اطراف تک لے جاتے ہیں۔ یہ صورت حال ان مریضوں میں زیادہ ہوتی ہے جو پہلے سے کسی ایسی بیماری میں مبتلا ہوں جو ان کے جسموں کی توانائی کو کم کر رہی ہو اور جسم پر ورم آگیا ہو۔ اسی ورم میں جراثیم داخل ہو کر ایسی سوزش پیدا کرتے ہیں جو پھیلتی جاتی ہے۔

علامات: بیماری کی نوعیت اور علامات سرخ باد کی مانند ہیں۔ فرق صرف اتنا ہے کہ اس میں سوزش کے جزیرے واضح اور محدود ہوتے ہیں۔ جبکہ اس کے کنارے متعین نہیں کئے جاسکتے۔ کیونکہ یہ پھیلتی چلی جاتی ہے۔

ابتدا سرخ داغوں سے ہوتی ہے۔ جن میں درد' ورم شروع ہو جاتے ہیں۔ جن کے بعد وہاں پر پیپ پڑنے کے علاوہ خون کے دوران میں بندش کے باعث Gangrene بھی ہو سکتی ہے۔

علاج

بہترین علاج یہ ہے کہ مریض کی پیپ لے کر اسے لیبارٹری میں بھیج کر اس میں موجود جراثیم کا پتہ چلا کر ان کے لئے موثر ادویہ کا پتہ چلا لیا جائے۔ یہ Culture & Sensitivity کسی بھی اچھی لیبارٹری میں ہو سکتا ہے۔

ورنہ ایسی جراثیم کش ادویہ استعمال کی جائیں جن کا دائرہ عمل وسیع ہو اور وہ زیادہ استعمال میں نہ آتی ہوں۔ تاکہ جراثیم ان کے عادی نہ ہو چکے ہوں۔ جیسے کہ Velosef -Cepurex -Terravid -Fluqcloxacillic مقامی طور پر زخموں کو صاف رکھنا کافی ہے۔ جس کے لئے کسی بھی جراثیم کش دوائی کا استعمال کافی ہے۔ البتہ مریض کی عمومی صحت پر توجہ اشد ضروری ہے۔

متعدی خارش SCABIES

خارش کی یہ وہ بدترین قسم ہے جو ایک وقت میں پورے پورے محلہ کو اپنی لپیٹ میں لے لیتی ہے۔ بیماری کا سبب ایک ننھا سا کھٹل کی مانند کیڑا ہے جسے Sarcoptes Scabiei کہتے ہیں۔ یہ متعدی بیماری ہے۔ جو ایک سے دوسرے کو براہ راست رابطہ یا آلودہ کپڑوں کے استعمال سے ہوتی ہے۔ ایک صفائی پسند شخص جب کسی مریض کے بستر پر سوتا ہے یا کوئی گھر ہی میں آیا ہوا مہمان صاف ستھرا بستر بھی استعمال کر جائے تو بیماری کا کیڑا اس میں جاگزین ہو کر آئندہ استعمال کرنے والوں کو بیمار کرتا رہتا ہے۔

وہ لوگ جو باقاعدگی سے نہیں نہاتے یا کپڑے جلد جلد تبدیل نہیں کرتے ان کو اس بیماری کے امکانات زیادہ ہوتے ہیں۔ بھارت کے وسطی اضلاع کے لوگ سردی کے دنوں میں روئی دار بنڈیاں اور بھاری سویٹر لباس کے نیچے پہنتے ہیں۔ یہ گرم کپڑے مہینوں تبدیل نہیں ہوتے۔ ان پر میل کی تہیں چڑھی ہوتی ہیں۔ ایک صاحب کی روئی کی بنڈی دیکھی گئی' ایسا معلوم ہوتا تھا کہ پلاسٹک کی بنی ہوئی ہے۔

رام گلی لاہور میں پورب کے ایک بزرگوار رہا کرتے تھے۔ نہا تو شاید کبھی لیتے ہوں گے۔ لیکن گرم کپڑوں پر دھلنے کے آثار کبھی نظر نہ آتے۔ ان کے لباس میں جوئیں' کھٹل اور خارش والے کیڑوں کی متعدد قسمیں مستقل پرورش پاتی تھیں۔

چھوٹے شہروں میں غلیظ ہوٹلوں اور کرائے کی رہائش گاہوں کے بستر ان سے اٹے

پڑے ہوتے ہیں۔ اگرچہ اس کا کیڑا ہر موسم میں زندہ رہ سکتا ہے۔ لیکن سرد اور مرطوب ہوا میں خوب پھلتا پھولتا ہے۔ صفائی سے لاپرواہی رکھنے والا ہر گھرانہ سردی کے موسم میں کھجلاتا نظر آتا ہے۔ کھجلی کی یہ قسم یورپی ممالک میں زیادہ ہوتی ہے کیونکہ ان ممالک میں لباس کو تبدیل کرنے اور سردی کے موسم میں جسم کو ٹھیک سے دھونے کا رواج نہیں ہوتا۔

لندن کے ایک سکول کے بچوں میں یہ بیماری پھیل گئی۔ استانی نے بچوں کو ہدایت کی کہ وہ علاج کے لئے بلدیہ کے متعدی امراض کے مرکز میں جائیں۔

تماشا دیکھنے ہم بھی گئے۔ مرکز میں بچوں کی ستھرائی کے لئے متعدد کمرے اور کافی عملہ تھا۔ ہر بچے کو اسفنج سے مل کر اچھی طرح نہلانے کے بعد جسم خشک کیا جاتا تھا۔ اس کے بعد دوائی لگا کر آدھ گھنٹہ انتظار کروایا جاتا۔ اس دوران اس کے لباس کو بھاپ دی گئی اور وہ کیڑوں سے پاک ہو گیا۔

وہاں جا کر معلوم ہوا کہ آدھے شہر کے بچے اس میں مبتلا ہیں۔ اگر بچوں کی اتنی تعداد خارش کا شکار تھی تو ان کے بڑے بھی تو اس کا شکار ہوں گے۔ یورپ کے دوسرے ممالک اور خاص طور پر اٹلی، فرانس، یوگوسلاویہ وغیرہ کے دیہات میں غلاظت کے ساتھ خارش کو ہر جگہ پھلتے پھولتے دیکھا ہے۔

پاکستان کے لوگ مسلمان ہونے کے باوجود بعض علاقوں میں موسمی اثرات، غربت اور جہالت کی وجہ سے غلاظت کا شکار رہتے ہیں۔ کچھ علاقوں کے لوگ نماز باقاعدگی سے پڑھتے ہیں لیکن وضو کے علاوہ باقی جسم کی صفائی پر توجہ نہیں ہوتی۔ لاہور کے ہسپتالوں میں اکثر ڈاکٹر خارش کے مریضوں سے صرف ایک بات پوچھا کرتے تھے۔

کیا تم کراچی گئے تھے؟

کیا تمہارے گھر کراچی سے مہمان آئے تھے؟

کراچی کے لوگ صاف ستھرے اور غلاظت سے دور ہیں۔ مگر بدقسمتی یہ ہے کہ وہاں

پر پینے والا پانی ہمیشہ جراثیم آلود ہوتا ہے۔ اس وجہ سے کراچی اور حیدر آباد میں پچھلے تیس سالوں سے پیٹ کی بیماریوں کی وبائیں پھیلتی رہتی ہیں اور اسی طرح خارش کی متعدی قسم وہاں سدا بہار رہتی ہے۔ ہوا میں نمی اور گرمی بستروں کو دھونے نہیں دیتی۔ کھارادر' پیر کالونی' ناظم آباد کے اکثر علاقوں میں خارش کو ہر وقت پھیلے ہوئے دیکھا گیا ہے۔

وبائی صورت حال:

بیماری کا باعث ایک ننھا سا کیڑا ہے۔ اس کی مادہ جلد کی موٹائی میں Stratum Corneum نامی تہ میں سرنگ بنا کر داخل ہوتی اور وہاں پر ایک وقت میں 2-3 انڈے دیتی ہے۔ 27-25 انڈے دینے کے بعد وہ خود مر جاتی ہے۔ ان انڈوں سے 3-4 دن کے بعد چھ ٹانگوں والے بچے نکلتے ہیں۔ جو جلد کے اوپر اور اپنی سرنگوں میں رینگتے رہتے ہیں۔ اسی دوران ان کو اگر کسی کی تندرست جلد سے رابطہ ہو جائے تو اس سمت کو نکل جاتے ہیں ورنہ اسی اسامی (مریض) کی جلد میں کوئی نیا ٹھکانہ تلاش کر کے ایک اور نئی نسل کی داغ بیل ڈالتے ہیں۔ چونکہ یہ کیڑے دن کو سوتے اور رات کو جاگتے ہیں۔ اس لئے ان سے ہونے والی تکلیف یا خارش بھی رات ہی کو زیادہ ہوتی ہے۔

علامات: مریض کو ابتدا میں صرف خارش ہوتی ہے اور وہ بھی رات کو۔ کیڑوں کے جسم کے داخل ہونے یا بیماری شروع ہونے کے تقریباً چھ ہفتوں کے بعد علامات کی ابتدا ہوتی ہے۔ تین اہم نکات پر توجہ دی جائے تو تشخیص یقینی اور آسان ہو جاتی ہے۔

1- ایک گھر کے متعدد افراد ایک ہی وقت میں کھجلاتے دیکھے جاتے ہیں جو کہ اس کے متعدی ہونے کا اظہار ہے۔

2- خارش صرف رات کے وقت ہوتی ہے۔ بستر جتنا زیادہ گرم ہو خارش اتنی ہی شدید ہوتی ہے۔

3- گردن اور چہرے پر خارش نہیں ہوتی۔

جسم کے زیادہ متاثر ہونے والے حصے بغلیں' رانوں کے درمیان اور ان کی اندرونی سمت' انگلیوں کے درمیان' چھاتیوں کے اردگرد' ناف اور اس کے گردونواح میں۔ ٹانگوں اور پیروں کی انگلیوں کے درمیان کے علاوہ خارش کی شدت زیادہ طور پر جسم کے متعدد حصوں پر ہوتی ہے۔ ہمارے ایک دوست کو متعدد شہروں میں رہنے کی وجہ سے یہ خارش ہوئی اور مختلف مقامات پر لوگوں نے نیم دلی سے علاج کیا۔ کافی دنوں میں کھجلانے کی اذیت اور ہزیمت برداشت کرنے کے بعد وہ اسے دنیا کی سب سے بڑی ذلیل بیماری قرار دیتے تھے۔ ایک مرتبہ انہوں نے کسی کو یہ دلچسپ بددعا دی۔

"جا! تجھے خارش پڑ جائے تاکہ تو چار بھلے مانسوں کی مجلس میں بھی بیٹھنے کے قابل نہ رہے۔"

جن مریضوں کا رنگ صاف ہو ان کو کہنی کے جوڑ کے اوپر پھنسیوں کے اطراف میں یہ چھوٹی لکیر محدب شیشہ کی مدد سے دیکھی جاسکتی ہے۔ یہ مادہ کا انڈے دینے کا اڈہ ہوتا ہے۔ جس میں سے مادہ کو کھرچ کر نکال کر خوردبین سے بھی دیکھا جاسکتا ہے۔ مریض کے متاثرہ مقامات پر چھوٹے چھوٹے دانے نکلتے ہیں۔ جو ایک دوسرے سے علیحدہ گہرے موتیا رنگ کے ہوتے ہیں۔ کبھی کبھی ان میں پانی جھلکتا ہے۔ بار بار کھجلانے سے سرنگوں کی باریک چھت چھل جاتی ہے۔ کھجلانا چونکہ لگاتار عمل بن جاتا ہے اس لئے جلد پر خراشیں آتی ہیں بعض مریض تو اتنی شدت سے خارش محسوس کرتے ہیں کہ وہ کھجلانے کے لئے کنگھیاں' برش یا دوسرے آلات استعمال کرنے پر مجبور ہو جاتے ہیں۔

خارش کے ایک مریض نے اپنی کیفیت کے اظہار میں کہا تھا:

"خارش کے مریض اور ناکام عاشق کی رات بڑی اذیت سے گزرتی ہے۔"

شدت کے ساتھ کی گئی کھجلی سے پیدا ہونے والی خراشوں میں جراثیم داخل ہو کر اسے جلد کی سوزش یا پیپ بھری پھنسیوں میں منتقل کر سکتے ہیں۔ انگریزی محاورہ A Pimple Rode on an Ulcer کے مصداق خارش کے اوپر چڑھی سوزش فوری مسائل کا باعث بنتی ہے۔ جس کے لئے دافع عفونت ادویہ دینا ضروری ہو جاتا ہے۔

پیچیدگیاں:

اس خارش کا جتنی جلدی علاج ہو جائے اتنا ہی بہتر ہے۔ ورنہ یہ مندرجہ ذیل خطرناک مسائل پیدا کر سکتی ہے۔

1- سوزش: اس کی وجہ سے غدودوں کا پھولنا' متاثرہ حصہ میں ورم' درد' پیپ' بخار اور کمزوری

2- اگزیما: بیماری کے دانے آپس میں ملا کر ایک بدنما زخم کی شکل اختیار کر لیتے ہیں جن کے اوپر چھلکے آتے ہیں ان سے لیسدار پانی یا پیپ نکلتے رہتے ہیں۔

3- حساسیت: Allergy- جسم میں ایک بیرونی عنصر یعنی کیڑوں کی موجودگی حساسیت کے عمل کا باعث ہو سکتی ہے۔ اس کے علاوہ علاج میں استعمال ہونے والی ادویہ میں سے خاص طور پر Lindane وغیرہ سے شدید قسم کا حساسی رد عمل ہو سکتا ہے۔ جس میں مقامی طور پر خارش کے علاوہ اگزیما وغیرہ بھی بن سکتے ہیں۔

4- گردوں کی سوزش: کیڑوں کے اجسام سے نکلنے والی زہریں گردوں پر برے اثرات رکھتی ہیں۔ خارش اگر زیادہ عرصہ رہے تو گردوں کو فیل کر دینے والی بیماری Glomerulo Nephritis ہونے کے امکانات پیدا ہو جاتے ہیں۔

بعض اوقات خارش کے ساتھ دوسری بیماریاں بیک وقت ہوتی ہیں۔ اکثر معالج خارش کو دیکھ کر دوسرے کسی مسئلے پر توجہ نہیں دیتے اور اس طرح بعض خطرناک بیماریاں توجہ سے نکل جاتی ہیں۔

علاج

اس بیماری کا علاج مشکل نہیں ہے۔ لیکن کچھ باتیں ایسی ہیں جن کو توجہ میں رکھے بغیر کامیابی کے امکانات کم ہوتے ہیں یا بیماری دوبارہ ہو جاتی ہے۔

1- گھر کے تمام افراد کا معائنہ کر کے ہر مریض کا پورا علاج کیا جائے۔ جن میں ابھی علامات موجود نہیں ان کو بھی ایک مرتبہ ضرور دوائی لگا دی جائے۔

2- مریض کے تمام کپڑے' بستر پانی میں ابالنے کے بعد ان پر گرم گرم استری پھیری جائے۔ دوائی لگانے کے بعد پہنا جانے والا ہر کپڑا ابلا ہوا ہو۔
اگر کسی ہسپتال سے بندوبست ہو سکے تو ابالنے کی بجائے ان کی بڑی مشین میں Sterilise کروالیا جائے۔

3- جلد اور سرنگوں میں پائے جانے والے انڈے کسی بھی دوائی سے نہیں مرتے۔ جبکہ لگانے والی کسی بھی اچھی دوائی سے تمام کیڑے مرجاتے ہیں۔ اس لئے ایک مرتبہ دوائی لگانے کے 7-5 دن بعد دوائی دوبارہ لگائی جائے۔ کیونکہ اتنے دنوں میں انڈوں سے بچے نکل آتے ہیں۔ دوسری بار کی دوائی ان بچوں کو بھی ہلاک کر کے مریض کی مکمل شفایابی کا باعث ہو گی۔

دوائیں:

اس بیماری کے لئے کھانے والی کوئی دوائی نہیں ہوتی۔ جو لوگ بیکار میں دوائیں دیتے یا ٹیکے لگاتے ہیں وہ عام طور پر بیماری سے آشنا نہیں ہوتے' البتہ حساسیت کی صورت میں اندرونی علاج مناسب ہو سکتا ہے۔ خارش کے دانوں میں اگر پیپ پڑ گئی ہو تو پہلے پیپ کا علاج حسب ضرورت Antibiotics سے کیا جائے اور اس کے ختم ہونے کے بعد خارش

کا علاج کیا جائے۔ اس کے علاج میں متعدد ادویہ اچھی شہرت رکھتی ہیں۔

گندھک کا مرہم:

یہ سب سے پرانا اور آسان نسخہ ہے۔ جس میں

9 گرام	پسی ہوئی صاف گندھک	Sulphur PPT
90 گرام	ویسلین (سفید یا زرد)	Vaseline

(اس کی جگہ لیکوئیڈ پیرافین بھی استعمال کی جا سکتی ہے)۔

ایک عرصہ سے گندھک کا یہ 10 فیصدی سرکاری شفاخانوں سے دیا جا رہا ہے اور مفید ہے۔ لوگوں نے اس آسان نسخہ میں کئی قسم کے غیر ضروری اضافے کئے ہیں جن میں سے بعض ادویہ مضر بھی ہیں جیسے کہ مرداسنگ، سندھور وغیرہ۔

گندھک کا مرہم رات کو نہا کر جسم خشک کرنے کے بعد لگایا جاتا ہے۔ اور پھر ہر رات تین دنوں تک لگایا جاتا ہے۔ لوگ اس کی چپک اور بدبو کو ناپسند کرتے ہیں۔ 80 فیصدی مریض شفایاب ہو جاتے ہیں۔

Benzyl Benzoate کے 25 فیصدی ایملشن کو اس کے علاج میں بڑی شہرت حاصل ہے بلاشبہ یہ مفید اور آسان علاج ہے۔ بازار میں یہ دوائی Ascabiol-Scabicine-Scabicure کے ناموں سے ملتی ہے۔ یہ دوائی رات کو نہا کر لگائی جاتی ہے۔

نہانے کے دوران مریض کے دانوں اور پھنسیوں پر اچھی طرح صابن لگایا جائے۔ اسے اسفنج سے ملا جائے تاکہ سرنگوں کے اوپر میل اور مٹی سے اگر کوئی رکاوٹ بن گئی ہے تو وہ دور کر دی جائے۔ تاکہ دوائی کیڑوں کے چھپنے کی جگہوں تک پہنچ جائے۔

جسم کو خشک کرنے کے بعد گردن سے نیچے سارے جسم پر دوائی چپڑ دی جائے۔ خشک ہونے کے بعد مریض سو جائے۔ اگلے دن نہانا ضروری نہیں۔ یہی عمل 6-5 دن کے بعد

دوبارہ کیا جائے۔ اگر صفائی اچھی طرح کی گئی ہو تو اکثر مریض ایک ہی مرتبہ کی دوائی سے شفایاب ہو جاتے ہیں۔

MESULPHEN - کچھ کمپنیوں کے یہاں سے اس نام کا مرہم آیا کرتا تھا جبکہ بائیر کمپنی کا بنا ہوا Mitigal کا مرہم 10 فیصدی لوشن یا مرہم کی شکل میں مریض کو نہلانے کے بعد مسلسل تین راتیں لگایا جاتا ہے۔ اس میں بڑی خوبی یہ ہے کہ اسے پھپھوندی سے پیدا ہونے والی متعدد سوزشوں خاص طور پر داد' داد قوبا وغیرہ میں بھی بڑے وثوق سے دیا جاسکتا ہے۔ یعنی تشخیص میں اگر غلطی بھی ہو تو بھی یہ دوائی قابل اعتماد ہے۔

Lindane - Lorexane - Tetmosol - یہ تمام ادویہ گیمکین سے مرکب ہیں بلکہ Gama Benzene Hexachloride - درحقیقت گیمکین ہے۔ ان کی مختلف شکلوں کو 25-1 فیصدی لوشن' صابن' مرہم کے طور پر استعمال کیا جاتا ہے۔ BHC ایک شفتہ کرم کش دوائی ہے اور DDT کے بعد اسے گھروں اور کھیتوں میں کیڑوں مکوڑوں کے خلاف بڑی کامیابی سے استعمال کیا جاتا رہا ہے۔

کیمیاوی طور پر ان کو Chlorinated Hydrocarbons کے قبیلہ سے موسوم کیا جاتا ہے۔ ان میں سے ہر دوائی اعصاب کے لئے مضر اور جگر پر مہلک اثرات رکھتی ہے۔ کسی زمانے میں ان کو کتوں کے جسم سے چمڑا اتارنے کے لئے استعمال کیا جاتا تھا۔ حیران ہوں کہ ان کے مضر اثرات کو جانتے ہوئے یہ انسانی جسم پر کس تقریب میں لگنے لگیں؟ جلد پر اگر کوئی معمولی سی بھی خراش ہو تو یہ خطرناک بن جاتی ہیں۔ ان سے حساسیت کا امکان زیادہ ہے۔ اس کے علاج کی جدید ادویہ میں سب سے عمدہ Mesulphen ہے۔ مگر بد قسمتی سے وہ بازار میں دستیاب نہیں۔ اس کے بعد Ascabiol وغیرہ ہیں۔ یہ مفید اور فوری اثر کرتی ہیں۔ لیکن زخموں پر ایک مرتبہ چند سیکنڈ کے لئے سپرٹ کی مانند لگتی ہیں۔ چھوٹے بچوں کو یہ محلول پانی میں ملا کر لگانا چاہئے۔ عام طور پر 3-2 مرتبہ لگانا کافی ہوتا ہے۔ لیکن

1- دوائی رات کو اچھی طرح نہانے کے بعد لگائی جائے۔

2- دوائی لگانے کے بعد مریض ابلے ہوئے کپڑے پہنے' کیونکہ اس کے کیڑے کپڑوں کے بخیوں اور جوڑوں میں گھس کا کافی دنوں تک زندہ رہ سکتے ہیں۔

طب نبویؐ

مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ میں پانی کی کمی کے باوجود عہد نبویؐ کے مسلمان اپنا لباس صاف ستھرا رکھتے تھے اور ہر شخص ہفتے میں کم از کم ایک مرتبہ ضرور نہاتا تھا۔ نبی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے مسجد نبویؐ میں پہلے ہی جمعہ کے موقعہ پر لوگوں کی بودوباش کا طریقہ دیکھ کر حکم فرمایا:

"تمام لوگ جمعہ والے دن غسل کریں۔ اچھے لباس پہن کر خوشبو لگا کر مسجد میں آئیں۔"

اس حکم کے بعد سوال ہی پیدا نہ ہوتا تھا کہ غلاظت سے پیدا ہونے والی کوئی بیماری اس معاشرے میں قدم جما سکے۔

گھر میں حشرات الارض سے پیدا ہونے والے مسائل یا ان بیماریوں کی روک تھام کے لئے جو کیڑوں مکوڑوں اور ان پر پلنے والے جراثیم کی وجہ سے ہوتی ہیں بڑے آسان طریقے عطا فرمائے گئے۔

حضرت عبداللہ بن جعفرؓ روایت کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا:

بجز وبیوتکم بالشیح والمر والصعتر۔ (بیہقی)

(اپنے گھروں میں الشیح۔ مر اور صعتر کی دھونی دیتے رہا کرو)۔

یہ ایک لاجواب نسخہ ہے۔ جس میں متعدی بیماریوں کی روک تھام کی شاندار ترکیب میسر ہے۔

طاعون کی مثال لیجئے۔ چوہوں کے جسموں پر پلنے والے پسو جب جراثیم آلود ہو جائیں تو وہ مرنے والے چوہوں سے اڑ کر انسانوں کو کاٹتے اور اس عمل کے دوران طاعون کے جراثیم کو تندرست افراد کے اجسام میں داخل کر دیتے ہیں اس بیماری کی روک تھام کے طریقے یہ ہیں۔

1- چوہے ہلاک کر دیئے جائیں۔

2- چوہوں پر پلنے والے طفیلی پسو ہلاک کر دیئے جائیں۔

3- پسوؤں سے چپکے ہوئے طاعون کے جراثیم ہلاک کر دیئے جائیں۔ ہر چوہے کو مارنا آسان کام نہیں۔ آج تک دنیا کے کسی بھی شہر میں چوہوں کو مکمل طور پر ختم کرنے کا کوئی منصوبہ کامیاب نہیں ہو سکا جبکہ کئی ایک کرم کش ادویہ پسو مار سکتی ہیں۔ کیا یہ ممکن ہے کہ کسی علاقہ میں رہنے والے ہر چوہے کو پکڑ کر اس پر سپرے کیا جائے تاکہ پسو مر جائیں؟

ان تمام مشکلات سے نجات اور مسئلہ کا آسان حل یہ ہے کہ ہر گھر والا اپنے گھر میں صعتر، الشیح اور مر کی دھونی دے۔ اس نسخہ کی تینوں دوائیں کرم کش ہیں۔ یہ ہر قسم کے مضر صحت حشرات کو مار سکتی ہیں۔ ان میں مر اور لوبان طاقتور جراثیم کش ہیں۔ یہ کیڑوں کو ہلاک کرنے کے علاوہ گھر میں موجود دیگر جراثیم کو بھی ہلاک کرنے پر قادر ہیں۔

خارش اور مر:

جلدی بیماریوں کے علاج میں فراعنہ مصر کے عہد سے مر کو مختلف شکلوں میں استعمال کیا جاتا رہا ہے۔ چونکہ یہ مفید تھی اس لئے 5000 سال گزرنے کے باوجود آج بھی موجود ہے۔ برٹش فارماکوپیا میں مر کو ایک باضابطہ دوائی کے طور پر تسلیم کرنے کے بعد جسم کے نازک ترین حصہ منہ میں لگانے والی ادویہ میں Tr.Myrrh کو ایک ضروری جزو تسلیم کیا ہے۔ مسوڑھوں کی سوزش کے لئے تیار ہونے والے تمام مرکبات میں مر شامل ہوتی

ہے۔

ہم نے ابھی دیکھا کہ متعدی خارش کے علاج کے لئے جدید ادویہ میں سب سے عمدہ اور قابل اعتماد Benzyl Benzoate ہے۔

مر کی قدرتی ساخت میں 10 فیصدی کے قریب یہ دوائی اور ساتھ میں Benzyl Cinnamate بھی 12 فیصدی کے قریب پایا جاتا ہے۔ چونکہ ہماری مطلوبہ دوائی کے علاوہ دار چینی سے مرکب ہے۔ اس میں وہ تمام کیمیات ملتے ہیں جو لوبان، بلسان اور گوگل میں ہوتی ہیں۔ اس لحاظ سے مرایک ہمہ صفت دوائی ہے۔ جو اتنی محفوظ ہے کہ منہ میں بھی لگائی جاسکتی ہے۔ اصول کے مطابق جب خارش کے دانوں میں پیپ پڑ جائے تو پھر پیپ کا علاج پہلے کیا جائے اور خارش کا بعد میں۔ لیکن مر وہ شاندار دوائی ہے جو ہر مرحلہ میں لگائی جاسکتی ہے اور مفید ثابت ہوگی۔

مر کا 5 فیصدی محلول سرکہ میں تیار کر کے لگانا زیادہ مفید ہے۔ ویسے اس کو سپرٹ میں حل کر کے لگانے میں بھی کوئی حرج نہیں۔ اثر کو لمبا کرنے اور جلد کو ملائم رکھنے کے لئے اسی طاقت کا محلول زیتون کے تیل میں بھی بنایا جاسکتا ہے۔

ہم نے اپنے مریضوں کو الشیخ - برگ مہندی اور مر کا مرکب کا 100 گرام سفوف ایک لیٹر پھلوں کے سرکہ میں ملا کر تھوڑی دیر گرم کرنے کے بعد چھان کر لگوایا۔ اللہ کے فضل سے خارش کی ہر قسم ہفتہ بھر میں دور ہوگئی۔

طب جدید میں لوبان سے بنا ہوا ٹنکچر Benzoin Co زخموں اور سوزشوں کے علاج میں بڑی شہرت رکھتا ہے۔ اس کا کیمیاوی نمک Sod. Benzoate خارش کے علاوہ جلد پر پڑنے والے ابھاروں اور داد قوبا کے علاج میں بذات خود اور مرکب صورت میں Whitfield Ointment کے نام سے بڑا مشہور ہے۔

چھیپ PITYRIASIS VERSICOLOR

گرم ممالک میں رہنے والے گہرے رنگ کے نوجوانوں کی جلد پر سفیدی مائل دھبے گردن۔ کندھوں اور چھاتی کے ساتھ پیٹ پر نکلتے رہتے ہیں۔ پنجاب میں یہ عام بیماری ہے۔ جسے "ھُم" کہتے ہیں۔ اس بیماری کے بارے میں بڑی غلط باتیں مشہور ہیں۔ جن میں اہم ترین یہ ہے کہ جسم میں کلیم کی کمی سے یہ سفید دھبے نمودار ہوتے ہیں۔ اکثر نیم حکیموں کو دیکھا گیا ہے کہ وہ مریضوں کو سیپی جلا کر اس کا سفوف کھلاتے ہیں۔ ایسی مائیں بھی دیکھی گئی ہیں جو اسے کوڑھ کی قسم قرار دے کر روتی ہوئی ڈاکٹروں کے پاس جاتی ہیں ۔

یہ سفید داغ پھپھوندی کی ایک قسم Malassezia Fur Fur کے حملہ سے پیدا ہوتے ہیں۔ پھپھوندی ایسی جلدوں پر زیادہ اثر کرتی ہے جن کو پسینہ زیادہ آتا ہے۔ اور وہ Cortisone کے مرکبات استعمال کر رہے ہوں۔ سرطان کے خلاف دی جانے والی ادویہ کی موجودگی اس کے بڑھنے کا باعث ہوتی ہے۔

کھال پر مختلف لمبائی اور چوڑائی کے ہلکے رنگ کے دھبے پڑتے ہیں۔ جو بالکل سفید نہیں ہوتے۔ لیکن بڑے واضح اور علیحدہ علیحدہ نظر آتے ہیں۔ ان کا زیادہ زور گردن اور چھاتی کے گردو نواح میں ہوتا ہے۔ ان پر چھلکے نہیں آتے۔ لیکن بار بار کھجلانے سے پتلے چھلکے آسکتے ہیں۔ عام طور پر خارش زیادہ نہیں ہوتی۔ اکثر نوجوانوں کو سالوں تک رہتی ہے۔ لیکن یہ داغ مستقل نہیں رہتے۔ علاج کے بعد چلے جاتے ہیں۔

گرم ملکوں میں پسینہ ایک لازمی عمل ہے۔ اسے خشک کرنے اور جلد کو ہوا لگانے کا

مناسب بندوبست موجود رہنا ضروری ہے۔ کم از کم گرمی کے دنوں میں ہر شخص کو سوتی بنیان پہننی چاہئے۔ تاکہ وہ پسینہ جذب کرتی رہے۔ لباس کھلا اور ہوادار ہونا چاہئے کیونکہ نائلون کے کپڑوں میں ہوا نہیں لگتی۔ اور اس طرح جلد سے زیادہ پسینہ سوکھنے میں نہیں آتا۔ اور یہ پسینہ جلد کو گلاتا اور پھپھوندی کو جلد کو متاثر کرنے کی جگہ مہیا کرتا ہے۔

جلد کی متعدد بیماریوں مثلاً چکنائی کی زیادتی' آتشک' جذام اور حساسیت میں بھی جلد پر سفید دھبے پڑسکتے ہیں۔ جن میں فرق کسی مستند معالج کے بس کی بات ہوتی ہے۔ ورنہ عام حالات میں ان داغوں کے معائنہ کے لئے مریض کو لیبارٹری کو بھجوانا معقول فیصلہ ہوتا ہے۔

تشخیص: ایک مریض کے سفید داغوں کو کھرچ کران سے حاصل ہونے والے چھلکے لیبارٹری میں بھیجے گئے تو یہ نتیجہ وصول ہوا۔

Scrapings from the patches on the lateral side of of neck (Lt) showed threads of MICROSPORUM FURFUR on KOH staining.

Sd / G.R. Qureshi

علاج

پروفیسر عبدالحمید ملک فرمایا کرتے تھے کہ کوئی بھی جراثیم کش دوائی اس کا علاج کرسکتی ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ یہ اکثر ادویہ سے قابو میں آجاتی ہے۔ لیکن مشکل یہ ہے کہ چند روز دبے رہنے کے بعد پھر سے ظاہر ہو جاتے ہیں۔ اس لئے دوائی بنیادی طور پر متوثر اور پھپھوندی کے خلاف مفید ہو۔ اور وہ پھپھوندی کو عادی نہ ہونے دے۔

1- کھانے والی کوئی دوائی اس میں مفید نہیں۔ پھپھوندی کو مارنے والی مشہور دوائی

Griseofulvin کی گولیاں اس میں بیکار ہیں۔

2۔گندھک اور سیلی سلک ایسڈ کی یہ مرہم بڑی مشہور ہے۔

گندھک Sulphur ppt.----5gm.

سیلی سلک ایسڈ Acid Salicylic----3gm.

ویسلین Vaseline----92gm.

3- Selenium Sulphide کا 2.5 فیصدی شیمپو بازار میں بالوں کی خشکی وغیرہ کے لئے عام ملتا ہے۔ یہ شیمپو تمام متاثرہ حصوں پر پانی کے بغیر 20--10 منٹ کے لئے روزانہ لگایا جائے اور اس کے بعد دھو دیا جائے۔

عام طور پر یہ علاج 14--10 دن کیا جاتا ہے۔ کبھی کبھار اس سے جلن بھی ہو سکتی ہے۔ بیماری کو دوبارہ ہونے سے روکنے کے لئے 4--3 ہفتے لگانے کے بعد کچھ عرصہ کے لئے اسی طرح ہفتہ وار لگانا مفید رہتا۔

4- Zine Pyrithione کا یہ شیمپو بھی بازار میں ملتا ہے۔ اور شیمپو کو بھی مذکور بالا ترکیب کے مطابق لگانا مفید ہے۔

5۔فوٹوگرافی میں ایک کیمیکل Sodium Hyposulphite استعمال ہوتی ہے۔ جسے وہ اپنی زبان میں Hypo کہتے ہیں۔ اس کے ایک چمچہ میں 5 چمچے پانی ملا کر لوشن بنا لیا جائے۔ یہ لوشن 3--2 ہفتے میں فائدہ دے دیتا ہے۔

6۔داد کے خلاف ملنے والی تمام مرہمیں بالخصوص Anti Fungal Creams میں سے ہر دوائی اس کے لئے مفید ہے۔

طب نبویؐ

قرآن مجید نے سورۃ "النحل" میں شہد کی مکھی کے منہ سے حاصل ہونے والی

رطوبت کو بیماریوں کے لئے شفا قرار دیا ہے۔ یہ دوائی اب بازار میں Royal Jelly کے نام سے مل جاتی ہے۔

ایک نوجوان کو چھیپ کی پرانی شکایت تھی۔ متعدد جدید اور قدیم ادویہ بیکار ثابت ہوئیں۔ ان ہی دنوں اسے کہیں سے رائل جیلی کے کیپسولوں کی ایک ڈبیہ تحفہ مل گئی۔ اس نے اپنی جسمانی کمزوری کے لئے وہ کیپسول کھانے شروع کر دیئے۔ چند دنوں میں چھیپ کے تمام داغ ختم ہو گئے۔ اور اب دو سال گزرنے کے باوجود بیماری کا دوبارہ حملہ نہیں ہوا۔

طب جدید نے اب یہ بات ثابت کر دی ہے کہ سرکہ' پھپھوندی کے خلاف بڑی مفید دوائی ہے۔ نبی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے سرکہ کو مفید قرار دیا۔ حضرت عائشہ صدیقہؓ کو مخاطب کرتے ہوئے انہوں نے فرمایا۔

نعم الادام الخل۔ اللھم بارک فی الخل۔ فانہ کان ادام الانبیا قبلی۔ ولم یفتقر بیت فیہ خل۔ (ابن ماجہ)

بہترین سالن سرکہ ہے۔ اے اللہ تو سرکہ میں برکت ڈال کہ وہ مجھ سے پہلے نبیوں کا بھی سالن تھا۔ اور جس گھر میں سرکہ ہو گا وہ لوگ کبھی غریب نہ ہوں گے۔

ادویہ نبویہ میں سے مہندی' لوبان' مرکی' صعتر اور حب الرشاد کو جراثیم اور پھپھوندی کے خلاف اہمیت حاصل ہے۔ ہم نے:

برگ مہندی	—	10 گرام
لوبان	—	5 گرام
مرکی	—	5 گرام
صعتر	—	5 گرام

کو پیس کر 200 گرام سرکہ خالص میں ملا کر 5 منٹ ابال کر چھان لیں۔ یہ لوشن پھپھوندی کی کسی بھی قسم کے خلاف نہایت ہی مفید ثابت ہو گا۔

پھپھوندی سے پیدا ہونے والی بیماریاں

FUNGAL INFECTIONS

جسم کے ان مقامات پر جہاں بال کم ہوں پھپھوندی کی ایک خاص قسم حملہ آور ہوتی ہے جسے داد کہتے ہیں۔ اس سے پیدا ہونے والے اکثر زخم دائروں کی شکل میں ہوتے ہیں۔ ماہرین نے ان کو شباہت میں انگریزی الفاظ O——C کی شکل والا قرار دیا ہے۔

اگرچہ پھپھوندی کی متعدد اقسام میں اور ہر قسم کی بیماری ایک خاص نوعیت کی پھپھوندی سے ہوتی ہے۔ لیکن یہ کیفیت پھپھوندی کی کوئی بھی قسم پیدا کر سکتی ہے۔ ویسے عام طور پر Trichophyton خاندان کو اس کا ذمہ دار قرار دیا گیا ہے۔

لیکن آب و ہوا اور لوگوں کی بودوباش کے مطابق پھپھوندی کی قسمیں بدلتی رہتی ہیں۔ اسلئے مختلف ممالک میں رہنے والوں کو ہونے والی یہ جلدی سوزش وہاں کے حالات کے مطابق ہوگی۔ دوسرے الفاظ میں اگر کسی شخص کو لندن کے قیام کے دوران یہ بیماری لگی ہے تو اس کو بیماری لگانے والی پھپوندی لاہور میں ہونے والی قسموں سے جدا ہوگی۔

داد RINGWORM-TINEA CORPORIS

جب کوئی تندرست آدمی کسی مریض کے قریب آتا ہے تو 3--1 ہفتوں کے بعد اس کو بیماری کی ابتدائی علامات لاحق ہو جاتی ہیں۔ چھوٹے بچوں کو عام طور پر بڑوں سے اور گھریلو جانوروں سے ہوتی ہے۔

ایک بچہ اپنی بہن کے گھر چھٹیاں منانے گیا۔ بہن کے گھر دو بڑے اصیل کتے تھے۔ وہ بچہ سارا دن ان کے ساتھ کھیلتا رہتا تھا۔ بڑے کتے کی گردن پر خارش کی طرح کی ایک بیماری تھی۔ یہ اس پر گھوڑے کی مانند سواری کرتا رہا۔ اس کو

جب خارش لگی تقریباً دس سال میں جان چھوٹی۔

دھوبی کے یہاں ہر قسم کے لوگوں کے کپڑے دھلنے کے لئے آتے ہیں۔ پہلے زمانے میں وہ کپڑوں کو بھٹی چڑھاتے تھے۔ زیادہ درجہ حرارت پر پڑنے والی بھاپ کپڑوں سے ہر قسم کے جراثیم مار دیتی تھی۔ مگر اب وہ واشنگ مشین میں رنگ برنگی سستی چیزیں ڈال کر دھوتے ہیں۔ جس سے کپڑوں میں بیماریوں کے جراثیم چھپے رہتے ہیں۔ پھپھوندی میں بدقسمتی یہ ہے کہ نمی کی موجودگی اسے توانائی مہیا کرتی ہے۔

میرے عزیزوں میں ایک بچے کو دھوبی کی دھلی ہوئی بنیان پہننے سے داد کی شکایت ہوگئی تھی۔ جب اس نوجوان کے پیٹ پر داد کے داغ یکے بعد دیگرے دو تین مرتبہ پیدا ہوئے اور ان کا ہر مرتبہ علاج کیا گیا تو اس سے پوچھا گیا کہ اس کی بنیانیں کہاں سے دھلتی ہیں؟

جب سے بنیانیں گھر میں دھلنے لگی ہیں پھر داد یا خارش کسی کو نہیں ہوتی۔

مٹی کھودنے، پودوں کی مٹی میں ہاتھ ڈالنے سے بھی یہ تکلیف ہو سکتی ہے۔ جو زراعت اور باغبانی کے کام کرتے ہیں ان میں کسی حد تک قوت مدافعت پیدا ہو جاتی ہے اور وہ ہر روز مبتلا نہیں ہوتے۔ لیکن نو [illegible] ردوں کے لئے مبتلا ہونے کا امکان زیادہ ہے۔ بہتر ہوگا اگر وہ اپنی حفاظت کے لئے دستانے استعمال کریں۔ جو ان کو کانٹوں وغیرہ سے بھی بچائیں گے۔

علامات: بیماری جسم کے درمیانے حصے اور ان تمام حصوں پر نمودار ہوتی ہے جو ڈھکے نہیں رہتے۔ اپنا مرکز بنانے کے بعد پھپھوندی اطراف میں ہر طرف یکساں پھیلتی ہے جس سے اس کے زخم دائرے کی شکل میں رہتے ہیں۔ کئی مرتبہ مرکز والی پھپھوندی اپنے آپ ختم ہو جاتی ہے۔ جبکہ دائرہ قائم رہتا ہے۔ اس پر موٹے کنارے آجاتے ہیں۔ اور یوں ایک چھلے کی سی

شکل بن جاتی ہے۔ اور وہی شکل اس بیماری کا نام یعنی Ring کا باعث ہو جاتا ہے۔

زخموں میں سوزش کے ساتھ دانے نکلتے ہیں جن کے کبھی آبلے بن جاتے ہیں اور کبھی تکلیف دہ چھلکے آتے ہیں۔ اضافی طور پر کبھی کبھار پیپ بھی پڑ سکتی ہے۔ کچھ زخم اپنے آپ تیزی میں کم ہونے لگتے ہیں اور ان کے وسط میں سیاہ داغ پڑ جاتے ہیں۔ سوزش اگر ہلکے درجے کی بھی ہو تب بھی بڑے بڑے سیاہ دھبے ڈال دینا اس بیماری کا خاصا ہے۔

روس میں ماہرین نے ایسے مریض بھی دیکھے ہیں جن کی سوزش پھیلتے پھیلتے ہڈیوں تک چلی گئی تھی۔

تشخیص: زخم کو کھرچنے کے بعد اس سے حاصل ہونے والے چھلکے اور رطوبت لیبارٹری میں بھیجے جائیں۔ بلکہ مریض کو براہ راست کسی اچھی لیبارٹری میں بھیجا جائے تو یہ کام وہ خود ہی کر کے ٹیسٹ کر لیں گے۔

ایک ایسے مریض کو جب ڈاکٹر قاضی عبدالرشید کے پاس بھیجا گیا۔ انہوں نے خود ہی اس کے زخموں کو کھرچا اور مناسب ٹیسٹ کے بعد یہ رپورٹ مہیا کی۔

Scrapings from the lesion on the posterior side of the left knee showed Taenia Concentricum.

یہ پھپھوندی کی ان قسموں میں سے ہے جو داد پیدا کر سکتی ہیں۔

شبہ کی صورت میں متاثرہ حصے کا ٹکڑا کاٹ کر Biopsy کروائی جا سکتی ہے۔ ایک آسان سی بیماری کے لئے اتنی زحمت معقول معلوم نہیں ہوتی۔

داد کی تمام قسموں کا علاج ایک ہی جگہ آخر میں دیا جا رہا ہے۔

ٹانگوں کی داد DHOBI'S ITCH (TINEA CURIS)

گھٹنوں سے اوپر اور ناف سے نیچے کے تمام علاقہ میں ہونے والی یہ خارش عام طور پر دوسروں کے زیر جامے استعمال کرنے سے ہوتی ہے۔ اس لئے یورپ میں بھی اسے "دھوبی کی خارش" کہا جاتا ہے۔ کہتے ہیں کہ یہ مردوں میں زیادہ ہوتی ہے کیونکہ:

- ان کا نیچے کا لباس ڈھیلا نہیں ہوتا۔
- ان کی صفائی عورتوں سے کم ہوتی ہے۔

گرم ملکوں میں زیادہ بیان کی گئی ہے۔ حالانکہ ہمارے ذاتی مشاہدات اس سے برعکس ہیں۔ اقوام مغرب میں فطری ضرورتوں کے بعد جسم کو دھونے اور طہارت کا رواج نہیں ہے۔ وہ نیچے کے بال صاف نہیں کرتے۔ اس لئے جسمانی نجاستوں کی غلاظت کے ساتھ پھپھوندی کا پیدا ہونا ایک لازمی امر ہے۔ یورپ میں یہ صورت حال زیادہ خراب ہوتی ہے۔ کیونکہ وہاں کے لوگ مہینوں نہیں نہاتے۔ جبکہ امریکہ میں اب نہانے کا شوق پیدا ہو گیا ہے جس سے اکثر نجاستیں دھل کر صاف ہو جاتی ہیں۔

ایک صاحب کو کسی نے نائیلون کا انڈرویئر اور ٹیرون کی پتلون کا تحفہ دیا۔ وہ ایک قومی اہمیت کے فریضہ میں ہمارے ساتھ مصروف تھے۔ شدید مصروفیت کے باعث گھر جانا' لباس تبدیل کرنا یا وقت پر کھانا بلکہ سونا بھی دو ہفتے ممکن نہ رہا۔

ایک روز کیا دیکھتے ہیں کہ وہ بار بار کھجلائے جا رہے ہیں۔ بلکہ کئی دفعہ وہ مجلس سے اٹھ کر کھجلانے کے لئے دوسرے کمرے میں بھی گئے۔ جب ان کو سمجھایا گیا کہ رفقاء کار میں غیر پاکستانی معززین بھی ہیں تو وہ پھوٹ پڑے کہ میں تو دو

راتوں سے سویا بھی نہیں۔ کھجلی نے بے حال کر دیا ہے۔

متعدد سوالات کے بعد بات سمجھ میں آئی کہ گرمی کے موسم میں پسینہ آتا رہا اور نہ تو وہ خشک ہوسکا اور نہ ہی ٹانگوں کو ہوا لگ سکی۔ پسینے کی تیزابیت نے کھال گلا دی اور اس پر پھپھوندی جلوہ افروز ہو کر ان کو بے حال کر گئی۔

بازار سے فوری طور پر ایک سوتی تہ بند منگایا گیا۔ نہانے کے بعد انہوں نے وہ پہنا۔ چند ایک معمولی دواؤں سے بھی تکلیف میں کافی کمی آگئی۔

مصنوعی ریشے سے بنے ہوئے لباس وزن میں ہلکے۔ وجاہت میں خوبصورت' دھونے میں آسان اور پہننے میں دیدہ زیب رہتے ہیں۔ لیکن یہ جلد کے لئے بدترین ہیں چونکہ ان میں ہوا نہیں آتی۔ اس لئے یہ پسینہ سوکھنے نہیں دیتے۔ گرم ملکوں میں جہاں پسینہ اگر خشک نہ ہو تو جلد کو گلا دیتا ہے۔ ان کا استعمال اچھی خاصی مصیبت ہے۔ خواتین میں لیکوریا کی اکثر مریضاؤں کو جب یہ نصیحت کی گئی کہ وہ ریشمی شلواریں کم سے کم استعمال کریں اور کم از کم رات کو سوتی لباس پہنیں تو اکثر خواتین میں اس سے زیادہ علاج کی ضرورت نہ پڑی۔

موٹے افراد کے کولھوں پر کھال کی تہیں اور اس کے نیچے چربی کے ذخیرے اور زیادہ پسینہ لاتے اور پھپھوندی کے قیام کی جگہ پیدا کر دیتے ہیں۔

پھپھوندی آس پاس کے علاقوں کی طرف پھیلتی رہتی ہے۔ جس سے بیماری سرین اور کمر کی طرف چل پڑتی ہے۔

یہ بیماری ابتدا میں سرخ دھبوں کی شکل میں ہوتی ہے۔ خارش بہت زیادہ ہوتی ہے پھر آس پاس میں پھیل کر گھٹنوں تک جاسکتی ہے۔ ان پر اکثر چھلکے آجاتے ہیں۔ کبھی کبھی دانوں میں پانی بھی پڑ جاتا ہے لیکن پیپ زیادہ تر نہیں ہوتی۔ اکثر دیکھا گیا ہے کہ شدید طور پر متاثرہ حصے کے علاوہ اس بیماری میں جلد سیاہ ہو جاتی ہے۔ بیماری اگر 18 انچوں سے محیط ہے تو آس پاس کے 12 انچ سیاہ پڑ جاتے ہیں جس سے بڑی بھیانک شکل نمودار ہو جاتی ہے۔

تشخیص: اس بیماری کی ہیئت اور علامات اتنی واضح ہوتی ہیں کہ تشخیص کے لئے کسی اضافی مدد کی ضرورت نہیں پڑتی۔ البتہ شبہ کی صورت میں لیبارٹری والے چھلکوں اور دانوں کو کھرچ کر پھپھوندی کے لئے ٹیسٹ کر سکتے ہیں۔

علاج

پھپھوندی کی تمام اقسام کا مشترکہ علاج اسی باب کے آخر میں درج ہے۔

پیروں کی داد ATHLETE'S FOOT

TINEA PEDIS

بدبودار پیر:

پھپھوندی کی متعدد قسمیں پیروں کو اپنی لپیٹ میں لیتی ہیں۔ چونکہ ہر قسم کے تخریبی اسلوب جدا ہیں اس لئے علامات یا ان کی شدت میں تھوڑا سا فرق موجود رہتا ہے بنیادی طور پر یہ بیماری شہری اور مہذب زندگی کا نتیجہ ہے۔ یہ عام طور پر بوٹ پہننے بلکہ ان کے ساتھ نائیلون کی جرابیں پہننے والوں کو ہوتی ہے۔

تسموں والے بوٹ اور جرابوں کا مطلب یہ ہے کہ پیروں کو تازہ ہوا نہ لگے۔ گرم ممالک میں جہاں پیروں کو کافی پسینہ آتا ہے یوں بند کر کے رکھنا ان کو بیمار کرنے کی دانستہ کوشش ہوتی ہے۔ اکثر لوگ صبح گھر سے بوٹ پہن کر نکلتے ہیں تو وہ رات ہی کو اترتے ہیں۔ دن بھر پسینے کی تیزی کے بعد جہاں سے بھی پھپھوندی گزرے ان پر حملہ آور ہو جاتی ہے۔ متعدد اصحاب ایسے دیکھے گئے ہیں کہ جب وہ بوٹ اتار رہے ہوں تو ان کے قریب کھڑا ہونا بھی

ممکن نہیں رہتا۔ ان کی جرابوں سے ایسی بدبو آتی ہے جیسے کہ کسی مردہ چوہے سے آتی ہے۔

ایک مشہور فلمی اداکار تشریف لائے۔ انہوں نے تسموں والے بوٹ پہنے تھے اور شکایت یہ تھی کہ پیروں کی انگلیاں گل گئی ہیں۔ طویل اور عریض بوٹ اور نائیلون کی موٹی جرابیں دیکھنے کے بعد مزید کسی تکلف کی ضرورت نہ تھی۔

ان کے اطمینان کے لئے بوٹ اترنے کے بعد والی بدبو سونگھی گئی۔ ان کو بوٹ اور جرابیں چھوڑنے کے مشورہ کے بعد ایک مرہم دی گئی جس سے وہ شفایاب ہو گئے۔

یہ بیماری عام طور پر ننگے پاؤں پھرنے' سوئمنگ پول میں نہانے یا دوسروں کی جراب یا بوٹ استعمال کرنے سے ہوتی ہے۔

بیماری کی ابتدا انگلیوں کے نیچے پیر کے تلوے یا چوتھی اور پانچویں انگلی کے درمیان سے ہوتی ہے۔ انگلیوں کے درمیان والی جگہ گل کر کھال اترنے لگتی ہے۔ کبھی ان میں شگاف بھی پڑتے ہیں اور پیپ بھی ہو سکتی ہے۔ اس میں پسینہ زیادہ آتا ہے اور خارش بھی زیادہ ہوتی ہے۔ ایڑھیاں پھٹ سکتی ہیں۔ اور اسی قسم کی علامات ہاتھوں پر بھی ہو سکتی ہیں۔

داڑھی کی داد RING WORM OF THE BEARD

یہ عام طور پر بالغ مردوں میں ٹھوڑی اور بالائی ہونٹ کے گردونواح میں لاحق ہوتی ہے۔ مغربی ماہرین کا خیال ہے کہ داڑھی یا اس کے علاقہ میں ہونے والی پھپھوندی کی یہ بیماریاں بالوں کی وجہ سے وہاں پیدا ہوتی ہیں اور انسانوں میں اس کی آمد گایوں' گھوڑوں وغیرہ قسم کے پالتو جانوروں کی بدولت ہوتی ہے۔

مغربی ممالک میں یہ بیماری کافی عام ہے۔ جہاں کے سب لوگ داڑھی منڈواتے ہیں اور وہ جانور بھی نہیں پالتے۔ پاکستان میں ہم نے کسی داڑھی والے بزرگ یا کسی مولوی کو اس میں مبتلا نہیں دیکھا۔ حالانکہ یہ لوگ اپنے آپ کو اس بیماری کے محفوظ رکھنے کی کوئی کوشش نہیں کرتے۔ اس کے برعکس جتنے بھی مریض دیکھے گئے وہ سب کے سب داڑھی منڈواتے تھے۔

اسلام نے اپنے ماننے والوں کو داڑھی بڑھانے اور مونچھیں کٹوانے کی ہدایت کی ہے۔ لیکن وہ لوگ جو سر پر بال رکھتے ہیں یا جنہوں نے داڑھیاں رکھی ہیں۔ ان کو نصیحت کی گئی کہ وہ اپنے بالوں کی تکریم کریں۔ اگر رکھے ہیں تو صاف ستھرا رکھیں۔ ان میں باقاعدگی سے کنگھی کرکے سنواریں۔ ایک مسلمان کی داڑھی اور کسی عیسائی راہب کی داڑھی کی ہیئت میں اتنا فرق ہوتا ہے کہ دور سے دیکھنے سے پتہ چل سکتا ہے کہ مسلمان کون ہے؟

اس مشاہدہ کا یہ مطلب بھی ہو سکتا ہے کہ چہرے کے بالوں کو صاف کرنے کے لئے جب اس پر استرا چلایا جاتا ہے تو ننھی ننھی خراشیں آجاتی ہیں اور ان میں پھپھوندی کو اپنے قدم جمانے کا موقع مل جاتا ہے۔ دوسری صورت میں حجام سے شیو کروانے والے اپنے آپ کو متعدد خطرات سے دوچار کرتے ہیں۔ وہ استرا جو ہر قسم کے لوگوں کے چہروں پر پھرتا رہتا ہے ایڈز سے لے کر آتشک تک کے جراثیم سے لبریز ہو سکتا ہے۔ کوئی معقول آدمی ایسے آلودہ اوزار کو اپنے چہرے پر پھروانا پسند نہیں کرے گا۔ لیکن کچھ اصحاب ایسے ہیں جو بڑے شوق سے اس کام کے لئے صبحدم کسی حجام کے یہاں جاتے ہیں اور بڑے خوش واپس آتے ہیں۔ حجام سے براہ راست مناسبت رکھنے والی بیماریوں میں ایک جراثیمی سوزش Sycosis Barbae اسی کے پیشے کے نام سے موسوم ہے۔ کچھ حجام روایتی استرے کی بجائے نئی ترکیب میں ادھ بلیڈ کاٹ کر ایک ہولڈر میں پھنسا کر داڑھی مونڈ رہے ہیں۔ یہ تبدیلی گاہکوں کے مفاد میں ہے۔ لیکن اس برش کا کیا کیجئے گا جس کو صابن لگ کر ہر شخص کے

چہرے پر پھرتا ہے۔ استرے کی خراشوں کے بعد برش وہاں پر رنگ برنگے جراثیم چھوڑ سکتا ہے۔

ہم نے حجام سے حاصل ہونے والی سوزشوں کے ہزاروں مریض دیکھے ہیں اور ان میں سے جن کو ہماری بات سمجھ آگئی پھر بیمار نہیں ہوئے۔ لوگوں نے اس بیماری کو پیدا کرنے والی پھپھوندی کی اقسام کی بڑی لمبی تعداد روایت کی ہے۔ زخموں سے تسمہا قسم کی پھپھوندیوں کی دریافت بڑی واضح ہے کہ بیماروں کی متعدد قسمیں اس کے یہاں آتی رہیں اور اس نے اپنی حاصل کردہ غلاظتوں کو اسی حساب سے آگے چلا دیا۔

علامات: عام طور پر مردوں میں ہوتی ہے اور ہونی بھی چاہئے لیکن کبھی کبھی یہ کسی خاتون کے چہرے پر ناک کے ساتھ بالائی ہونٹ پر بھی مل جاتی ہے۔ ممکن ہے کہ یہ سوزش اس کو اپنے کسی عزیز یا خاوند سے حاصل ہوئی ہو۔

بیماری جب سطحی ہو تو سرخ رنگ کے دھبے نمودار ہوتے ہیں جن میں سوزش کے جملہ آثار موجود ہوتے ہیں۔ ان میں پیپ بھی پڑ سکتی ہے اور اس میں جب دانے نمودار ہوتے ہیں تو ان میں علیحدہ علیحدہ پیپ پڑتی ہے۔ پھر ان پر چھلکے آتے ہیں۔ بال بھر بھرے ہو جاتے ہیں۔ اکثر اوقات بالوں سے محروم جزیرے بھی نظر آتے ہیں۔ بعض زخموں کو غور سے دیکھیں تو ان میں سیاہ دانے نظر آتے ہیں جو کہ ٹوٹے ہوئے بالوں کی جڑیں ہوتی ہیں۔ پیپ نہ بھی پڑے تو ان سے لیسدار رطوبتیں خارج ہوتی ہیں۔ جن پر آس پاس کے بال جڑ جاتے ہیں اور یہی لیسدار مادے بیماری کو گردن تک لیجانے کا ذمہ بھی لے لیتے ہیں۔

بیماری اگر گہرائی میں چلی گئی ہو تو زخموں کے مندمل ہونے کے بعد بڑے بد صورت کرنے والے داغ رہ جاتے ہیں۔ ان داغوں سے بال ختم ہو جاتے ہیں۔

اکثر اوقات ایک علاقہ سے کئی مریض دیکھنے میں آتے ہیں۔ مریضوں کو بیماری کا سبب سمجھانے کے علاوہ ایسا علاج دیا جائے کہ وہ جلد شفایاب ہو جائیں تاکہ بیماری آگے نہ

پھیل سکے۔

تشخیص کا طریقہ وہی ہے جو دوسری اقسام میں ہوتا ہے۔ البتہ آج کل کے بعض ماہر زخموں سے حاصل ہونے والے مواد کو لیبارٹری میں پرورش یعنی Culture بھی کر رہے ہیں۔

چہرے کی داد RING WORM OF THE FACE

مردوں میں داڑھی پر سوزش ہوتی ہے۔ جبکہ خواتین اور بچوں میں داد کی بیماری براہ راست یا جانوروں سے کھیلنے یا جسم کے کسی دوسرے حصے سے پھپھوندی وصول کرکے وہاں پر داد کی بیماری شروع ہو جاتی ہے۔

ابتدا سرخ داغ سے ہوتی ہے جس میں جلن ہوتی ہے پھر چھلکے آتے ہیں۔ اسے دوسری بیماریوں سے پہچاننا بعض اوقات مشکل ہو جاتا ہے۔ ماہر ڈاکٹروں کا ایک گروہ 25 میں سے 17 مریضوں کی صحیح تشخیص کرسکا۔ داغ پڑنے کے ساتھ جو زخم نمودار ہوتے ہیں وہ داد کی کتابی شکل یعنی گولائی میں ہوتے ہیں۔ پھولے ہوئے کنارے' مرکز میں سرخی اور چھلکے یا چھوٹے چھوٹے دانے جن سے لیسدار رطوبت نکلتی رہتی ہے۔ جن میں کبھی کبھار پیپ پڑتی ہے۔ بعض مریضوں میں صرف گول سرخ داغ نظر آتے ہیں جو کھردرے اور جلد کی سطح سے قدرے بلند ہوتے ہیں۔

ایسے مریضوں کو چہرے پر کسی قسم کا کوئی لوشن یا کریم وغیرہ لگانے سے پہلے کسی ماہر ڈاکٹر سے مشورہ کرلینا چاہئے۔ کیونکہ ان میں سے اکثر بیماری میں اضافہ کا باعث ہوسکتے ہیں۔

سر کی داد RING WORM OF THE SCALP

سر کی جلد اور بال پھپھوندی کے لئے بڑے مقبول مقامات ہیں۔ بالوں کو متاثر کرنے کے بعد

یہ پلکوں اور بھنوؤں کو متاثر کرتی ہے۔ عام طور پر بچوں کو ہوتی ہے۔ بڑھنے والے بالوں پر بڑی رغبت سے حملہ آور ہوتی ہے۔ اگر کلاس میں ایک بچے کے بالوں میں یہ تکلیف موجود ہو تو اس کے پاس بیٹھنے والے اکثر بچوں کے بالوں کا معائنہ کرنے پر ان میں پھپھوندی کی موجودگی کا پتہ چلایا جاسکتا ہے۔ خواہ ان میں ظاہری طور پر کوئی علامات موجود نہ ہوں۔

سب سے پہلے یہ جلد پر قبضہ جماتی ہے۔ پھر وہاں سے بالوں پر اثر انداز ہوتی ہے۔ اکثر بالوں کی لمبائی کے نصف پر حملہ ہوتا ہے۔ بلکہ اسے تین اقسام میں دیکھا جاسکتا ہے۔ بال کی لمبائی کے ساتھ ساتھ Endothrix اور Ectothrix بیماری بال کے اندر گھس جاتی ہے اور اسے جڑ سے توڑ دیتی ہے۔ زرد رنگ کے پیالے سے بنتے ہیں اور ہر بال کے اندر ہوا کے بلبلے دیکھے جاسکتے ہیں۔

علامات: بیماری کی علامات حملہ کرنے والی پھپھوندی کی قسم پر منحصر ہیں۔ عام طور پر چھوٹے چھوٹے جزیرے سے بنتے ہیں۔ جو تعداد میں زیادہ بھی ہوسکتے ہیں۔ ان پر معمولی سے چھلکے آتے ہیں۔ پانی رستا ہے۔ کبھی پیپ بھی آسکتی ہے۔ خارش اور جلن زیادہ نہیں ہوتی ۔ اکثر اوقات بیماری یہیں تک محدود رہتی ہے۔ کچھ بال گرتے ہیں اور قریب کے بالوں کی چمک جاتی رہتی ہے۔

بیماری کی ایک اور شکل FAVUS کہلاتی ہے۔ جسے مشرق وسطی اور جنوبی افریقہ میں زیادہ طور دیکھا گیا ہے۔ جبکہ ہم نے اسے وادی کشمیر اور چترال کے دیہات میں کثرت سے دیکھا ہے۔ وہ بدقسمت لوگ جو جسمانی صفائی سے لاپرواہی کے علاوہ سر پر ہر وقت ٹوپی پہنے رہتے ہیں اس کا شکار ہوتے ہیں۔ کپڑے کی ٹوپیوں میں پھپھوندی کی افزائش ہوتی رہتی ہے۔ ہر وقت پہنے رہنے کی وجہ سے سر کی جلد کو ہوا بھی نہیں لگتی اور اس طرح بیماری بڑھتی رہتی ہے۔

سر کے بالوں کے ارد گرد زرد رنگ کے پیالے کی شکل کے گڑھے سے نمودار ہوتے

رہتے ہیں جن کو Scutulla کہتے ہیں۔ سر میں چھالے، چھلکے، ان سے رسنے والی لیسدار رطوبت ہر وقت رہتے ہیں۔ ان میں اکثر پیپ پڑ جاتی ہے اور یہ باقاعدہ زخموں کی صورت اختیار کر لیتی ہے۔ زخم بھر جائیں تو وہاں پر بدنما داغ نمودار ہوتے ہیں۔ بلکہ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ جیسے جلنے کے بعد جلد کی شکل باقی رہ جاتی ہے۔ ان داغوں میں بال نہیں ہوتے۔ یعنی جتنا حصہ متاثر ہوا تھا، گنجا ہو گیا۔ ایسے کئی ٹکڑے دیکھنے میں آسکتے ہیں۔ ان داغوں کے قریب کے بال بھی جھلسی ہوئی حالت میں ہوتے ہیں۔ لیسدار مادے ان کو آپس میں چپکا دیتے ہیں۔ کھجلانے کے لئے ہاتھ جب بار بار ادھر جاتے تو پھپھوندی ناخنوں کو بھی اپنی لپیٹ میں لے لیتی ہے۔ اور اس طرح سر کے ساتھ ہاتھوں کے ناخن بھی آلودہ ہو جاتے ہیں۔ اگرچہ یہ بیماری قابل علاج ہے۔ لیکن زخم بھرنے کے بعد نئے بال اگنے کا کوئی امکان نہیں ہوتا۔ اس لئے علاج میں تاخیر ہمیشہ کے لئے گنج کا باعث بن سکتی ہے۔

سر میں داد کی دوسری شکل Kerion کہلاتی ہے۔ جس میں سوزش شدید ہوتی ہے۔ کئی مقامات پر پھوڑے کی طرح کے بڑے بڑے ابھار پیدا ہوتے ہیں۔ جس کے ساتھ بالوں کی جڑوں میں اور ان کے ساتھ پیپ والے دانے نمودار ہوتے ہیں۔ چونکہ یہ اضافی سوزش بھی ہے۔ اس لئے درد کافی ہوتا ہے۔ بلکہ سر کی پوری جلد دکھتی ہے۔ کبھی کبھار بخار بھی ہو سکتا ہے۔ کان کے پیچھے اور گردن میں غدودیں پھول کر گٹھلیاں بن جاتی ہیں۔ زخموں سے پیپ اور لیسدار رطوبتوں کا مسلسل اخراج ہوتا رہتا ہے۔ یہی مادے جم کر ایک سخت سی جھلی بنا دیتے ہیں۔ جو خشک ہو کر تکلیف میں مزید اضافہ کا باعث بنی رہتی ہے۔

زخموں کے بھرنے کے بعد بدنما داغ، گنج یقینی انجام ہیں۔ اس لئے علاج جتنی جلدی ہو سکے شروع کر دیا جائے۔

Kerion اور Favus سر کی جلد کی بدترین بیماریاں ہیں۔ ان کا شبہ ہونے پر مزید تصدیق کے لئے لیبارٹری سے رجوع کرنا ضروری ہے۔ اس سلسلے میں ہم نے پروفیسر طاہر سعید

ہارون کے لطف و کرم سے رجوع کیا۔ چونکہ میو ہسپتال کے محکمہ امراض جلد میں روزانہ اس قسم کے درجنوں مریض آتے ھیں ۔ اس لئے ہم نے ان ہی کی لیبارٹری سے کچھ مریضوں کی ٹیسٹ رپورٹیں حاصل کیں۔ جو یوں ہیں۔

The stained Smear showed Mycellia, Hypha & Spores.

عام حالات میں یہ اطلاع بیماری کی تشخیص کے لئے کافی ہے۔ اور یہ طے ہو گیا کہ مریض کو پھپھوندی سے ہونے والی سوزش لاحق ہے۔ اس کے برعکس ایسے مریض کثرت سے پائے جاتے ہیں جن کو سوزش بلاشبہ موجود ہے۔ لیکن رپورٹ میں وہ نظر نہیں آتی۔ اس کا ہرگز یہ مطلب نہیں کہ تشخیص تبدیل کر دی جائے۔ بلکہ حالات کا تقاضا یہ ہے کہ مزید تحقیقات کی جائے۔

ایسے ہی ایک مریض کے سلسلہ میں جب یہ رپورٹ ملی کہ سر کے زخموں سے چھلکے کھرچ کر ٹیسٹ کرنے کے باوجود وہاں سے کچھ نہیں ملا تو لیبارٹری کے انچارج ڈاکٹر عبد الرحمان صاحب سے رابطہ قائم کیا گیا۔ وہ اس مریض کے زخموں سے مواد حاصل کر کے اس کو کلچر کرنے پر تیار ہو گئے۔ یہ ایک مشکل کام ہے جسے خصوصی حالات اور تجربہ کے بعد ہی کیا جا سکتا ہے۔

ڈاکٹر عبد الرحمان نے کلچر کے بعد یہ رپورٹ مہیا کی۔

The smear from the scalp lesion was incubated on a culture medium for 30days. The observations are :-

The culture showed a growth of TAENIA VERRUCOSUM.

اس رپورٹ سے یہ ثابت ہو گیا کہ مریض کو پھپھوندی کی سوزش تھی۔

ناخنوں کی داد: اس کا ذکر اور علاج ناخنوں کی بیماریوں کے عنوان تلے موجود ہے۔

منہ کی بیماریاں STOMATITIS (THRUSH)

منہ میں سوزش متعدد اسباب سے ہو سکتی ہے۔ جن میں اہم ترین منہ اور دانتوں کی صفائی سے اجتناب یا کھانا کھانے کے بعد منہ اور دانتوں کو صاف نہ کرنا۔ تمباکو پینا، تمباکو چبانا (نسوار) مصالحہ دار غذائیں۔ شراب نوشی کی کثرت منہ کے اندر سوزش پیدا کر سکتے ہیں۔ پیٹ کی خرابی کی وجہ سے منہ میں سوزش یا ہر وقت لعاب بھرا رہنا علیحدہ مسئلہ ہے۔ متعدی بیماریوں اور جسمانی کمزوریوں کی وجہ سے بھی منہ پک جاتا ہے۔

چھوٹے بچوں کے منہ اکثر پک جاتے ہیں۔ ان میں زبان اور گالوں کی اندر کی طرف سفید دھبے نظر آتے ہیں۔ جن لوگوں کو علاج کے سلسلہ میں زیادہ عرصہ تک جراثیم کش دوائیں Antibiotics کھلائی گئی ہوں۔ یا وہ کورٹی سون، آیوڈین، سونا یا پارا کے مرکبات کھا رہے ہوں تو ان کے منہ میں پھپھوندی پیدا ہو جاتی ہیں۔ آج کل جراثیم کش دوائیں پھپھوندی سے بنتی ہیں۔ اس لئے جب کسی شخص کے جسم میں پھپھوندی کی وجہ سے کوئی سوزش موجود ہو تو وہ اس علاج سے بڑھتی ہے۔ جسمانی کمزوری اور منشیات ان کے پھیلاؤ کا باعث بنتے ہیں۔

منہ کے اندر سفید داغ، دھبے نمودار ہوتے ہیں۔ جن کو آسانی سے کھرچا جا سکتا ہے۔ مگر بعد میں ان مقامات سے خون نکلتا ہے۔ زخم کی شکل بن جاتی ہے۔ اور یہ تکلیف منہ سے گلے کی سمت بھی جا سکتی ہے۔ اکثر لوگوں کا منہ بار بار پکتا اور ان سے زخم بن جاتے ہیں۔ کھٹی چیزیں اور مرچیں بہت لگتی ہیں۔ جب یہ کیفیت بڑھ جائے تو ہر چیز کھانے سے درد ہوتا ہے۔ بلکہ چبانے کی اذیت اور منہ میں بنی سرنگوں کی وجہ سے نگلنا ایک دوسری مصیبت بن جاتا ہے۔ یہ بیماری عام ہے۔ لیکن بد قسمتی سے "AIDS" کی ابتدائی علامات میں منہ پکنا بھی شامل ہے۔ تشخیص

کے لئے منہ کے کسی بھی زخم کو چھیلنے اور ٹیسٹ کرنے کے لئے لیبارٹری میں بھیجا جاسکتا ہے۔

علاج

1- درد کی شدت کو کم کرنے کے لئے سکون آور گولیاں چوسنے کو دی جاتی ہیں۔

2- پھپھوندی پر اثر انداز Mycostatin یا Nystatin کی چار گولیاں روزانہ چوسی جائیں۔

3- وقتی آرام کے لئے Bon jela - Somogel مشہور ہیں۔ اس فہرست میں حال ہی میں -/53 روپے کی مرہم Dakatrin Oral Jelly کا اضافہ ہوا ہے جو کہ پھپھوندی کی دوا ہے۔

4- منہ کو صاف کرنے والی ادویہ Mouth Wash مفید ہیں۔ یہ مختلف اداروں کے بنے آتے ہیں۔ جن میں جراثیم کش ادویہ کے ساتھ خوشبو بھی شامل ہوتی ہے۔ ایک دکان پر 700 روپے کا منہ صاف کرنے کا لوشن بھی دیکھا گیا ہے۔

5- دانتوں کے ڈاکٹر مسوڑھوں پر کتھہ' لونگ' ٹنکچر آیوڈین کا مشہور مرکب Gum Paint کے نام سے لگاتے ہیں۔ یہ مفید ہے۔

6- دانتوں کی مشہور دوائی Talbot Iodine لگانی مفید ہے۔ گلے میں لگانے والی Mendle's Paint بنیادی طور پر آیوڈین اور گلیسرین سے بنتی ہے۔ اس لئے مفید ہے۔ ورنہ عام ٹنکچر آیوڈین منہ کے لئے زہریلی ہے۔

ان تمام ادویہ میں سب سے بڑی خرابی آیوڈین ہے۔ اکثر مریضوں کو اس سے حساسیت پیدا ہوجاتی ہے۔ ہم نے ایک خاتون کے منہ میں آیوڈین والا لوشن لگنے کے بعد ردعمل کے طور پر سانس بند ہوتے بھی دیکھا ہے۔ جس کو ٹھیک کرنا معالجوں کے لئے مسئلہ

بن گیا۔

طب نبویؐ

منہ کی سوزش کے لئے سب سے بڑی اکسیر مہندی ہے۔ اس کے پتے لے کر ان کو پانی میں چائے کی مانند ابال کر چھان لیں۔ اس پانی سے دن میں 4--3 مرتبہ کلیاں کرنے سے منہ کے زخموں کی جلن اور درد جاتی رہتی ہیں۔ جن مریضوں کے منہ میں بیماری کا زیادہ زور تھا۔ ان کے لئے اس پانی میں تھوڑی مقدار میں پھلوں کا سرکہ بھی ملا دیا گیا۔ اس سے فوائد میں خاطر خواہ اضافہ ہوگیا۔ اطباء قدیم نے منہ کے زخموں کے لئے طب نبویؐ سے ایک بڑا دلچسپ نسخہ ترتیب دیا ہے۔:

کلونجی کو توے پر جلا کر راکھ بنالیں۔ اس راکھ کو سرکہ میں حل کر کے منہ کے اندر لگایا جائے۔

یہ نسخہ منہ کے زخموں کے لئے بلاشبہ مفید ہے۔ مسوڑھوں کی سوجن بلکہ کیڑا لگے دانت کے درد کے لئے صحیح معنوں میں اکسیر ہے۔ جب منہ میں زخم زیادہ ہوں تو خالص سرکہ ان پر لگے گا۔ اگرچہ بعد میں فائدہ ہو جائے گا۔ اس اذیت سے بچانے کے لئے اگر ابتدا میں مہندی والے پانی میں سرکہ ملا کر دو ایک دن لگایا جائے تو زخم کچے نہ رہیں گے۔ جب وہ مندمل ہونا شروع ہو جائیں تو رفتار کو تیز کرنے کے لئے کلونجی اور سرکہ کا مرکب استعمال کرنے میں کوئی مضائقہ نہیں۔

کچھ مریضوں میں ہم نے نسخہ میں یوں تبدیلی کی۔:

برگ مہندی	—— 50 گرام
صعتر فارسی	—— 15 گرام
مرکی	—— 10 گرام

پانی ——— 750 گرام

ان کو 10 منٹ ہلکی آنچ پر پکانے کے بعد چھان لیا گیا۔

اس نسخہ میں مرکی اور صعتر فارسی مختلف ملکوں میں منہ کی بیماریوں کے لئے باقاعدہ طور پر تجویز کی جاتی رہی ہیں۔ مرکی کا برطانوی ٹنکچر Tr.Myrrh کے نام سے منہ کے زخموں کے لئے سو سال سے استعمال میں ہے۔ صعتر فارسی کا جزو عامل Thymol ایک مسلمہ جراثیم کش دوائی ہے۔ برٹش فارموکوپیا میں بھی اسے منہ کے زخموں اور آنتوں کے طفیلی کیڑوں کے لئے ثقہ دوائی تسلیم کیا گیا ہے۔ یہ نسخہ جتنے مریضوں کو دیا گیا ان کے لئے سرکہ کے اضافہ کی ضرورت محسوس نہ کی گئی۔ کیونکہ دو تین دن میں اکثر زخم غائب ہو چکے تھے۔ علامات ختم ہو گئی تھیں۔ اس لئے تبدیلی کی ضرورت نہ رہی۔

منہ کے زخموں میں پھریری سے شہد لگانا بھی ایک عرصہ سے بڑا مقبول طریقہ رہا ہے۔ ہم نے زخموں کے اسباب میں ایک اہم مسئلہ وٹامن "C" کی کمی کو بھی توجہ میں رکھا۔ احادیث میں سنگترے کو مفرح بتایا گیا ہے۔ ہم نے سنگترے کے پانی میں شہد ملا کر دیا۔ جس سے سنگترے اور شہد کے اپنے اپنے فوائد کے ساتھ وٹامن "C" کی مطلوبہ مقدار بھی حاصل ہوتی اور زخم اس ترکیب سے زیادہ جلد مندمل ہو جاتے ہیں۔

منہ کے کناروں کا پھٹنا

CHEILOSIS ANGULAR STOMATITIS

اندر کا منہ پکنے کے بعد کناروں کا متاثر ہونا ایک لازمی امر ہے۔ مگر اتفاق سے ایسا ہمیشہ نہیں ہوتا۔ بلکہ منہ میں دانت اگر غلط لگے ہوں۔ خاص طور پر اوپر کے دانتوں میں خرابیوں کی وجہ سے مسوڑھوں میں سوزش ہو جائے تو منہ کے کنارے پک جاتے ہیں۔

جب منہ سے دانت نکل جائیں تو منہ کو زیادہ زور سے بند کرنا پڑتا ہے۔ منہ بند کرنے کے بعد کناروں پر بوجھ کے ساتھ جلد کی تہ بھی بن جاتی ہے۔ ایسے میں وہاں پر پھپھوندی کا آنا روزمرہ کا مشاہدہ ہے۔

ابتدا میں منہ کھولنے پر کناروں میں ہلکا سا درد ہوتا ہے۔ تھوڑا عرصہ منہ اگر بند رہے تو کھولنے پر ایسا لگتا ہے جیسے کہ کناروں پر زخم ہیں۔ یہ زخم کناروں سے نکل کر منہ کے دونوں اطراف کی طرف بڑھتے ہیں۔ عام حالات میں یہ زیادہ بدنما نہیں لگتے بلکہ لعاب دہن کے خوشگوار اثرات کی وجہ سے زخموں میں پھیلاؤ بھی نہیں آتا اور ان پر جلد ہی چھوٹے چھوٹے چھلکے آجاتے ہیں۔ یہ چھلکے ہر مرتبہ منہ کھولنے سے درد کرتے ہیں یا تھوڑے سے اکھڑ جاتے ہیں۔ جس سے ایک زخم نمودار ہوجاتا ہے۔ یہ بیماری عام طور پر شدید نہیں ہوتی۔ لیکن تکلیف دہ ہونا ایک حقیقت ہے۔

علاج

پھپھوندی کے خلاف اثر رکھنے والی جدید ادویہ میں سے کوئی ایک بھی باقاعدہ لگائیں۔ لوشن کی بجائے مرہم کا لگانا زیادہ آرام دہ ہوتا ہے۔ مریض کو دوچار دن میں ہی فائدہ محسوس ہونے لگتا ہے۔ جب مریض خود کو بہتر محسوس کر رہا ہو تو اس کو مزید علاج کرنے پر آمادہ کرنا بڑا مشکل کام ہے۔ اس لئے علاج ترک ہو جاتا ہے اور کچھ عرصہ بعد یہی تکلیف پھر سے معرض وجود میں آجاتی ہے۔

اس تکلیف کا علاج کرنے سے پہلے منہ میں دانتوں کا مسئلہ ٹھیک ہو جانا چاہئے۔ کیونکہ منہ بند ہونے پر ہونٹوں کے جوڑ پر معمول سے زیادہ دباؤ اور بڑی شکنیں پڑیں گی تو کناروں کا پھٹ جانا روزمرہ کا معمول بن جائے گا۔

طب نبویؐ

مہندی کے پتوں کو روغن زیتون میں ابال کر منہ کے کناروں پر دن میں 3-2 مرتبہ لگانا ضرورت کے لئے کافی رہتا ہے۔ کسی بھی مریض کا کبھی ایک ہفتہ لگاتار علاج نہیں کیا گیا۔ نسخہ کو مزید بہتر بنانے کے لئے اس میں صعتر یا مرکمی بھی ملائے جاسکتے ہیں۔ اور ان تمام چیزوں کا جراثیم کش ہونا ایک مسلمہ حقیقت ہے۔

داد قوبا CANDIDIASIS (MONILIASIS)

پھپھوندی سے ہونے والی یہ ہلکے درجے کی سوزش ہے جو ایک خصوصی قسم Cadidiasis Albicans کی وجہ سے ہوتی ہے۔ یہ قسم جسم کے ان حصوں پر حملہ آور ہونا پسند کرتی ہے جہاں پر نمی رہتی ہے اور ہوا کا کم سے کم گزر ہو۔ اس لئے بالوں اور ناخنوں پر زیادہ زور سے حملہ آور نہیں ہوتی۔ البتہ ناخن جب اس کی زد میں آجائیں تو ان کا رنگ بگاڑ دیتی ہے۔

اس کے زیادہ تر شکار وہ لوگ ہوتے ہیں جن کو کمزور کردینے والی بیماریاں لاحق ہوں۔ جیسے کہ حمل، غذائی کمی، موٹاپا، ذیابیطس اور غدودوں کی بیماریاں چھوٹے بچوں کے منہ کے اندر سفید داغ پیدا کرتی ہیں۔ بڑوں میں جوڑوں کے اردگرد، رانوں کے آخر میں، پیروں کی انگلیوں کے درمیان، چھاتیوں کے نیچے، بغلوں کے اندر اس کے داغ نمودار ہوتے ہیں۔

پیروں کی انگلیوں کے درمیان سرخ اور لیسدار داغ پڑتے ہیں۔ کھال گل کر لٹکنے لگ جاتی ہے۔ جسمانی سوراخوں کے اردگرد خارش ہوتی ہے۔ منہ پک جاتا ہے اور خواتین میں شدید قسم کا لیکوریا جس میں گاڑھا، لیسدار اور بدبودار پانی خارج ہوتا رہتا ہے۔ ہم نے

مشاہدہ کیا ہے کہ وہ خواتین جو نائیلون کی انگیا زیادہ استعمال کرتی ہیں یا ریشمی قمیض اور شلوار ان کا روزمرہ کا لباس ہے ان کو یہ تکلیف زیادہ ہوتی ہے۔ ان میں سے اکثر نے جب سوتی کپڑے شروع کئے تو بیماری کی شدت میں کمی اور علاج کے بغیر کمی آ گئی۔

کچھ مریض ایسے دیکھے گئے ہیں جن کو پھپھوندی کی عمومی سوزش کی مانند گول یا بیضوی داغ نہیں ہوتے۔ لیکن کہنیوں، گھٹنوں وغیرہ کے اندر کی طرف معمولی کھجلی رہتی ہے۔ پھر اس پر چھلکے آتے ہیں۔ یہ چھلکے کھجلا کر یا مرہم لگا کر اتارے جائیں تو پھر سے پیدا ہو جاتے ہیں۔ یہ بیچارے سالوں علاج میں مصروف رہتے ہیں اور بیماری ان کے ساتھ آنکھ مچولی کھیلتی رہتی ہے۔

تشخیص: کا طریقہ وہی ہے کہ چھلکوں اور رطوبت کو لیبارٹری سے ٹیسٹ کروا لیا جائے۔

علاج

1- Nystatin کی دو گولیاں روزانہ

2- Nizarol یا Ketoconazole 200 ملی گرام کی ایک گولی صبح، شام کہتے ہیں کہ یہ دوائی چھیپ کے خلاف بھی مفید ہے۔

3- Diflucan کے 50 ملی گرام کا ایک کیپسول روزانہ۔

مقامی استعمال کے لئے:

Whitfield's Onitt-Castellani Paint -Tolciclate Powder/Cream -1% gentian Violet Lotion -25% Sod. Thiosulphate Nystatian Cream -Travogen- Travocort Exoderil Cream/Lotion.

یہ تمام ادویہ مشہور ہیں۔

ان میں سے اکثر دواؤں کو بدل بدل کر کئی ماہ استعمال کرنا ضروری ہوتا ہے۔

طب نبویؐ

منہ میں پھپھوندی کی سوزش کے بیان کے سلسلہ میں جن چیزوں کا ذکر کیا گیا ہے۔ ان میں سے کوئی ایک بھی مفید ہوگی۔ اندام نہانی اور منہ کے زخموں میں خالص سرکہ جلن پیدا کر سکتا ہے۔ ان جگہوں کے لئے تھوڑا سا پانی ملا لیا جائے۔

باقی جسم کے مقامات کے لئے صعتر فارسی، کلونجی، مرمکی، سناء مکی، لوبان، مہندی میں سے جو بھی پسند کیا جائے اس کو سرکہ میں ملا کر لگائیں اور چند روز میں فرق نہ پڑے تو مایوس نہ ہوں۔ جب داغ دور ہو جائیں تو متاثرہ مقامات پر دوائی اس کے باوجود لگائی جاتی رہے۔

لیکیوریا

بنیادی طور پر یہ رحم کے منہ کی سوزش ہے جو جراثیم کی متعدد قسموں، غلاظت، طفیلی کیڑوں، خون کی کمی، ریشمی شلواروں کے مسلسل استعمال اور پھپھوندی کی وجہ سے ہوتی ہے۔

صحیح طریقہ علاج یہ ہے کہ سب سے پہلے سبب کو معلوم کیا جائے —— رحم کے منہ سے رطوبت کا ایک قطرہ لے کر سلائیڈ پر لگا کر خوردبین تلے دیکھا جائے۔ عام طور پر اس سے سبب کا فیصلہ ہو جاتا ہے۔

طب جدید میں Canesten یا Nystatin کی اندر رکھنے والی گولیاں آتی ہیں۔ ان کو ہر رات اندر رکھ کر پھپھوندی کا علاج کیا جاتا ہے۔ جبکہ طفیلی کیڑوں کی سوزش کے لئے Vegitabs کی گولیاں اندر رکھی جاتی ہیں اور کھانے کے لئے Flagyl-400 کی ایک گولی

روزانہ ہفتہ بھردی جاتی ہے۔

ہم نے کھانے کے لئے نہار منہ بڑا چمچہ شہد پانی میں' 4/5 کھجوریں دیں۔ دن میں کم از کم 2 مرتبہ گرم پانی اور منہ دھونے والے صابن سے طہارت کروائی گئی اور سوزش زیادہ کی صورت میں 4 گرام قسط شیریں صبح' شام کھانے کے بعد۔ مقامی طور پر سرکہ' مہندی اور کلونجی والا لوشن ذرا پانی ملا کر روئی میں ڈبو کر اندر رکھا گیا۔ یہ جدید علاج سے مفید اور زود اثر ثابت ہوا۔

پھپھوندی کی اکثر قسموں کا علاج ان کے ساتھ بیان کردیا گیا ہے۔ لیکن یہ علاج جامع اور ہر قسم کے لئے مفید ہیں۔

پھپھوندی کے علاج

کسی بھی مریض کا علاج شروع کرنے سے پہلے یہ بات واضح رہے کہ بیماری آسانی سے دور ہونے والی نہیں ہے۔ اس لئے علاج کو بار بار تبدیل کرنے کی ضرورت پڑتی رہے گی۔ مریض اگر کسی ہوسٹل میں مقیم ہے یا وہ کسی بڑے خاندان کا حصہ ہے تو دوسرے افراد کو بیماری کی زد میں آنے سے بچائے رکھنا معالج کی اہم ذمہ داری ہے۔ دوسرے الفاظ میں علاج میں ایسی ترکیب استعمال کی جائے کہ پھپھوندی کا زور ٹوٹ جائے۔

-1 Griseofulvin ابھی تک وہ منفرد دوائی ہے جو کھانے کے بعد 3 گھنٹوں میں خون میں جاکر جس جگہ بھی پھپھوندی موجود ہو اسے مارنے کی کوشش کرتی ہے۔ اسے کھانے کے بعد دینا زیادہ مفید ہوتا ہے۔ دیکھا گیا ہے کہ اس کے ساتھ نیند کی گولیاں دینا۔ شراب پینا یا دل کی بیماریوں کی دوائیں خرابیاں پیدا کرسکتی لیکن اس کی افادیت بعض حالات میں ایسی شاندار ہے کہ سر کی پھپھوندی میں اس کی پہلی خوراک کے بعد ہی فوائد

کا مشاہدہ کیا جا سکتا ہے۔ چھیپ میں یہ بے کار ہے۔ جبکہ ناخنوں کی سوزش میں اسے مہینوں دینا پڑتا ہے۔

عام طور پر 2--1 گولیاں کھانے کے بعد کافی رہتی ہیں۔

2- ٹنکچر آیوڈین بڑی سستی اور عمدہ دوائی ہے۔ لیکن چہرے پر داغ دیتی ہے۔ جس حصہ کی جلد نازک ہو اسے اتار دیتی ہے۔ اس میں پانی ملا کر تھوڑے عرصہ تک استعمال کیا جا سکتا ہے۔

3- Whitfield's Ointt -- Castellinis Paint- پرانی اور قابل اعتماد مرہمیں ہیں۔

4- آج کل بازار میں Norisone-c-Nystatin Colotrim- Canesten -Trosyd -Tineafax -Travacort -Travagen کے نام سے مختلف مرہمیں ملتی ہیں۔ ان میں سے ہر مرہم مفید ہے۔ لیکن بیماری بڑی غیر یقینی ہے۔ اس لئے یہ امکان موجود ہے کسی مریض کے لئے دوائی کی نوعیت بار بار تبدیل کرنی پڑے۔ ویسے دوائی کو بدل کر استعمال کرنا ہمیشہ اچھا رہتا ہے۔

ان میں سے اکثر کی قیمت زیادہ ہے۔ جب دو چار داغوں پر کوئی بھی مرہم کچھ عرصہ لگائی جائے تو اخراجات شریفانہ حدود سے تجاوز کر جاتے ہیں۔ حال ہی میں پھپھوندی کے علاج کے لئے کچھ نئی ادویہ آتی ہیں۔

Diflucan کی 100- 50 ملی گرام کے کیپسول آتے ہیں۔ 50 mg کے 7 کیپسول -/691 روپے قیمت پاتے ہیں۔ جبکہ 100 mg کے 7 کیپسول -/1225 روپے کے ہیں۔ کہا جاتا ہے کہ ان کو Griseovin کی جگہ زیادہ اعتماد سے دیا جا سکتا ہے۔ ان کو زیادہ دیر کھانا ضروری نہیں ہوتا۔ چند ناخوشگوار مقامات کو چھوڑ کر پھپھوندی سے ہونے والی تکلیف اتنی زیادہ نہیں ہوتی کہ اس کے لئے -/1225 روپے آسانی سے صرف کئے

جاسکیں۔

منہ میں لگانے والی Dakatrin Oral Jelly کی قیمت -/53 روپے اور زخموں پر لگانے والی نئی کریم Exoderil کی قیمت -/70 ہے۔ متوسط حجم کی یہ ٹیوب ایک عام مریض کے لئے 6--5 دن سے زیادہ کی نہیں ہوتی۔ زخموں کے بھرنے تک کم از کم -/500 کی مرہم کا لگ جانا ایک معمولی بات ہے۔ جبکہ بیماری کے دوبارہ آنے کا اندیشہ بدستور موجود رہے گا۔

ان مشاہدات کی روشنی میں جدید علاج کی چمک دمک برحق، لیکن اسے کرنا نہ تو کسی عام آدمی کے بس کی بات ہے۔ اور نہ ہی یہ اتنا مفید ہے کہ کوئی دل کڑا کر کے اپنا پیٹ کاٹ کر اس پر عمل بھی کر لے۔

طب نبویؐ

طب نبویؐ میں استعمال ہونے والی اکثر ادویہ کا تذکرہ گزشتہ اوراق میں کیا جاچکا ہے۔ سرکہ ہم روزانہ گھروں میں کھاتے ہیں۔ یہ ہماری خوراک کا جزو ہے۔ محفوظ ہے، اور آسانی سے مل جاتا ہے۔ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کو ایک بڑا دلچسپ سرٹیفکیٹ عطا فرمایا ہے۔ حضرت عائشہؓ ایک واقعہ کی تفصیل میں فرمائی ہیں۔

..... فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نعم الادام الخل۔ اللھم بارک فی الخل فانہ کان ادام الانبیاء قبلی۔ ولم یفقر بیت فیہ خل۔

(ابن ماجہ)

(رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ بہترین سالن سرکہ ہے۔ اے اللہ! تو سرکہ میں برکت ڈال۔ کیونکہ یہ مجھ سے پہلے انبیاء کرام کا سالن تھا۔ اور جس گھر میں سرکہ موجود ہو اس گھر والے کبھی غریب نہیں ہوتے۔)

خدا نے آپ کی دعا قبول فرماتے ہوئے سرکہ کو دو اہم صفات عطا فرمائی ہیں۔ گرمی

دنوں میں سرکہ کھانے والا پیاس کے علاوہ ہیضہ سے محفوظ رہتا ہے۔ سرکہ بڑی طاقتور قسم کا پھپھوندی کا دشمن ہے۔ آج تک جتنی بھی دوائیں ایجاد ہوئی ہیں، پھپھوندی ان میں سے اکثر کی عادی ہو جاتی ہے۔ کچھ دنوں کے بعد وہ اسی کو مزے لے لے کر کھاتی ہے۔ لیکن وہ سرکہ کے ساتھ ایسی بے تکلفی نہیں کر سکتی۔ یہ ہر حال میں اس کا دشمن ہے اور وہ کبھی اس سے Resistant نہیں ہو سکتی۔

سرکہ پھپھوندی کو مار دیتا ہے۔ یہ تنہا بھی مفید ہے۔ اور اگر اس کے ساتھ کوئی اور دوائی بھی شامل کر دی جائے تو فوائد سہ چند ہو جاتے ہیں۔ جیسے کہ

صعتر فارسی	—— 25 گرام
مرکمی	—— 15 گرام
لوبان	—— 10 گرام
سرکہ	—— 500 گرام

ان کو ابال کر چھان لیں۔ زخموں پر صبح شام لگائیں۔ فائدہ ہونے کے بعد دن میں ایک دفعہ کافی ہے۔ زخموں پر جب موٹے چھلکے آ گئے ہوں تو اس نسخہ میں لوبان کی بجائے Benzoic Acid 10 گرام اور سناء مکی 20 گرام شامل کر دیتے جائیں۔

اگر ایسے زخم ہوں جو رس رہے ہوں تو صعتر فارسی نکال کر اس کی جگہ برگ مہندی 50 گرام ڈال دیں۔ ہر قسم کے زخموں کا علاج ہونے کے علاوہ زخموں کو اگلے مرحلے میں جانے سے پہلے مندمل کر دے گا۔

زیادہ چھلکوں والی قسم کے لئے یہ نسخہ آزمایا گیا۔

قسط شیریں	—— 30 گرام
سناء مکی	—— 15 گرام
سپرٹ	—— 300 گرام

یہ ادویہ ایک دن سپرٹ میں پڑی رہیں۔ اس کے بعد اچھی طرح ہلا کر چھان لیا گیا۔
اس لوشن کو دن میں دو مرتبہ لگانے سے سوزش اور زیادہ چھلکے ختم ہو گئے۔

بنیادی طور پر ہر نسخہ سرکہ میں تیار ہونا چاہئے۔ لیکن اگر زخموں میں اکڑاؤ زیادہ ہو اور وہ خشک ہوں تو پھر ادویہ کو زیتون کے تیل میں حل کیا جا سکتا ہے۔

قوت مدافعت میں اضافہ اور پھپھوندی کے خلاف اثرات کے لئے قسط شیریں 4 گرام صبح، شام کھانے کے بعد دینی مفید ہے۔

لاہوری پھوڑا

CUTANEUSLEISHMANIASIS(ORIENTALSORE)

جسم کے بعض حصوں پر 5 سینٹی میٹر یا اس سے بھی بڑے پھوڑے کی آہستہ آہستہ ابتدا ہوتی ہے۔ ہفتوں میں یہ باقاعدہ پھوڑے کی شکل اختیار کرتا ہے۔ اور پھر ثابت قدمی سے اپنے شکار کے جسم پر مدتوں دندناتا رہتا ہے۔ یہ دنیا کے تقریباً ہر حصے میں پایا جاتا ہے اور ہر جگہ کے لوگوں نے اس کے ایسے نام رکھے ہیں جو ان کو بھلے معلوم ہوتے۔ پاکستان میں دہلی کا پھوڑا' لاہوری پھوڑا' مشرقی وسطیٰ میں قندھاری پھوڑا یا بغدادی کہلاتا ہے۔ جنوبی امریکہ میں اسے برازیل میکسیکو وغیرہ سے نسبت دی جاتی ہے۔

یہ پھوڑا بنیادی طور پر ایسے ملکوں میں زیادہ ہوتا ہے جہاں گرمی زیادہ پڑتی ہے موسم گرما طویل اور سردیاں مختصر ہوں۔ لیکن روس اور چین جیسے سرد ممالک میں بھی خوب ہوتا ہے۔ بھارت میں اس سے تعلق والا Kala - Azar بخار ہوتا ہے۔ جو کہ بنگال' بہار' اوڑیسہ اور آسام میں کثرت سے پایا جاتا ہے۔ اس کے جراثیم اس پھوڑے کے قریبی عزیز ہیں۔ بخار سے شفا پانے والوں کو تپش سے خلاصی پانے کے بعد پھوڑے نکل آتے ہیں۔ کسی زمانے میں یہ پاکستان میں کافی فراوانی سے ہوتا تھا۔ مگر معلوم نہیں کہ اب یہ پنجاب کے میدانی علاقوں میں بہت کم دیکھا جارہا ہے۔ پچھلے دنوں ایک عزیز کو بلوچستان کے صحرائی علاقوں میں کچھ عرصہ کام کرنے کے بعد کالا آزار بخار ہوا اور اس کے بعد پھوڑے بھی نکلے۔ ورنہ گردونواح میں اب نظر نہیں آتا حالانکہ بچپن میں ہم خود اس میں سالوں مبتلا رہے ہیں۔

کیونکہ یہ پورے پورے علاقوں میں وبا کی صورت میں پھیل جایا کرتا تھا۔ شاید لوگوں نے ان دنوں کثرت سے جانور پالے ہوتے تھے۔

معلوم ہوا ہے کہ اس کا باعث ایک طفیلی کیڑا Leishmania Tropica ہے۔ جو دودھ دینے والے جانوروں۔ چوہوں' ریچھ' کتوں اور دوسرے گھریلو جانوروں کے اجسام پر پرورش پاتا ہے۔ ان جانوروں کو جب Sand Fly کاٹتی ہے تو طفیلی کیڑے کے بچے اپنے جسم میں لے لیتی ہے۔ وہاں سے اڑ کر دوسرے جانوروں یا انسانوں کو کاٹتی ہے تو ان میں کیڑا داخل کر دیتی ہے۔

علامات

حالات اور کیڑوں کی صلاحیت کے مطابق اس کی علامات تبدیل ہوتی رہی ہیں۔ اس لئے سمجھانے کے لئے اس کی رطوبت خارج کرنے والی دیہاتی قسم اور خشک رہنے والی شہری قسمیں بیان کی جاتی ہیں۔

دیہاتی یعنی رطوبت چھوڑنے والی قسم مکھی کے کاٹنے سے 3-1 ماہ بعد چھوٹے چھوٹے دانوں کی شکل میں شروع ہوتی ہے۔ یہ دانے آہستہ آہستہ حجم میں بڑھتے ہیں اور کئی مہینوں میں ایک بڑے گومڑ کی شکل اختیار کر لیتے ہیں۔ پھر یہ پھوٹ کر ایک گول زخم کی شکل اختیار کر لیتے ہیں۔ یہ زخم رستا رہتا ہے۔ کبھی چھلکے آجاتے ہیں اور کبھی پیپ پڑ جاتی ہے۔ لیکن درد ضرور کرتا ہے۔ خوش قسمت مریضوں میں کچھ مدت کے بعد یہ خود بخود ختم ہو جاتا ہے۔ لیکن ہم نے ایسے کسی خوش قسمت کو اپنی آنکھ سے نہیں دیکھا۔

یہ پھوڑا زیادہ طور پر جسم کے ایسے حصوں پر ہوتا ہے جو لباس سے باہر ہوتے ہیں۔ اس لئے یہ ہاتھ' پیر' گردن' چہرا پر ہوتا ہے۔ ان کی تعداد مریض کی جسمانی مدافعت کے مطابق ہوتی ہے۔ ایک سے زیادہ بھی ہو سکتے ہیں۔ عام لوگ اس کا رقبہ 5 سنٹی میٹر قرار دیتے ہیں جبکہ یہ آدھ انچ سے چار انچ تک ہو سکتا ہے ہمارے ایک مریض کے پھوڑے کے نشان کا

رقبہ 3 انچ ہے۔ اگر یہ نشان چہرے وغیرہ پر ہو جائے تو مریض کے لئے عمر بھر کی دہشت کا باعث بن جاتا ہے۔ بلکہ ایسے مریض بھی دیکھے گئے ہیں جن کے چہرے یا ناک کی چونچ پر نمودار ہوا۔ ابتدائی ورم اور اذیت کے علاوہ اس نے مریض کے چہرے کو ہمیشہ کے لئے مسخ کر دیا۔ ممکن ہے آج کے کسی پلاسٹک سرجن نے وہ ناک پھر سے بنا دی ہو۔

شہروں میں پائی جانے والی خشک قسم کی علامات اور طباشت ہر طرح سے یکساں ہے۔ فرق صرف اتنا ہے کہ یہ بڑی لمبی چلتی ہے۔ اکثر مریض اس میں سالوں مبتلا رہتے ہیں۔ پھر وہ وقت آتا ہے جب مریض کے اپنے جسم میں اس کے خلاف قوت مدافعت پیدا ہو جاتی ہے اور وہ اس کی مدد سے شفایاب ہو جاتا ہے۔

پھوڑے پوری جلد کو متاثر کرنے کے بعد نچلے حصوں میں بھی جا سکتے ہیں۔ غدودوں کو متاثر کرتے ہیں۔ ان کی وجہ سے بخار ہو سکتا ہے اور بھر جانے کے بعد اپنے ہی کناروں کے قریب پھر سے ایک نئے پھوڑے کی داغ بیل ڈالنا شروع کر دیتے ہیں۔

تشخیص:

1 - پھوڑے کو صاف کر کے کناروں میں سوئی مار کر وہاں سے لیسدار رطوبت حاصل کر کے اسے لیبارٹری میں ٹیسٹ کرنا معمول کا طریقہ ہے۔ اکثر مریضوں میں اتنے ہی سے گزارا ہو جاتا ہے۔ ایک مریض کی رپورٹ یہ رہی۔

Scrapings from the sore were stained and examined. Leishmania tropica bodies were found in many fields.

sd / AR QAZI

2 - زخم کا حصہ کاٹ کر Biopsy کے لئے بھیجا جا سکتا ہے۔ لیبارٹری سے واضح جواب میسر آ سکتا ہے۔

3 - L.T.Antigen کا O.1cc ٹیکہ مریض کی کہنی سے نیچے جلد میں لگایا جاتا ہے۔

72-24 گھنٹوں بعد اس جگہ کا معائنہ کریں تو وہاں پر ایک دانہ اور سرخی نمودار ہو جاتے ہیں۔ جس سے اس پھوڑے کی تشخیص پکی ہو جاتی ہے۔

علاج

لوگ اس پھوڑے کے رنگ برنگ علاج کرتے آئے ہیں۔ پارا کے مرکبات والی مرہمیں زمانہ قدیم سے مقبول رہی ہیں۔

1- پیلی کونین Mepacrine 1% کا محلول زخم کے کنارے سے ٹیکہ کے ذریعہ اندر داخل کیا جاتا ہے۔ ایک عام پھوڑے میں چاروں طرف سے یہ عمل کرتے ہوئے 6-8 ٹیکے لگتے ہیں۔ پھوڑے میں ٹیکہ لگانا آسان کام نہیں اور عام مریض ہی نہیں بلکہ ڈاکٹر بھی آسانی سے آمادہ نہیں ہوتے۔

میو ہسپتال کے شعبہ امراض مخصوصہ میں پہلے مریض کو جب یہ ٹیکہ اپنے ایک محترم استاد کی نگرانی میں لگایا گیا۔ کل 2cc دوائی داخل کی گئی مگر اس جدوجہد کے بعد مریض اور ہم۔ دونوں پسینہ پسینہ ہو چکے تھے۔

ٹیکہ عام طور پر ایک ہی مرتبہ کافی ہوتا ہے۔

2- کاربن ڈائی آکسائیڈ سے بنی ہوئی برف لگانا مفید رہتا ہے۔

3- پھوڑے کو بجلی سے بھی جلایا جاتا ہے۔ جس سے داغ رہ جاتا ہے۔

4- سطحی ایکسرے کی شعائیں اگر کسی ماہر کے ہاتھ سے لگیں تو نتائج اچھے ہوتے ہیں۔ ان کے بعد بدنما داغ بھی نہیں رہتا۔

5- PoT.Permanganate (کنوؤں میں ڈالنے والی لال دوائی) لے کر پیس لیں۔ اسے پھوڑے پر چھڑک کر روئی رکھ کر پٹی باندھ دیں۔ یہ پٹی سات دن مسلسل بندھی رہے۔ اکثر مریض تندرست ہو جاتے ہیں۔

6 - امریکہ میں کچھ لوگوں نے کوڑھ اور دق کے خلاف استعمال ہونے والی ادویہ Dapsone یا Rifampicin کو مریضوں کے لئے بڑا مفید پایا ہے۔ BCG کے ٹیکوں کی افادیت کا بھی شہرہ ہے۔

جب ہمیں یہ پھوڑا نکلا اور اس وقت کے تمام علاج بیکار رہے تو دو سال کی اذیت کے بعد حکیم مفتی فضل الرحمٰن نے یہ نسخہ تجویز کیا۔

پرانے پٹواریوں کے استعمال میں ایک موٹا سیالکوٹی کاغذ آتا تھا۔ جو ہاتھ سے بنا ہوتا تھا۔ اسے پھاڑیں تو روئی کے سے ریشے نظر آتے تھے۔ اس کاغذ کو پانی کی معمولی مقدار کے ساتھ لنگری (کونڈی) میں خوب گھوٹ کر لئی بنالیں۔ اس لئی کی ٹکیہ بنا کر پھوڑے پر باندھ دیں۔

اس قسم کی 5-4 پٹیوں میں زخم ٹھیک ہو گیا۔

طب جدید میں طب نبویؐ

نبی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے آنکھوں کو روشن کرنے اور بال اگانے کے لئے امراض چشم کے علاج کی ایک بہترین دوائی 'سرمہ' مرحمت فرمائی۔ اس کے فوائد کی تفصیل میں حافظ ابن القیمؒ فرماتے ہیں کہ جس کسی جگہ گوشت بڑھ گیا ہو۔ سرمہ لگانے سے مسئلہ حل ہو جاتا ہے۔ ہم نے اسے Corns-Wartz-Keloids میں استعمال کیا۔ مصر میں طفیلی کیڑوں سے متعدد ایسی بیماریاں پیدا ہوتی تھیں جن کا علاج ممکن نہ تھا۔ ایک مصری ڈاکٹر محمد خلیل نے اسی سرمہ کو کیمیاوی تراکیب سے جسم میں داخل کرنے کے قابل بنایا اور بلہارزیا کا علاج کرلیا۔

طب جدید میں نئی تحقیقات کے بعد سرمہ کی ایک شکل Stibglucol

کو لاہوری پھوڑے کے لئے مفید پایا گیا۔ اس دوائی کی مقداریں مختلف رہی ہیں۔ کچھ استاد ایک ٹیکہ روزانہ پسند کرتے ہیں۔ اور کچھ کو دعویٰ ہے کہ ٹیکہ اگر صبح۔ شام لگایا جائے تو زیادہ مفید ہوتا ہے۔ امریکی ریاست جارجیا میں وبائی امراض کے خلاف تحقیقات کا ادارہ عالمی اہمیت رکھتا ہے۔ اس ادارہ کے صدر مقام اٹلانٹا سے اعلان کیا گیا ہے کہ اگر کسی کو اس کے علاج کی دوائی میسر نہ ہو تو وہ 3670-0329(404) پر فون کر کے ان سے دوائی حاصل کر سکتا ہے۔

پاکستان میں یہ دوائی مصری موجد کے نسخہ کے مطابق جرمنی کی ساختہ Fouadin کے نام سے ملتی ہے۔ جس میں 10 ٹیکے ضرورت کے لحاظ سے مکمل کورس ہوتے ہیں۔

ہم نے سرمہ کو اس کے کیمیاوی نام Antimony Sulphide سے حاصل کر کے 1% مرہم کی صورت بڑے اچھے اثرات کے ساتھ استعمال کیا ہے۔ زیادہ خراب مریضوں میں 5% قسط شیریں کا سفوف بھی شامل کیا گیا۔

وائرس کی بیماریاں

وائرس انسانی جسم میں داخل ہو کر متعدد بیماریوں کا باعث بنتے ہیں کچھ کے بارے میں ہم کو ان کی خباثت کا پتہ چل چکا ہے جبکہ کچھ بیماریاں ایسی ہیں جن کے بارے میں ہم ابھی تک شبہ میں مبتلا ہیں اور ان کا سبب وثوق سے معلوم نہیں۔ عین ممکن ہے کہ یہ بھی وائرس ہی کی وجہ سے ہوتی ہوں جیسے کہ مسے۔ منہ اور کھروں کی بیماریاں وغیرہ۔

نملہ صغریٰ (آبلے) HERPES SIMPLEX

اس بیماری کا وائرس جسم کی لعاب دار جھلیوں جیسے کہ منہ۔ ناک وغیر کے راستے جسم میں داخل ہوتا ہے۔ اس کے جسم میں داخل ہونے کے بعد دفاعی نظام حرکت میں آجاتا ہے اور اکثر مریضوں کو کوئی تکلیف نہیں ہوتی۔ جن کا پتہ بعد میں خون ٹیسٹ کرنے پر لگتا ہے۔ اندازہ لگایا گیا ہے کہ بیس سال کی عمر تک ہمارے ملک کی آدھی آبادی کے اجسام میں اس کا وائرس داخل ہو چکا ہوتا ہے۔ اسے (Primary Infection) کہتے ہیں کچھ مریضوں میں ایک حملہ کے بعد قوت مدافعت پیدا ہو جاتی ہے اور ان کو دوبارہ تکلیف نہیں ہوتی۔ لیکن اچھی خاصی تعداد کو ایک کے بعد دوسرے حملے پے در پے ہوتے رہتے ہیں۔ وہ نہ صرف کہ خود ان آبلوں کے مریض بن جاتے ہیں بلکہ اپنی بیماری دوسروں کو بھی دیتے رہتے ہیں۔

ابتدائی سوزش کی علامات:

لعاب دار جھلیوں پر اس کا حملہ شدید ہوتا ہے اور جسم کے متعدد اہم مقامات اس کی زد میں آکر تکلیف کا شکار ہوتے ہیں۔ جیسے کہ منہ میں عام طور بیماری کی ابتدا منہ یا اندام نہانی سے ہوتی ہے منہ پک جاتا ہے۔ تھوک کثرت سے نکلتا ہے۔ بخار متلی۔ بے قراری۔ کمزوری سے ہاتھ منہ کے اندر آبلے نکلتے ہیں۔ ٹھوڑی کے نیچے کی غدود میں ورم آجاتی ہیں۔

ناک میں آبلے نکلنے سے درد۔ جلن۔ زکام۔ بخار آلات تناسل پر آبلے معصوم بچوں کو بغیر کسی لغزش کے بھی نکل آتے ہیں۔ خواتین میں اندام نہانی کے اندر اور باہر کے اس پاس آبلے نمودار ہوتے ہیں۔ مردوں میں پیشاب کی نالی کے اندر بھی آبلے نمودار ہو کر جلن کے ساتھ پیشاب میں رکاوٹ کا باعث بن جاتے ہیں۔

آنکھوں میں سوزش کی وجہ سے شدید جلن اور پانی نکلتا ہے اکثر اوقات یہ بیماری ایک آنکھ تک محدود رہتی ہے۔ یہ بھی ممکن ہے کہ کوئی آبلہ آنکھ کے سیاہ حصہ پر نکل آئے۔ وہاں پر زخم بنے جو ٹھیک ہونے کے بعد سفید پھولا بن کر آنکھ کو ہمیشہ کے لئے داغ دار کر دے۔

جلد پر اثرات:

نوزائیدہ بچوں پر بھی اس کا حملہ ہو سکتا ہے۔ جس میں جلد کے دانوں کا زیادہ زور اندر کے اعضاء جیسے کہ سینہ۔ دماغ۔ جگر اور پھیپھڑوں وغیرہ پر ہو کر موت کا باعث بن سکتا ہے۔

آبلوں کے بعد جلد پر اگیزیما کی شکل کے زخم بن جاتے ہیں۔

انگلیوں یا جسم کے بعض حصوں پر آبلوں کے بعد ان میں پیپ پڑ جاتی ہے۔ جو کہ جراثیم کی بجائے وائرس سے ہوتی ہے۔ ان پھوڑوں کا انجام دوسرے پھوڑوں کی مانند ہوتا ہے۔ فرق صرف اتنا ہے کہ ان کے لئے کھانے والی کوئی بھی دوائی مؤثر نہیں ہوتی۔

ہسپتالوں میں کام کرنے والا عملہ اور ڈاکٹرں کے متاثر ہونے کا امکان زیادہ ہوتا ہے۔ ان لوگوں کو جلد پر سوزش کے بعد بغلوں میں گھرالی کی مانند ورم اور درد ہوتا ہے۔ ہم جنس افراد کی مقعد میں شدید جلن۔ درد۔ پیپ اور اس کے ساتھ خون آتا ہے۔

ان علامات کے بعد آبلے ختم ہو جاتے ہیں اور کچھ مدت کے بعد وہ ایک نئے حملے کی شکل میں پھر آن پڑتے ہیں۔ اور اس وقت کی علامات عام طور پر یہ ہوتی ہیں۔

چہرے کے آبلے:

بیماری کا حملہ شروع ہونے سے چند گھنٹے پہلے منہ میں شدید جلن۔ درد ہوتا ہے۔ جس کے بعد منہ۔ ہونٹوں اور ناک کے گردو نواح میں آبلوں کی قطاریں نمودار ہو جاتی ہیں۔ یہ آبلے دو ایک دن میں پھوٹ کر زخم بناتے ہیں۔ جن میں درد۔ لیسدار رطوبتیں اور جلن ہوتے ہیں۔ تیز دھوپ۔ ذہنی دباؤ۔ بخار اور چوٹ کے بعد ان میں شدت آسکتی ہے۔

آنکھوں کی عمومی سوزش کے بعد ایک ایسی صورت پیدا ہوتی ہے جس میں ایک طویل اذیت کے بعد بصارت کو خطرہ لاحق ہو سکتا ہے۔

خواتین کی اندام نہانی کے اندر سوزش ہو سکتی ہے۔ مگر اس میں وہ شدت نہیں ہوتی جو ابتدائی دورے میں ہوتی ہے۔ جن کا مطلب یہ ہے کہ جسم کی قوت مدافعت نے شدید حملہ سے بچالیا۔

ان علامات کے علاوہ جسم کے دوسرے آلات بھی متاثر ہو کر متعدد تکالیف کا باعث بن سکتے ہیں۔

علاج

1--- 70 فیصدی الکحل یا سپرٹ آف کیمفر (Spirit of Comphor) میں کپڑے بھگو کر آبلوں پر بار بار رکھے جائیں۔

2--- منہ کی جھلیوں پر (Idoxuridine 5%) کا محلول دن میں تین بار لگانے سے تکلیف میں کمی آجاتی ہے۔ اس کا مرکب لوشن جلد پر بھی لگایا جائے۔

3--- حال ہی میں (Acyclovir) دریافت ہوئی ہے۔ اسے منہ کے راستہ گولیوں کی شکل میں 200 mg کی پانچ گولیاں روزانہ کی مقدار میں دیتے ہیں اس کا ورید میں ٹیکہ بھی لگایا جا سکتا ہے۔ جبکہ اس کی اسی نام کی 5% کریم مقامی طور پر لگائی جاتی ہے۔

آخری دوائی کے علاوہ باقی تمام دوائیں کسی حد تک وقتی سکون مہیا کر دیتی ہیں جبکہ ان کا بیماری کے پروگرام کے اوپر کسی قسم کا کوئی اثر نہیں۔ یہ سارا علاج اس خوش فہمی پر ترتیب پاتا ہے کہ 10--8 دن میں جسم میں قوت مدافعت پیدا ہو جائے گی اور وہ بیماری کا زور توڑ کر تندرستی لوٹا دے گا۔ اور اس دوران میں اگر اندرونی اعضاء متاثر ہو جائیں یا بینائی جاتی رہے تو مجبوری ہے۔

نملہ شدید HERPES ZOSTER

یہ سوزش کی وجہ سے پیدا ہونے والے آبلے ہیں جو لکیر میں نمودار ہوتے ہیں ان کے ظہور سے پہلے شدید جلن اور درد ہوتے ہیں۔ پھر آبلے نکلتے ہیں جو ایک خط مستقیم کی مانند چلتے ہیں۔ یہ لاکڑا کاکڑا (Chicken Pox) کی طرح کے وائرس سے پیدا ہوتے ہیں اور سوزش کا نتیجہ ہیں۔ لیکن یہ ایسے لوگوں کو زیادہ نکلتے ہیں جو لاکڑا کاکڑا کے مریض کے قریب رہے۔ جن کو دماغی یا جسمانی صدمات ہوئے ہوں۔ ان کے حرام مغز میں رسولی ہو یا انہوں نے سنکھیا یا پارا کے مرکبات کھائے ہوں۔

مریض کے قریب جانے کے 21--7 دن بعد جسم کے اطراف میں کسی جگہ شدید درد ہوتا ہے اور بیماری کا آغاز ہو جاتا ہے۔

علامات:

سب سے پہلے سرخ رنگ کا ایک داغ نمودار ہوتا ہے۔ اس داغ میں سے 3--2 دن میں آبلے نمودار ہوتے ہیں۔ آبلوں کے ظاہر ہونے پر جلن اوز درد کی شدت میں کمی آجاتی ہے۔ بغل یا گردن میں غدودیں درد کرتی ہیں اور ان میں ورم آجاتا ہے۔ بخار کے ساتھ معمولی کمزوری اور بے زاری ظاہر ہوتے ہیں۔ کسی بھی (Nerve) کے ساتھ ساتھ یہ آبلے لکیر کی صورت چلتے ہیں دو آبلوں کے درمیان کی جلد عام طور پر تندرست نظر آتی ہے۔ لیکن آبلوں میں درد اور جلن بہت زیادہ ہوتے ہیں۔ ابتدا میں آبلے دو ملی میٹر کے قریب اور ان میں شفاف شکل کا لیسدار مادہ بھرا ہوتا ہے۔ لیکن چند دنوں میں یہ مادہ گدلا ہو کر پیپ کی شکل اختیار کرلیتا ہے۔ ماتھے پر اگر نکلیں تو ان میں منجمد خون بھی نظر آتا ہے۔ ہفتہ بھر کے بعد ان پر چھلکے آنے لگتے ہیں۔ چھلکے اترنے کے بعد جگہ صاف ہو جاتی ہے۔ لیکن نشان کچھ عرصہ کے لئے باقی رہ جاتے ہیں۔ عام طور پر یہ سارا سلسلہ 3--2 ہفتوں میں ختم ہو جاتا ہے۔

چھوٹی عمر کے مریضوں میں آبلوں کے ختم ہونے کا مطلب بیماری کا خاتمہ بھی مراد لیا جاسکتا ہے۔ لیکن بڑی عمر کے مریضوں میں بیماری کے خاتمہ کے بعد اعصابی دردوں کا آغاز ہو جاتا ہے۔

اگر یہ آبلے کان میں نکلیں تو شدید درد اور بخار کے ساتھ سماعت کو متاثر کر سکتے ہیں۔ اسی طرح آنکھ میں نکلنے والے بینائی کے لئے خطرہ بن سکتے ہیں۔ دماغ کی جھلیوں میں سوزش سے دورے پڑ سکتے ہیں۔ اس بیماری میں صرف ایک اچھائی ہے۔ جب کسی کو ایک مرتبہ ہو جائے تو پھر آئندہ ساری عمر کے لئے اس کا خطرہ نہیں رہتا۔

علاج

مریض کی تکالیف درد۔ جلن۔ بخار اور آبلوں پر مشتمل ہوتی ہیں۔ اس لئے زیادہ تر

علاج ان علامات کو دبانے پر مرکوز ہوتا ہے۔

1 ---- درد کی شدت کے لئے اسپرین (Ponstan Dolobid Novalgin Beserol) وغیرہ میں سے کوئی ایک گولی دن میں 4--3 مرتبہ۔ یہی ادویہ بخار کی شدت کو بھی کم کرتی ہیں۔

2 ---- جلن کے لئے (Calamina Lotion) یا (Caladryl) دن میں کئی بار لگایا جائے۔ یا خارش کو کم کرنے والی مرہم یا لوشن جیسے کہ Anthisan کریم بار بار لگائیں۔

کہا جاتا ہے کہ کورٹی سون کے مرکبات جیسے کہ Deltacort (Decadron -- Ledercort) وغیرہ ابتدا ہی سے دیئے جائیں تو مرض کے حملہ کی شدت میں کمی آجاتی ہے۔ ان کی گولیاں یا ٹیکہ دیا جاتا ہے انہی کی مرہمیں جسے کہ (Nerisone Ledercort -- Betnelan) وغیرہ خارش اور جلن کو بھی کم کرتی ہیں۔

پرانے استاد صرف (Dusting Powder) لگاتے تھے۔

3 ---- (Idoxuridine) کو آبلہ دار سوزشوں میں شہرت حاصل ہے۔ اس کا 40 فیصدی لوشن Dmso کے ہمراہ لگانا مفید ہے۔

4 ---- دورہ کے بعد کی اعصابی دردوں کے لئے Neurobion کے ٹیکے یا Cytamen Complex کی شہرت ہے۔

ہماری ذاتی رائے میں وٹامین B-1 کو گولیاں جیسے کہ Benerva یا Berin 100 ملی گرام کو دن میں 4--3 مرتبہ دینا بھی مفید ہے۔

5 ---- پرانے استاد (Pituitarine) کے انجکشن کو پسند کرتے تھے۔ ہم نے اکثر مریضوں کی تکلیف میں 3--2 ٹیکوں کے بعد کمی دیکھی ہے۔ لیکن یہ ہارمون ہے۔ اور اس کے اپنے نقصانات اس کے استعمال میں رکاوٹ بنتے ہیں۔

طب نبویؐ

طب جدید میں ان آبلے دار بیماریوں کی دونوں اقسام کا ابھی تک کوئی علاج نہیں مقامی طور پر لگانے والی ادویہ میں سے بھی ایسی کوئی دوائی موجود نہیں جس کے بارے میں پورے یقین سے کہا جا سکے کہ وہ وائرس کو مار دیتی ہے آبلوں پر (Acyclovir یا Idoxuridine) محض طفل تسلیاں ہیں۔ ایسا کوئی مریض کبھی دیکھا نہیں گیا جس کے عرصہ علالت میں ان ادویہ سے کوی کمی آئی ہو۔ جبکہ اس مایوسی میں روشنی کی کرن یوں میسر آتی ہے۔

ام المومنین حضرت سلمہؓ روایت فرماتی ہیں

("نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں جب بھی ان کو کوئی زخم ہوا یا ان کو کانٹا چبھا تو انہوں نے مہندی کے سوا اور کوئی چیز اس پر نہ لگائی"۔)

ان کی زندگی کا ہر پل اور پہلو ہمارے سامنے ہے۔ وہ اپنے زخموں پر مہندی لگاتے تھے۔ بلکہ سب سے پہلے ان کو اچھی طرح دھوتے تھے۔ پھر پانی خشک کر کے ان پر مہندی لگا دیتے تھے۔ اس علاج کا فائدہ یہ ہوا کہ ان کا کبھی کوئی زخم خراب نہیں ہوا۔ ان کو پوری زندگی کبھی بخار نہیں ہوا۔ ان کے اعضاء میں کبھی درد نہیں ہوا۔ ان کو جنگوں اور سفروں میں کئی مرتبہ زخم آئے لیکن کبھی کوئی زخم (Septic) نہیں ہوا۔ کیونکہ وہ مہندی لگاتے یا مہندی کی جراثیم کش صلاحیت اتنی زیادہ رہی کہ اس نے زخموں کو جلد اچھا کر دیا کیونکہ وہ عفونت کو روکنے کے علاوہ زخموں کو مندمل کرنے کی طاقت بھی رکھتی ہے۔ جنگ احد مین ان کو ہڈیاں ٹوٹنے کے علاوہ سر اور چہرے پر گہرے گھاؤ لگے۔ لیکن انہوں نے ایک دن بھی آرام نہیں کیا یا تیسرے دن ان کی وجہ سے بخار نہیں ہوا مہندی کی ان صفات کو سامنے رکھتے ہوئے اگر اسے ان آبلے دار سوزشوں میں استعمال کیا جائے تو نہایت عمدہ نتائج حاصل ہو سکتے

ہیں۔

آبلے اگر ہاتھوں یا پیروں پر ہوں تو مہندی کے پتے پیس کر ان پر گاڑھا لیپ دن میں 3--2 بار کیا جا سکتا ہے۔ اس لیپ کا سب سے بڑا فائدہ یہ ہے کہ ان میں ہونے والی جلن جلد ہی کم ہو جاتی ہے۔

اسی اصول کو سامنے رکھ کر یہ نسخہ ترتیب دیا گیا۔

برگ مہندی	50 گرام
باچھ (ذریرہ)	10 گرام
سناء مکی	20 گرام
سرکہ فروٹ	500 گرام

ادویہ کو ملا کر پیس کر سرکہ میں 5 منٹ ابال کر چھان لیں۔ ادویہ کا پھوک بیکار ہے۔ اس طرح حاصل ہونے والے لوشن کو دن میں 3--2 مرتبہ لگانے سے درد۔ جلن جاتے رہیں گے۔

اس نسخہ میں ایک اہم چیز سناء مکی ہے۔ حال ہی میں ماہرین نے اس سے ایک طاقتور جراثیم کش دوائی (Donomycin) حاصل کی ہے۔ باچھ کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی ایک زوجہ محترمہؓ کی انگلی کی پھنسی کے لئے تجویز فرمایا تھا۔ جبکہ سرکہ دافع عفونت ہے۔ اس نسخہ کا ہر جزو سوزش کو دور کرنے والا اور عفونت کو ختم کرنے والا ہے۔

اس نسخہ میں مشک کافور۔ صعتر فارسی۔ اور حب الرشاد یا قسط شیریں کو بھی شامل کیا جا سکتا تھا۔ لیکن مختلف مریضوں پر آزمائش کے دوران معلوم ہوا کہ اتنے میں ہی گذارا خوب ہو جاتا ہے۔ اس لئے بلا ضرورت اضافہ نہ کیا گیا۔

(Herpez Zoster) میں یا اس صورت میں جب اندرونی آلات متاثر ہو گئے ہوں تو اندرونی استعمال کی ادویہ کی ضرورت پڑ سکتی ہے۔ ایسے میں قسط شیریں کے 4 گرام

صبح۔ شام کھانے کے بعد کافی رہے۔

وائرس کی تمام سوزشوں میں مریض کی قوت مدافعت بڑی اہمیت رکھتی ہے۔ جس کو شہد کی مدد سے ہمیشہ بہتر کیا جا سکتا ہے۔ صبح نہار منہ اور عصر کے وقت ابلے پانی میں بڑا چمچہ شہد عام مریضوں میں کافی رہتا ہے۔ بیماری کا حملہ اگر شدید ہو تو اسی مناسبت سے شہد کی مقدار میں بھی اضافہ کیا جا سکتا ہے۔

لاکڑا کاکڑا CHICKEN POX

بچوں کو عام طور پر چھوٹے چھوٹے دانے نمودار ہوتے ہیں جن میں پہلے پانی پڑتا ہے۔ اکثر اوقات پیپ بھی پڑ جاتی ہے۔ بعد میں چھلکے آجاتے ہیں اس کو لوگ "چھوٹی ماتا" یا 'چھالکے' بھی کہتے ہیں۔ اگرچہ بڑے بھی اس کا شکار ہو سکتے ہیں۔ مگر کم۔ البتہ جب وہ اس کی زد میں آتے ہیں تو حملہ شدید ہوتا ہے۔

یہ وائرس سے ہونے والی جلدی اور جسم کی سوزش ہے۔ جو مریض کے قریب سانس لینے یا استعمال شدہ برتن اور کپڑے استعمال کرنے سے دوسروں کو ہو جاتی ہے۔ وائرس کے جسم میں داخل ہونے کے 15 -- 7 دن بعد بیماری شروع ہو جاتی ہے۔ جب کسی شخص کے جسم میں وائرس داخل ہو چکا ہو تو اس کے سات دن بعد سے اس کے اپنے سانس سے بھی وائرس خارج ہونے شروع ہو جاتے ہیں اور وہ دوسروں کے لئے خطرے کا باعث بن جاتا ہے۔

بیماری کے مدارج اور علامات:

ابتدا سر درد۔ گلے کی خرابی اور ہلکے بخار سے ہوتی ہے۔ چہرے منہ اور گلے اور جلد پر سرخ داغ۔ دانے یا پتی کی مانند چھالکے نکلتے ہیں۔

چھاتی۔ کمر۔ پیٹ۔ بازوؤں پر دانے نکلتے ہیں۔ اگرچہ دانے چہرے پر بھی نکلتے ہیں

لیکن ذرا کم۔ دانے ابتدا میں گرمی دانوں کی طرح ہوتے ہیں۔ چند گھنٹوں بعد ان کا رنگ گہرا گلابی اور پھر ان میں پانی پڑ کر آبلوں کی شکل اختیار کر لیتے ہیں۔ یہ آبلے گول یا بیضوی ہوتے ہیں۔ اگر یہ پھوٹ جائیں تو ان میں پیپ پڑ جاتی ہے۔ اس کے بعد ان پر چھلکے آجاتے ہیں۔ جو کہ چار دن کے بعد شروع ہوتے ہیں۔

دانوں میں ایک عجیب کیفیت یہ ہوتی ہے کہ کچھ ٹھیک ہو رہے ہوتے ہیں۔ ان پر چھلکے بھی سوکھ رہے ہوتے ہیں۔ جبکہ دوسری طرف کچھ نئے بھی نکل رہے ہوتے ہیں۔ کسی میں صرف پانی پڑا ہے اور کسی میں پیپ۔ اور یہی اس بیماری کی سب سے بڑی پہچان ہے۔

عام حالات میں یہ بیماری دو ہفتوں کے اندر ختم ہو جاتی ہے۔ لیکن زیادہ کمزور افراد یا ذیابیطس کے مبتلاؤں کی جلد میں پیپ پڑ سکتی ہے۔ نمونیہ ہو سکتا ہے دماغ کی جھلیاں سوج سکتی ہیں۔

اگر حاملہ عورت کو لاکڑا کاکڑا ہو جائے تو حمل کے پہلے تین ماہ میں بچے کے ہاتھ پیر سوکھ جاتے ہیں۔ شاہ دولہ کے چوہے کی مانند بچے کا سر چھوٹا رہ جاتا ہے۔

تشخیص کے عام طریقے بیکار ہیں۔ بعض ماہر زخموں کے چھلکوں کو ایٹمی خوردبین کے ذریعے دیکھ کر وائرس کی شناخت کی کوشش کرتے ہیں لیکن یہ سہولت ہمارے ملک میں میسر نہیں۔

علاج

حفاظت: مریض سے تعلق میں آنے والے گھر کے تمام افراد کو اور خاص طور پر ان کو جن کو یہ بیماری پہلے کبھی نہیں ہوئی ان کو (Globulin Zoster Immune یا Hyperimmune Globulin) کا ٹیکہ لگایا جائے۔

1---- جلن اور خارش کے لئے Calamine لوشن بار بار لگایا جائے۔

2 ---- خارش اگر زیادہ ہو تو حساسیت کو روکنے والی گولیاں یا ان کا ٹیکہ جیسے Avil- وغیرہ لگائے جائیں۔

3 ---- اگر دانوں میں پیپ پڑ گئی ہو تو جراثیم کش (Anti Biotics) دی جائیں

4 ---- حملہ اگر زور کا ہو یا دماغ وغیرہ پر اثر کا اندیشہ پیدا ہو گیا ہو تو Acyclovir کی 250mg کی گولی ہر 8 گھنٹہ بعد 3 دن کے لئے دی جائے۔

عام طور پر اس بیماری کا کوئی خصوصی علاج نہیں کیا جاتا۔ اکثر اوقات اپنا عرصہ پورا کر کے ختم ہو جاتی ہے۔ اور جن لوگوں نے علاج بھی کیا ان کے عرصہ علالت میں کوئی کمی نہ دیکھی گئی۔ البتہ خارش کم کی جا سکتی ہے اور مریض کو یہ تسلی رہتی ہے کہ بہت کچھ کیا جا رہا ہے۔

طب نبویؐ

Herpes کے لئے طب نبویؐ سے جو نسخے بیان کئے گئے ہیں وہی کافی رہتے ہیں۔ خارش کی شدت مہندی لگانے سے شہد پینے سے ختم ہو جاتی ہے۔ مہندی لگنے کے بعد دانوں میں پیپ نہیں پڑتی اور شہد اس پیپ کو ختم کرنے کی صلاحیت رکھتا ہے۔

PEMPHIGUS VULGARIS

جلد پر بڑے بڑے آبلوں والی ایک سوزش نمودار ہوتی ہے۔ جس سے مریض شدید تکلیف میں ہوتا ہے اور اکثر اوقات وفات ہو جاتی ہے۔

یہ بیماری عام طور پر 30 سال کی عمر کی بعد ہوتی ہے۔ اس کے زیادہ تر شکار یہودی ہوتے ہیں۔ غالباً ان میں اس کی جانب کوئی نسلی رغبت ہوتی ہے۔ ورنہ ابھی تک کسی خاص

خوراک یا زندگی کے اسلوب کو اس کا باعث قرار نہیں دیا گیا۔ بلکہ ابھی تک اس کا اصل سبب معلوم نہیں ہو سکا۔ لیکن خون میں جو تبدیلیاں دیکھنے میں آتی ہیں وہ عام طور پر وائرس سے ہونے والی بیماریوں میں دیکھنے میں آتی ہیں۔ یہ بیماری پاکستان میں ہوتی ہے۔ اور ہم نے اس کے متعدد مریض دیکھے ہیں۔ سب سے پہلی ایک خاتون تھیں جن کی پہلے حملے سے جان بچ گئی۔ دوسرا حملہ ہوا تو ایک آنکھ چلی گئی۔ کیونکہ آبلے آنکھ پر بھی نمودار ہوتے تھے۔ تیسرا حملہ جان لیوا ثابت ہوا۔

علامات: اکثر مریضوں میں بیماری کی ابتدا منہ کے اندر آبلوں سے ہوتی ہے۔ لیکن جلد ہی ایسے آبلے پورے جسم پر نکلنے لگتے ہیں ہر ابلہ پھوٹ کر زخم بن جاتا ہے۔ یہ آبلے یا ان سے بننے والے زخم آسانی سے بھرنے میں نہیں آتے۔ ان میں جلن اور درد بہت زیادہ ہوتے ہیں۔ یہ آبلے اگرچہ جسم کے کسی بھی حصہ پر نکل سکتے ہیں لیکن سر۔ چہرہ۔ بغلوں۔ ناخنوں اور کنج ران پر زیادہ نکلتے ہیں۔

اس کی ایک اور قسم Pemphigus Folliaceus کے نام سے مشہور ہے۔ اس میں مریض کے جسم پر سرخ چھلکے نکلتے ہیں۔ چھلکوں والی یہ تکلیف سارے جسم پر پھیل جاتی ہے۔ مریض کی حالت زیادہ خراب نہیں ہوتی۔ اور عام طور پر بچ جاتے ہیں۔ کچھ لوگوں نے اس بیماری کو تپ دق کے علاج میں استعمال ہونے والی جدید ادویہ کی وجہ سے قرار دیا ہے۔ کیونکہ Captopril -- Rifampicin کھانے والے کئی مریضوں میں یہ کیفیت پیدا ہوتے دیکھی گئی ہے۔

اکثر مریض بیماری شروع ہونے کے 18 -- 12 ماہ میں مرجاتے ہیں۔ اگرچہ موجود علاج سے پہلے موت زیادہ جلد آجاتی تھی۔ مگر اب بھی عرصۂ حیات دو سال سے کم ہی گنا جاتا ہے۔ ہم نے ہر مریض کے جسم پر گوشت کی سڑاند نکلتی دیکھی ہے۔

علاج

1 مریض کے جسم کو صاف ستھرا رکھیں۔ آبلوں کی موجودگی میں یہ خدمت بڑی مشکل ہے۔

2 کارٹی سون کو اس بیماری کے علاج میں بڑی شہرت حاصل ہے۔ Prednisolone کے 100 -- 80 ملی گرام روزانہ دیا جانا جان بچانے کا باعث ہو سکتا ہے۔ یہ دوائی ایک لمبا عرصہ دی جاتی ہے۔ بعض ماہر دو ہفتوں کے بعد دوائی کی مقدار میں کمی کرنا پسند کرتے ہیں۔ عام حالات میں یہ دوائی تقریباً 2 سالوں تک دی جاتی ہے۔ اس طویل عرصہ میں کئی مریض آنتوں میں خون بہ جانے سے بھی وفات پا گئے اور یہ دوائی کے برے اثرات میں سے ہے۔ لیکن خطرہ تو بہرحال لیا جانا پڑتا ہے۔

3 آبلوں کو نکلنے سے روکنے کے لئے Azathioprine کے 150 -- 100 ملی گرام روزانہ دیئے جاتے ہیں۔ یقین کیا جاتا ہے کہ اس دوائی نمبر 2 اور 3 جسم کی قوت مدافعت کو ختم کر دیتے ہیں۔ عین ممکن ہے کہ ان کے طویل استعمال سے بیماری کی شدت میں کمی آجائے یا مریض کچھ عرصہ کے لئے شفایاب ہو جائے۔ لیکن ان ادویہ کی موجودگی میں مریض کو دوسری سوزشیں لاحق ہو سکتی ہیں۔ ایسے مواقع پر اگر جسم کی قوت مدافعت موجود نہ ہو تو شدید حملہ سے جسم میں ناخوشگوار مسائل پیدا ہو سکتے ہیں۔

ہم نے اپنے جن مریضوں کا علاج کیا تھا ان کو Prednisolone 100--75 ملی گرام روزانہ اور اس کے ساتھ صبح و شام Achromycin 500 ملی گرام روزانہ دی۔ ان میں سے صرف تین مریض 2 سال کے بعد تک زندہ رہے لیکن فوت ہو جانے والے پہلے حملے سے بچ گئے۔ ان کی وفات دوسرے یا تیسرے حملہ کے بعد ہوئی۔

طب نبویؐ

1 صبح۔ شام 2--1 بڑے چمچے شہد ابلے ہوئے پانی میں

2 ناشتہ میں جو کا دلیا-- شہد ڈال کر اور اس کے ساتھ 6--4 کھجوریں۔

3 قسط شیریں ——— 75 گرام

کلونجی ——— 20 گرام

برگ کاسنی ——— 5 گرام

ان ادویہ کو پیس کر اس میں سے 5 گرام صبح۔ شام کھانے کے بعد

4 برگ مہندی ——— 70 گرام

سناء مکی ——— 25 گرام

صعتر فارسی ——— 15 گرام

کلونجی ——— 10 گرام

کافور ——— 10 گرام

روغن زیتون ——— 350 گرام

کافور کے علاوہ تمام ادویہ کو پیس کر روغن زیتون میں ملا کر 5 منٹ ابال کر رکھ لیں اس مرکب کو چولھے سے اتارنے کے بعد اس میں 10 گرام مشک کافور پیس کر اچھی طرح ملا دیں۔ اس تیل میں کپڑے تر کر کے آبلوں پر رکھیں۔ اگر اکڑاؤ زیادہ نہ ہو تو روغن زیتون کی جگہ 600 گرام پھلوں کا سرکہ بھی استعمال کیا جا سکتا ہے۔

اگر مریض چاہے تو اس کے ساتھ کچھ دنوں کے لئے Achromycin اور Prednisolone بھی استعمال کر سکتا ہے۔ لیکن متو خر الذکر دوائی علامت کے کم ہونے پر آہستہ آہستہ کم کر دی جائے۔ آئندہ حملوں کو روکنے کے لئے شہد اور قسط شیریں کا سفوف کافی

عرصہ استعمال کیا جائے۔

جل جانا BURNS

آگ۔ تیزاب اور کھولتی چیزوں سے جلنا اب روزہ مرہ کی بات ہو گئی ہے ہم نے جدید اشیا کو اختیار کر کے حادثات کی شرح میں معتدبہ اضافہ کر لیا ہے۔ اب خواتین کو قتل کرنے کے لئے مٹی کا تیل ان پر انڈیل کر آگ لگا دی جاتی ہے۔ اور نام مٹی کے تیل کے چولھے کا بد نام ہوتا ہے۔ مصنوعی ریشے سے بنا ہوا لباس آگ پکڑ لیتا ہے۔ اور جلنے کے دوران پگھل کر جسم سے چپک کر تکلیف کی شدت میں اضافہ کرتا ہے۔ مچھلی۔ پکوڑے۔ مٹھائیاں بلکہ وہی بڑے تلنے کے لئے جب تیل کی کڑھائی چڑھتی ہے تو وہ گھر والوں میں سے کسی ایک کے لئے مصیبت کا سامان بھی بن سکتی ہے۔ کھولتی ہوئی چائے کا ایک دیگچہ اچھی خاصی مصیبت کا سامان بن جاتا ہے۔ دیگچہ الٹ جانے برتن ہاتھوں سے پھسل جانے۔ پاؤں پھسل جانے وغیرہ کیفیات میں یہ ابلتی چائے یا گرم پانی اچھی خاصی بیماری کا باعث بن جاتا ہے۔

علاج کے لئے جلے ہوئے زخموں کو دو قسموں میں تقسیم کیا جاتا ہے۔ وہ جو شعلوں سے جلے اور وہ کہ جن پر کوئی کھولتی ہوئی چیز پڑی۔ اس کے بعد یہ طے کیا جاتا ہے کہ جسم کا کتنے فیصدی حصہ جل گیا اور جو جلا اس کی شدت کا کیا عالم تھا۔ آگ اگر پوری کھال نہ جلائے تو اسے سطحی جلنا یا Superficial Burns کہتے ہیں جبکہ پوری کھال جل جانے کو مکمل طور جلنا کہا جاتا ہے۔ جیسے کہ بجلی کے شعلہ سے جلنے کی صورت میں وہ حصہ مکمل طور پر جل جاتا ہے۔ اور نقصان کافی گہرائی تک ہوتا ہے۔

علامات: جلنے کی علامات اور اذیت متعین نہیں۔ جسم کا جتنا حصہ جس قدر جلے گا، علامات

اتنی اور اسی مناسبت سے ہوتی ہیں۔ پھولے ہوئے چھلکے سے نکلنے والی گرم ہوا۔ یا دیگچے کی بھاپ لگنے سے جلن کے علاوہ صرف آبلہ پڑتا ہے۔ جبکہ چائے یا کھولتا پانی گرنے سے کئی آبلے پڑتے ہیں۔

جلنے کے بعد ہونے والا اصل مسئلہ صدمہ ہے۔ جسے Surgical Shock کہتے ہیں۔ جلن۔ درد۔ اور جسم کے کسی حصہ کے جھلس جانے سے اذیت کی لہریں خارج ہوتی ہیں۔ جن سے خون کا پریشر گر جاتا ہے۔ رنگ پیلا پڑ جاتا ہے۔ نبض مشکل سے محسوس ہوتی ہے۔ مریض کو سانس لینے میں مشکل پڑتی ہے۔ اور اسی کیفیت میں وہ مر بھی سکتا ہے۔

مریض اگر ہوش میں ہو تو اسے موسم کے مطابق مشروب دیا جاسکتا ہے۔ لیکن بیہوشی میں منہ میں پانی کا چمچہ ڈالنا موت کا باعث ہو سکتا ہے۔

اس کیفیت کو دوسری تمام چیزوں سے پہلے توجہ ملنی چاہئے۔ جس میں اسے بار بار اطمینان دلانا۔ آرام سے لٹانا۔ زیادہ آکسیجن مہیا کرنا ضروری ہے۔

علاج: زخم کو صاف کیا جائے۔ اس پر اگر کوئلے۔ راکھ یا کوئی کیمیاوی مرکب لگا ہے تو اسے دھو کر اتار دیا جائے۔

آجکل کے ماہرین جلے ہوئے کے علاج میں ابتدائی طور پر اتنی دلچسپی لیتے ہیں کہ اس کی جلد کو جراثیم سے صاف کر دیا جائے۔ جس کے لئے Cetapred یا کانڈی کا محلول استعمال کیا جاتا ہے۔

زخموں پر ایسی دوائی لگائی جائے جو چپک نہ جائے۔ عام طور پر Sulphadiazine کی مرہم زیادہ پسند کی جاتی ہے۔ اس کی بجائے Soframycin کی مرہم لگی ہوئی پٹیاں مفید ہیں۔ ان کو Sufra -- Tulle کہتے ہیں۔

اگر جلنے والا حصہ زیادہ ہے تو مریض کو ہسپتال میں رکھا جائے۔ کیونکہ خون اور پانی کی کمی کے لئے اس کو Dextran یا Plasma دینا ضروری ہوتا ہے۔ جس کی مقدار بہت

سے معاملات کو توجہ میں رکھ کر متعین کی جاتی ہے۔

مریض کو پانی اور دوسرے مشروبات کھلے دل سے دیئے جائیں۔ مگر جب وہ ہوش میں ہو اور نگلنے کی طاقت رکھتا ہو۔

زخموں کو عفونت سے بچانے کے لئے جراثیم کش ادویہ دی جائیں۔

تشنج سے بچانے کا ٹیکہ ATS پوری احتیاط کے ساتھ لگایا جائے کہ وہ جان لیوا بھی ثابت ہو سکتا ہے بہتر یہ ہے کہ ہر شخص تندرستی کی حالت میں بچوں کو حفاظتی ٹیکے لگانے کے مراکز سے TT کا ٹیکہ لگوا کر خود کو اس بیماری سے ہمیشہ کے لئے محفوظ کروا لے۔ ورنہ مصیبت کی گھڑی میں حادثات ہو سکتے ہیں۔ اگر جلد کی موٹائی کا ایک تہائی تک حصہ جلا ہے تو داغ نہ رہے گا۔ زیادہ جلنے کی صورت میں داغ۔ گوشت کے لوتھڑے سے اور ہاتھ پیروں میں بد نمائی پیدا ہو سکتی ہے۔ جس کا ڈاکٹروں کے پاس ابتدا میں بندوبست ہے مگر ہو جانے کے بعد وہ معذور ہیں۔

طب نبویؐ

سب سے پہلا کام آگ کو بجھانے کا ہے۔ مریض کے جسم کو شعلے لگ رہے ہوں تو اس پر کوئی کمبل۔ دری یا بھاری کپڑا ڈال کر شعلوں کو ختم کر کے مزید نقصان سے بچایا جائے۔ آگ خواہ جسم پر لگی ہو یا کسی عمارت پر اس کے بارے میں حضرت عمرو بن شعیبؓ اپنے والد محترمؓ اور دادا سے روایت کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا۔

وإذا رأيتم الحريق۔
فكبروا، فإن التكبير يطفئه۔ (ابنِ حاکم)

("جب تم آگ کو جلتا یا کسی کو آگ میں پھنسا دیکھو تو اللہ تعالیٰ کی بزرگی (تکبیر) بیان کرو۔ کیونکہ اس کی تکبیر آگ کو بجھا دیتی ہے۔")

ابن القیمؒ تصدیق کرتے ہیں کہ آتش زدگی کے متعدد مواقع پر جب "اللہ اکبر" بارہ

بار کہا گیا تو آگ بجھ گئی۔ ابن حزم اندلسی اور دیگر محدثین بیان کرتے ہیں کہ آگ شیطان کے زیر اثر ہے۔ اس لئے جب اس کے سامنے اللہ تعالیٰ کی بزرگی کا اعلان کیا جائے تو اس کا بجھ جانا ایک لازمی نتیجہ ہے۔ یہ بزرگان اس مسئلے کی تفصیل میں کہتے ہیں کہ کسی فرد کو آگ سے تکلیف اور نقصان ہونا ایک شیطانی کارنامہ ہے۔ اس لئے جب اللہ کی بزرگی بیان کی جائے گی تو مجروح کی نجات لازی امر ہے۔

جنگ احد میں مجروح ہونے پر نبی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کا جو علاج کیا گیا وہ آج بھی ہر قسم کے زخموں کے لئے جدید ترین ہے۔ ان کے زخموں کو پانی سے بار بار دھویا گیا۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ جراثیم کو دور کرنے کے علاوہ جلد پر بار بار ٹھنڈا پانی پڑنے سے اس کی پھیلی ہوئی رگیں سکڑ گئیں۔ جدید سرجری کی اکثر کتب میں بڑا واضح ملتا ہے کہ مریض پر ٹھنڈے پانی کی پٹیاں رکھیں یا اس کے متاثرہ حصے کو تھوڑی دیر کے لئے پانی میں ڈبو دیں۔ ان کے دور رس نتائج ہیں۔ زخم اگر بن بھی گیا تو اس میں سوزش پیدا کرنے والے عناصر نہ ہونگے۔ اور ٹھنڈا پانی درد اور جلن کو کم کر دیتا ہے۔

ذریرہ کو انہوں نے گھر میں پھوڑے پھنسیوں کے لئے تجویز فرمایا۔ ان سے یہ دوائی سیکھ کر بو علی سینا اس کے دوسرے فوائد کا مطالعہ کرنے کے بعد لکھتا ہے۔

"جلے ہوئے کے زخموں کے لئے گلاب کے عرق میں سرکہ ملا کر اس میں ذریرہ سے بہتر کوئی دوائی نہیں۔"

ذریرہ کو ہمارے یہاں باچھ کہتے ہیں۔

برگ مہندی	——	80 گرام
باچھ (ذریرہ)	——	15 گرام
کلونجی	——	15 گرام
روغن زیتون	——	300 گرام

اس نسخہ کا ہر جزو دافع عفونت یعنی Antiseptic ہے۔ ان میں سے ہر جزو زخموں کو مندمل کرنے کی طاقت رکھتا ہے جبکہ طب جدید میں مندمل کرنے والی کوئی دوائی نہیں ہوتی۔ روغن زیتون دیکھنے میں چکنا ہے لیکن جلد ہی جذب ہو جاتا ہے۔ اس لئے اس تیل کو دن میں 3-2 مرتبہ لگانا زیادہ مفید رہتا ہے۔ روغن زیتون زخمون کو صاف کرنے اور مندمل کرنے میں نبی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سے تائید مزید کا حامل ہے۔

زخموں کے بھرنے کے بعد آنے والے گوشت کے لوتھڑوں یعنی Keloids اور رنگ اڑ جانے کی وجہ سے پیدا ہونے والے سفید داغوں کا علاج ان کے اپنے عنوانات تلے درج ہے۔

مسے WARTZ-VERRCUAE

جلد کی اوپر والی تہ Epidermis یا لعاب دار جھلیوں سے انگلی کی شکل کے مسے اکثر بچوں کو نکلتے ہیں۔ یہ وائرس سے ہونے والی ایک ہلکی سوزش کا نتیجہ ہوتے ہیں۔ جس کا آسانی سے احساس نہیں ہوتا۔ کسی تندرست شخص کی جلد میں وائرس کے داخلے کا صریح وقت کا پتہ چلانا ممکن نہیں۔ اس لئے یہ کہنا ممکن نہیں ہوتا کہ وائرس جسم میں کب داخل ہوا اور اس نے اپنی آمد کے کتنے عرصہ کے بعد مسے پیدا کئے۔ البتہ تجرباتی طور پر لیبارٹری میں جب Papovavirus کسی شخص کی جلد میں جان بوجھ کر داخل کیا جاتا ہے تو مسہ نکلنے میں کئی مہینے لگ جاتے ہیں۔ یہ تندرست جلد میں داخل نہیں ہوسکتے۔ اگر جلد پر کوئی خراش آجائے اور خاص طور پر جب وہ گیلی اور گرم ہو تو وائرس کو اندر داخل ہونے کا موقعہ مل جاتا ہے۔

ایٹمی خوردبین سے اس وائرس کو دیکھا گیا ہے۔ بلکہ مسے کو جب اس خوردبین میں برابر کر کے دیکھیں تو وہ گول گول ٹکوں کی صورت میں نظر آتے ہیں۔ جسم کے مختلف حصوں پر ہونے والے مسوں کی شکلیں مختلف ہوسکتی ہیں کیونکہ پیدا کرنے والے وائرس بھی شکل میں تھوڑے بہت مختلف ہوتے ہیں۔ خاص طور پر اعضائے تناسل کے ارد گرد ہونے والے مسے دوسروں سے ہیئت میں جدا ہوتے ہیں اور ان کا وائرس بھی مختلف ہوتا ہے۔

یہ بات اب حتمی طور پر ثابت ہوگئی ہے کہ بعض لوگوں کی جلد یا جسم میں ان اقسام کے وائرس کے خلاف قوت مدافعت پائی جاتی ہے۔ وائرس کو اگر کسی ترکیب سے ان کی جلد میں داخل بھی کردیا جائے تو ان کو مسے نہیں نکلتے۔ لیکن یہ قوت مدافعت کن حالات یا کن

غذاؤں سے پیدا ہوتی ہے ابھی تک معمہ بنی ہوئی ہے۔ خون کے سرطان کی مختلف قسموں اور اس نوعیت کی دوسری سرطانی کیفیات کے مبتلاؤں میں مسے Hodgkins Disease زیادہ نکلتے ہیں۔

مسوں کی بیماری دنیا کے ہر ملک اور ہر آب و ہوا میں ہو سکتی ہے۔ پچھلے سالوں میں مسلسل مشاہدات سے معلوم ہوا کہ مغربی یورپ کے ممالک اور برطانیہ میں یہ بیماری روز بروز بڑھ رہی ہے۔ 20 سال پہلے امراض جلد کے شفاخانوں میں آنے والے تمام مریضوں میں 4-3 فیصدی مسوں کا شکار ہوتے تھے جبکہ گذشتہ برس ان کی تعداد 25-10 فیصدی تک بڑھ گئی۔ سکول جانے والی عمر کے بچوں میں مسے زیادہ نکلتے ہیں۔ پہلے خیال تھا کہ نوزائیدہ اور شیر خوار بچے ان سے محفوظ ہوتے ہیں۔ لیکن ایک برطانوی زچہ خانے میں ایک ایسا بچہ پیدا ہوا جس کی ناک پر پیدائش کے وقت مسہ موجود تھا۔

انگلستان کے شہر کیمبرج میں سکولوں کے بچوں کے طبی معائنہ پر 16 سال سے کم عمر بچوں میں سے 1000 کو مسے نکلے ہوتے تھے۔ ہالینڈ کے سکولوں کی ایک سروے میں 7.5 فیصدی بچوں میں مسے دیکھے گئے۔ گمان کیا جاتا ہے کہ امریکہ اور نیوزی لینڈ کے بچوں میں مسوں کی شکایت دنیا میں سب سے کم ہوتی ہے۔

ڈنمارک میں ایک سروے سے معلوم ہوا کہ 11-10 سال کے بچوں میں مبتلا ہونے کا امکان زیادہ ہے جبکہ دیگر ممالک میں 15 سال کی عمر کے بعد ہاتھوں اور پیروں پر مسے نہیں نکلتے۔ ان کی عام اقسام یہ ہیں۔

کیمبرج کے 1000 بچوں کے مطالعہ سے معلوم ہوا:

عام اور سادہ سے مسے	70 فیصدی
ہتھیلیوں کے مسے	24 فیصدی
چوڑے مسے	3.5 فیصدی

سخت مسے (Fibrous Wartz) 2.0 فیصدی

سادہ اور عام مسے: عام طور پر بچوں کے ہاتھوں کی پچھلی طرف یا چہرے پر نکلتے ہیں۔ یہ ہموار، ملائم اور چھوٹے ہوتے ہیں۔ ان کا سرا چوڑا اور جلد کے ہم رنگ ہوتے ہیں۔

سخت اور کھردرے مسے: یہ زیادہ طور پر ہاتھوں اور پیروں پر نکلتے ہیں ان کی جسامت سوئی سے لے کر مٹر کے دانے تک ہو سکتی ہے۔ ہاتھ لگانے میں سخت اور کھردرے ہوتے ہیں۔ یہ زیادہ طور پر ہلتے جلتے نہیں۔ ان کی ایک قسم Verruca Necrogenica کہلاتی ہے۔ زیادہ تر گوشت کا کام کرنے والے قصابوں اور مردہ خانوں میں کام کرنے والے عملہ کے ہاتھوں پر نکلتے ہیں۔

انگلی کی شکل کے مسے: یہ نرم ملائم، چھوٹے چھوٹے، شکل میں انگلی کی طرح کے ہوتے ہیں۔ زیادہ طور پر چہرے اور گردن پر نکلتے ہیں۔

ہتھیلیوں اور پیروں کے مسے: ہتھیلیوں اور پیروں پر نکلنے والے یہ مسے بڑے گہرے اور سخت ہوتے ہیں۔ چونکہ ان پر دباؤ بڑھتا رہتا ہے اس لئے اوپر سے چوڑے ہو جاتے ہیں۔ پیر کے انگوٹھوں کے بیرونی جانب اور ایڑھیوں کے علاقہ میں دو تین مسے مل کر ایک بڑی ٹھیک بنا لیتے ہیں جو تکلیف دہ ہوتے ہیں لیکن یہ پیروں پر نکلنے والی چنڈیوں سے مختلف ہوتے ہیں۔

اعضائے تناسل کے مسے: یہاں پر مسوں کی بڑی بڑی خبیث قسمیں دیکھنے میں آتی ہیں۔ گلابی رنگ کے یہ مسے کسی بھی حصے میں نمودار ہو سکتے ہیں۔ ہم نے ان کو پیشاب کی نالی کے اندر بھی دیکھا ہے۔

وبائی صورت حال اور چھوت: دیکھا گیا ہے کہ جب ایک بچہ اپنے ہم جماعتوں سے سوزش حاصل کر کے گھر آتا ہے تو یہ بیماری اہل خانہ میں پھیلا دیتا ہے۔ متعدد مطالعاتی

جائزوں سے معلوم ہوا کہ بعض گھروں کے 50 فیصدی تک افراد کو مسے نکل آئے۔ جرمنی میں عام طور پر اس کے شکار 0.50 فیصدی سے زائد نہیں ہوتے۔ جبکہ ایک چھاؤنی میں جرمن فوج کے 24-19 سال کی عمر کے 2600 سپاہیوں میں ان کی شرح 3 فیصدی پائی گئی۔

یہ اب ثابت ہو چکا ہے کہ یہ بیماری متعدی ہے۔ ایک سے دوسرے کو چھونے یا قریبی تعلق میں آنے کے علاوہ کپڑوں سے بھی پھیل سکتی ہے۔ نہانے کے وہ تالاب جہاں رنگ برنگ کے لوگ جاتے ہیں۔ بیماری کے پھیلاؤ کا سب سے بڑا ذریعہ ہوتے ہیں۔ ان کے بعد لانڈریوں کا نمبر آتا ہے۔ جہاں پر مریضوں کے کپڑے تندرست افراد سے تعلق میں رکھے جاتے ہیں۔

اگر کسی کو بار بار مسے نکل رہے ہوں یا وہ تعداد میں بہت بڑھ جائیں تو وہ جسم کے اندر کسی سبب کو تلاش کرے۔ عین ممکن ہے کہ کسی جگہ سرطان ہو جو ابھی توجہ میں نہ آیا ہو۔

علامات: عام حالات میں ایک سادہ مسے کی کوئی علامت نہیں ہوتی۔ جلد پر اگر کوئی ہلکی چوٹ لگے تو اس کے بعد مسے نکل سکتے ہیں۔ کیونکہ چوٹ سے پیدا ہونے والی خراش وائرس کو جلد میں داخل ہونے کا راستہ دیتی ہے۔ ہتھیلی اور تلوے کے مسوں میں اکثر درد ہوتا ہے۔ عام طور پر یہ ہاتھوں کی پچھلی طرف۔ گردن۔ کمر اور چہرے کے ارد گرد ہوتے ہیں۔ جبکہ 12 سال سے چھوٹے بچوں میں یہ گھٹنوں کے ارد گرد یا جسم کے کسی بھی حصے پر ہو سکتے ہیں۔

نمودار ہونے کے چند ماہ کے بعد اکثر مسے اپنے آپ گر جاتے ہیں۔ ورنہ کسی خاص تبدیلی کے بغیر سالوں قائم رہتے ہیں۔ ناخنوں کے نیچے یا آنکھوں کی پلکوں کے ساتھ کے مسے اپنے محل وقوع کی وجہ سے تکلیف کا باعث بن جاتے ہیں۔ اگرچہ یہ اپنے حجم میں اضافہ نہیں کرتے۔ لیکن بڑھنے والے مسے بھی دیکھے گئے ہیں۔ ایک 65 سالہ بوڑھے کے چہرے پر نکلا ہوا مسہ بعد میں سرطان میں تبدیل ہو کر اس کی موت کا باعث بن گیا۔

یہ درست ہے کہ مسے وائرس سے پیدا ہونے والی سوزش کا مظاہرہ ہیں۔ لیکن تشخیص یا تحقیق کے بعد کسی نے کبھی مسوں کا لیبارٹری میں امتحان کر کے ان سے وائرس بر آمد نہیں کئے۔ اس لئے بیماری کی تشخیص اور علاج کا فیصلہ معالج کی اپنی قابلیت پر منحصر ہے۔

علاج

مسوں کا بہترین علاج ان کو نکال دینا ہے۔ نکالنے کے لئے متعدد طریقے روج ہیں۔

1- ہومیو پیتھک علاج: ہومیو پیتھک طریقہ علاج میں مقامی پودا "مورپنکھ" کا جوہر ان کے اپنے طریقے سے Thu ja Occidenta کے نام سے تیار کیا جاتا ہے۔ ہم نے اس کی 30 طاقت کے 10 قطرے صبح' شام بہت سے مریضوں کو دیتے۔ چند ایک کو بہت فائدہ ہوا اور کچھ پر کوئی اثر نہ ہوا۔ پرنسپل ڈاکٹر خالد مسعود قریشی صاحب کی گرامی رائے میں ہمارے بعض مریضوں کی علامات تھوجا کی بجائے کسی دوسری دوائی کی طلبگار تھیں۔

انجماد: ہسپتالوں میں لاہوری پھوڑے کے علاج کے لئے کاربن ڈائی آکسائیڈ گیس سے برف بنائی جاتی تھی۔ اس برف سے پھوڑے کو جلایا جاتا تھا۔ یہ برف اگر مسے پر لگائی جائے تو دو تین مرتبہ ہی لگانے سے ہمیشہ کے لئے ختم ہو جاتا ہے۔

سیال نائٹروجن کا درجہ حرارت برف سے کئی گنا کم ہوتا ہے۔ اکثر مریضوں میں ایسی یخ نائیٹروجن ایک مرتبہ لگانے سے بھی مسے جھڑ جاتے ہیں۔

مسوں کا یخ کر کے علاج بڑا یقینی ہے۔ اس کا سب سے بڑا فائدہ یہ ہے کہ بعد میں داغ نہیں رہتا۔ لیکن منجمد کرنے والی ادویہ آسانی سے میسر نہیں۔ اس عمل کو Cryosurgery کہتے ہیں۔

تحریق: مسوں کو بجلی کے شعلے سے جلایا جا سکتا ہے۔ جلد کو سن کر دینے کے بعد خصوصی آلہ

کے ذریعہ بجلی کا باریک شعلہ مسے کی جڑ پر لگایا جاتا ہے۔ جس سے وہ جل جاتا ہے۔ دوبارہ نکلنے کے امکانات بہت کم ہیں۔

لگانے والی ادویہ: بازار میں چنڈیوں کے لئے Corn Caps یا Corn Plaster کی شکل میں متعدد پلاسٹر آتے ہیں۔ ان کو اگر مسوں پر لگایا جائے تو یہ مسے کو بھی اتار دیتے ہیں۔ یہ پلاسٹر عام طور پر Podophyllin--Salicylic Acid سے مرکب ہوتے ہیں۔ ان میں سے یہ دوائی بذات خود بھی اس ضرورت کے لئے اہم ہے۔

Trichloracetic Acid کا 50 فیصدی محلول اگر آس پاس کی جلد کو محفوظ رکھتے ہوئے لگایا جائے تو دو ایک مرتبہ میں مسوں کو ختم کر دیتا ہے۔ Phenol کا 95 فیصدی محلول یا Salicylic Acid کا 20 فیصدی محلول بڑی اہمیت اور افادیت رکھتے ہیں۔

لگانے والی تمام ادویہ گوشت یا جلدی کو جلا دینے کی صلاحیت رکھتی ہیں۔ ان کو لگانے کے لئے خصوصی احتیاط کی ضرورت ہوتی ہے۔ عام طریقہ یہ ہے کہ مسے کے ارد گرد کولڈ کریم یا ویسلین لگا دی جائے اور مسے کو ننگا چھوڑ دیا جائے۔ پھر نیل پالش لگانے والے باریک برس کے ساتھ پسندیدہ دوائی لگا دی جائے۔ خشک ہونے کے 5-4 گھنٹہ بعد اسے دھو دیا جائے۔ اس طرح ہفتہ میں ایک مرتبہ کرنا کافی رہتا ہے۔

لاہور کے ایک ادارے نے ایک برطانوی کمپنی کی مسوں کے لئے خصوصی دوائی Duofilm درآمد کی ہے۔ اسے پوری احتیاط کے ساتھ اگر لگایا جائے تو نہایت کار آمد دوائی ہے۔

طب نبویؐ

طب نبوی میں مذکور ادویہ سے مندرجہ ذیل نسخہ تیار کیا گیا۔

لوبان	——	10 گرام
معترفارسی	——	20 گرام
مرمکی	——	20 گرام
حب الرشاد	——	30 گرام
سناء مکی	——	30 گرام

کو پیس کر 800 گرام پھلوں کے سرکہ Fruit Vinegar میں 10 منٹ پکایا گیا۔ پھر چھان کر لوشن کو مسوں پر بے کھٹکے لگایا گیا۔ کیونکہ ان اجزاء میں سے کوئی بھی جلد کے لئے مضر نہیں۔

ایک صاحب جنسی کمزوری کے لئے کسی نیم حکیم کے زیر علاج تھے۔ حکیم صاحب نے مقامی طور پر بعض ادویہ استعمال کیں۔ جس سے جلد کا بیشتر حصہ جھلس گیا۔ ان زخموں کے راستے وائرس بھی جلد میں گھس گئے۔ زخموں کے ٹھیک ہو جانے کے عرصہ بعد ان کو تمام نچلے حصہ پر مسے نمودار ہو گئے۔ جو تعداد میں ان گنت تھے۔ ایک جوان آدمی کی ایسی خراب حالت دیکھ کر سخت افسوس ہوا۔ بالائی نسخہ میں لوبان کی جگہ Acid Benzoic کے 5 گرام ڈالے گئے۔ کیونکہ بازار میں ملنے والا لوبان غیر یقینی تھا۔ دو ہفتوں میں تمام مسے گر گئے۔

جسم کے نازک حصوں پر تیز اور جلا دینے والی ادویہ دیسی / ولائتی خطرناک کام تھا۔ اس لئے مسئلہ کو طب نبوی کی محفوظ ادویہ سے حل کیا گیا۔

لعاب دار مسے

MOLLUSCUM CONTAGIOSUM

چھوت سے ہونے والے مسوں کی ایک قسم ایسی ہے جس میں سفید رنگ کا لیسدار مادہ بھرا ہوتا ہے۔ ان کے اوپر کی چوٹی تکونی ہونے کے بجائے اس میں گڑھا سا پڑا ہوتا ہے۔ بچوں کو زیادہ نکلتے ہیں اور جب نکلتے ہیں تو درجنوں کی تعداد میں نکلتے ہیں۔

یہ متعدی بیماری ہے جس کا سبب ایک وائرس ہے جو چیچک کے وائرس کے خاندان سے ملتا جلتا ہے۔ لیکن یہ Poxvirus اور Orthopoxvirus کے درمیان ان سے ملتی جلتی چیز ہے۔ پہلے خیال تھا کہ جن لوگوں کو چیچک سے بچاؤ کا ٹیکہ لگا ہو ان کی قوت مدافعت اس کے خلاف بھی موثر رہتی ہے۔ لیکن وقت کے ساتھ یہ گمان غلط ثابت ہوا۔ انسانوں کے علاوہ چمپینزی بندر اور آسٹریلیا کے کینگرو بھی اس بیماری کو قبول کر لیتے ہیں۔ لیکن جنگل کی آزاد زندگی میں کسی کینگرو میں یہ بیماری نہیں دیکھی گئی۔ بحیرۂ اوقیانوس کے کنارے کے دیہات کے 10 سال سے کم عمر بچوں میں اس کی شرح 3 فیصدی تک دیکھی گئی ہے۔ جبکہ برطانیہ میں متاثر ہونے والوں کی عمر 15-10 سالوں کے درمیان رہی۔ لیکن 24 سال کی عمر میں بھی کثرت سے دیکھی گئی۔

سکاٹ لینڈ میں ایک مرتبہ کافی نوجوان اس میں مبتلا پائے گئے۔ ان میں سے ہر مریض ایک خاص نہانے والے تالاب پر جانے والا تھا۔ دوسرے مشاہدات سے بھی یہ معلوم ہوتا ہے کہ اکثر مریض کسی نہانے والے تالاب ہی سے بیماری لائے۔ جبکہ مریض سے لگنے والی براہ راست چھوت یا مریض کے لباس سے دوسروں کو بیماری لگنا ثابت ہو چکا ہے۔

اعضائے تناسل کے اردگرد ہونے والے مسے عام طور بد چلنی سے پیدا ہوتے ہیں۔ آوارگی کی وجہ سے لاحق ہونے والی جنسی بیماریوں کی فہرست میں اب ان کو بھی شامل کرلیا گیا ہے۔

علامات: مریض سے تعلق میں آنے کے 50-14 دن بعد تعلق والے مقام کے آس پاس موتی کی طرح کے سفید اور چمکدار دانے نمودار ہوتے ہیں۔ ایک عام آبلے کی لمبائی ایک ملی میٹر ہوتی ہے۔ بیماری اگر لمبی ہو جائے تو 12-6 ہفتوں میں ان کا رقبہ 10-5 ملی میٹر ہو سکتا ہے۔ اس بیماری کا وائرس مشابہت کے لحاظ سے لاکڑا کاکڑا اور چیچک کے خاندان سے تعلق رکھتا ہے۔ اس لئے بیماری کے دانوں میں چیچک اور لاکڑا کاکڑا کی سی جھلک پیدا ہو جاتی ہے۔ ان دانوں میں آبلوں کی مانند رطوبت ہوتی ہے۔ اگر ان پر کوئی چوٹ لگے یا قوت مدافعت کمزور ہو تو ان میں پیپ پڑ جاتی ہے۔ اوپر چھلکے آتے ہیں اور آبلے کی ہیئت ختم ہو جاتی ہے۔ کینسر کی ادویہ کھانے والوں اور کورٹی سون کے مرکبات استعمال کرنے والوں کے اجسام پر یہ آبلے تعداد اور ضخامت میں بڑھ جاتے ہیں۔

دانوں کی تعداد اور بیماری کا عرصہ آب و ہوا سے بھی تعلق رکھتا ہے۔ مثلاً گرم اور خشک آب و ہوا میں رہنے والوں کو یہ دانے عام طور پر گردن اور ہاتھوں پر نکلتے ہیں۔ بغلوں کے اردگرد زیادہ ہوتے ہیں۔ استوائی علاقوں کے بچوں میں یہ آبلے پلکوں، چہرے، سر بلکہ زبان اور ہونٹوں پر بھی نکل سکتے ہیں۔ جسم کا کوئی حصہ ان سے محفوظ نہیں ہوتا۔ ایک عام مریض میں علاج کے بغیر بھی 9-6 ماہ میں یہ دانے آہستہ آہستہ ختم ہو جاتے ہیں۔ لیکن ایسے مریض بھی دیکھنے میں آتے ہیں جن کے آبلے 5 سالوں تک بھی موجود رہے۔ البتہ 10 فیصدی میں یہ ایگزیما کی شکل اختیار کر لیتے ہیں۔ جسم میں اس وائرس کی موجودگی آنکھوں اور دماغ کی جھلیوں میں سوزش کا باعث بھی ہو سکتی ہے۔

ان کی تشخیص کے لئے لیبارٹری سے کوئی امداد میسر نہیں آسکتی۔ عام حالات میں

آبلوں کی موجودگی اور ان کی بیٹھی ہوئی چھت سے بیماری کا پتہ چل جاتا ہے۔ ان پر سن کرنے والی دوائی Ethyl Chloride کا سپرے کریں تو ٹھٹھر کر سکڑ جاتے ہیں۔ جس سے ان کی شکل وصورت واضح اور نمایاں ہو جاتی ہے۔

بعض لوگ ان کو کاٹ کر Biopsy کروانا پسند کرتے ہیں۔ چونکہ بیماری خطرناک نہیں اور تشخیص میں ایسی کوئی مشکلات بھی نہیں ہوتیں اس لئے اس تکلیف دہ ترکیب کی ضرورت پیدا نہیں ہوتی۔

علاج

پرانے ڈاکٹر ماچس کی تیلی کو پنسل کی طرح بنا کر اس کی نوک کو کاربالک ایسڈ میں ڈبو کر ہر دانے میں باری باری داخل کر دیتے تھے۔ ہاتھوں پیروں کے لئے یہ عمل اب بھی برا نہیں۔ لیکن چہرے کے دانوں کے لئے یہ ترکیب ناپسندیدہ ہے۔

1- اگر ایک ہی جگہ پر کافی تعداد میں آبلے ہوں تو اس حصہ کو سن کر کے تیز مصفا چاقو سے کھرچ کر ختم کر دیا جاتا ہے۔

2- کسی ملائم لکڑی جیسے کہ خلال یا ماچس کی تیلی کو پنسل کی طرح بنا کر ٹنکچر آیوڈین (TR.Iodine) میں بھگو کر ہر آبلے میں علیحدہ علیحدہ ڈال کر اسے اندر سے جلا دیا جاتا ہے۔

3- سپرٹ یا الکحل میں Podophyllin کا 20 فیصدی محلول ہفتے میں 3-2 مرتبہ ان پر لگایا جائے۔

4- ہم نے Duofilm کا محلول زیادہ مفید پایا۔ آس پاس کی جلد کو دوائی کی تیزی سے بچانے کے لئے کولڈ کریم یا ویسلین لگا کر باریک برش سے یہ محلول لگایا جاتا ہے۔ چار گھنٹے کے بعد اسے دھو دینا چاہئے۔ عام طور پر 5-4 مرتبہ میں جان چھوٹ جاتی ہے۔

طب نبویؐ

سناء مکی	——	10گرام
مرمکی	——	10گرام
لوبان	——	10گرام
کلونجی	——	10گرام

کو پیس کران کو 400 گرام پھلوں کے سرکہ Fruit Vineger میں ملا کر 5 منٹ ہلکی آنچ پر ابالنے کے بعد کپڑے میں چھان کر آبلوں پر روزانہ لگایا جائے۔ لوبان اگر یقینی نہ ہو تو اس کی جگہ Benzoic Acid-3 گرام استعمال کیا جا سکتا ہے۔

عام طور پر اکثر بچے 15-10 دن میں شفایاب ہو گئے۔

جلد کی دق LUPUS VULGARIS

تپ دق جسم کے کسی بھی حصہ کو متاثر کر سکتی ہے۔ سرد ممالک میں جلد کی دق ایک عام بیماری ہے اگرچہ گرم ممالک میں یہ زیادہ دیکھنے میں نہیں آتی۔ لیکن لاہور میں اکثر اوقات ایسے مریض نظر آتے رہتے ہیں۔

تپ دق کے جراثیم جسم میں داخل ہونے کے بعد جسم کے کسی بھی حصہ کو اپنی لپیٹ میں لے سکتے ہیں۔ لیکن جلد کا متاثر ہونا روزمرہ کا مشاہدہ نہیں ہوتا۔ اس مفروضہ کی وضاحت کرتے ہوئے متعدد خیالات زیر بحث آتے رہے ہیں۔ مثلاً جن کے جسم میں قوت مدافعت موجود ہے۔ ان کے پھیپھڑے متاثر نہیں ہوتے۔ اس لئے جراثیم جلد پر کوشش شروع کر دیتے ہیں۔ کام کاج کے دوران کوئی خراش آجائے یا شیو کے دوران زخم آجائے تو اس راستے جراثیم جلد میں داخل ہو کر بیماری پیدا کر سکتے ہیں۔ کہا جاتا ہے کہ خسرہ کے حملہ سے جسم میں قوت مدافعت کمزور پڑنے کے بعد جلد میں دق کی نشوونما کی گنجائش پیدا ہو جاتی ہے۔ ماہرین کے ایک گروہ کا خیال ہے کہ تپ دق سے متاثر غدودوں یا پھوڑوں سے نکلنے والی پیپ بھی اس صورت حال کو پیدا کر سکتی ہے۔

ابتدا جسم کے کسی بھی حصہ سے ہو۔ مریض کے ہاتھوں یا خون کے ذریعہ بیماری دوسرے مقامات تک سفر کر سکتی ہے۔

دق کے جراثیم کی تین اہم قسمیں مشاہدوں میں آتی ہیں۔ انسانی، حیوانی اور پرندوں کی اقسام Human-Bovine-Avian کے نام دیئے گئے ہیں۔ خیال کیا جاتا تھا کہ

آنتوں کی دق ہمیشہ جراثیم کی حیوانی قسم سے ہوتی ہے۔ لیکن پاکستان میں دق کے مریضوں کے طویل معائنوں کے بعد پروفیسر عبدالمجید خان نے معلوم کیا ہے کہ یہ بیماری انسانی قسم سے ہی زیادہ طور پر ہوتی ہے۔ لیکن جلد کی دق کے بارے میں امریکی ماہرین نے 4000 مریضوں میں سے صرف 6 فیصدی کے زخموں میں سے جراثیم کی موجودگی پائی اور ان میں سے نصف حیوانی قسم کے تھے یعنی 120 کے جراثیم کی نوعیت واضح ہو سکی۔

اس کا زیادہ تر شکار خواتین ہوتی ہیں۔ ماہرین نے ابتدا میں اسے بچوں میں زیادہ کثرت سے پایا۔ لیکن قوت مدافعت سے واقفیت۔ بچوں میں BCG کے ٹیکوں اور دق کے مریضوں کی تعداد میں کمی کے باعث اس کے مریضوں کی تعداد میں متعدد بہ کمی آگئی ہے۔ لیکن یہ کمی ترقی یافتہ ممالک میں ان کے ذرائع کی وجہ سے ہوئی۔ البتہ پاکستان جیسے غریب ممالک میں جلد کو لگنے والی مسلسل دھوپ جراثیم کی ہلاکت کا باعث بن جاتی ہے۔ اس کے اسباب میں سے ایک دلچسپ مفروضہ یہ ہے کہ دق کے جراثیم بعض کونوں کھدروں میں مہینوں تک چھپے رہ سکتے ہیں۔ گوشہ نشینی کے اس طویل عرصہ میں وہ جلد میں کسی شگاف کے منتظر رہتے ہیں۔ جیسے ہی کہیں دراڑ ملی یہ اس راستے سے گھس کر بیماری پیدا کرنے میں کامیاب ہو جاتے ہیں۔

علامات: ابتدا پھنسیوں سے ہوتی ہے۔ جن میں پانی پڑتا ہے۔ چھلکے آتے اور ایگزیما کی سی شکل بن جاتی ہے۔ اس بیماری کو بالائی ہونٹ سے اوپر اس مقام سے زیادہ دلچسپی ہے جہاں ناک ختم ہو کر ہونٹ سے ملتی ہے۔ ان دانوں کو اگر شیشے کی سلائیڈ سے دبا کر دیکھیں تو یہ ہلکے سرخ رنگ میں شفاف جھلک دیتے ہیں جسے ماہرین نے سیب کی جیلی کی سی شکل قرار دیا ہے۔ Apple Jelly Appearance اس بیماری کا امتیازی نشان ہے۔

چھوٹے چھوٹے سرخ رنگ کے چھلکوں والے دانے ایسے لگتے ہیں کہ جیسے جلد میں دھنس کر نگینوں کی طرح جڑے ہیں۔ چہرے کے علاوہ جسم کے دوسرے تمام حصے یکساں طور

پر متاثر ہو سکتے ہیں۔ اکثر مریضوں میں ایک وقت میں ایک حصہ متاثر ہوتا ہے۔ اس پر چھلکے آکر تندرست ہو جانے کے بعد بدنما داغ رہ جاتے ہیں اور پھر بیماری کسی دوسرے مقام پر نمودار ہو جاتی ہے۔ مریض کی عمر جتنی زیادہ ہو بیماری اتنی زیادہ شدت سے آتی ہے۔ عام حالات میں یہ لمبی بیماری ہے۔ جیسے کہ بدنما داغوں اور چھلکوں والے مقامات سے کینسر بھی نمودار ہو سکتا ہے۔ چونکہ اس کے علاج میں بنفشی شعائیں شروع سے ہی استعمال ہو رہی ہیں اس لئے لوگوں کا خیال رہا ہے کہ ان شعاؤں نے جلد میں کینسر پیدا کیا۔ لیکن کینسر ایسے مریضوں کو بھی ہوا جن کے شعائیں نہیں لگی تھیں۔ اس لئے کینسر کو بیماری کا انجام ہی قرار دیا جا سکتا ہے۔

جلد کے علاوہ ساتھ میں دق جسم کے دوسرے اعضاء میں بھی موجود ہو سکتی ہے 11 فیصدی مریضوں میں آنتوں یا غدودوں یا پھیپھڑوں میں بھی دق کی بیماری موجود پائی گئی۔

بیماری اپنے آپ کو کسی ایک جگہ پر محدود نہیں رکھتی۔ مختلف اقسام میں ظاہر ہونے کے ساتھ ساتھ جسم کے متعدد حصوں کو بدنما کرتی رہتی ہے۔

افریقی اقوام میں بیماری کی ابتدا ایک پھنسی سے ہوتی ہے جو کہ پھیلتی ہوئی آنکھوں، ناک، کان اور ہونٹوں کے اردگرد پھیل کر چہرے کو بھیانک بنا دیتی ہے۔ چین میں جلد کی دق مسوں کی شکل اختیار کرتی ہے۔ جن کا رنگ سرخ اور 90 فیصدی میں چہرہ، سر اور گردن متاثر ہوتے ہیں۔

تشخیص: عام حالات میں اس بیماری کی تشخیص میں لیبارٹری سے زیادہ مدد میسر نہیں آسکتی۔ تشخیص کا زیادہ تر دارومدار معالج کی ذاتی صلاحیت پر ہے۔ سرخ دانے جن میں بھورا پن جھلک رہا ہو گھمکٹوں کی شکل میں جب نمودار ہوں اور ان کے پاس یا درمیان میں بدنما چھلکوں کے داغ نظر آئیں تو اسے جلد کی دق ہی قرار دیا جاتا ہے۔ شیشے کی سلائیڈ سے دبائیں تو یہ سیب کی جیلی سے بھرے ہوئے معلوم ہوتے ہیں۔

دق میں خون کا ESR بڑھ جاتا ہے اور اکثر اوقات تشخیص اسی پر مبنی ہوتی ہے۔ لیکن اس بیماری میں ESR زیادہ نہیں بڑھتا۔ چند ہی مریضوں میں یہ 25mm سے بڑھ کر تشخیصی اشارہ دیتا ہے پھنسیوں کو چھیل کران کے مواد کو Ziehl Nelson کے طریقہ سے دیکھا جاسکتا ہے۔ لیکن اس طریقہ سے تقریباً 8 فیصدی مریضوں میں جراثیم دیکھے جاسکے۔ جبکہ اسے کوڑھ سے علیحدہ سمجھنا بھی ضروری ہوتا ہے۔ پھنسیوں کی لیس کو لیبارٹری میں کلچر کیا جاسکتا ہے۔ جس کا جواب تقریباً مہینہ بھر کے بعد ملتا ہے۔ اور اگر جراثیم نہ ملیں تو اس کا ہرگز یہ مطلب نہیں کہ مریض کو دق نہیں ہے۔

تشخیص کا یقینی طریقہ Biopsy ہے۔ زخم سے ایک ٹکڑا کاٹ کر اس کو خوردبینی معائنہ کے لئے پتھالوجسٹ کے پاس بھیجا جائے۔ وہ اس ٹکڑے کے مطالعہ کے بعد یقینی تشخیص مہیا کرسکتا ہے۔ ہمارے ایک مریض کے زخم سے آپریشن کے ذریعہ ایک نمونہ نکالا گیا۔ جس کے خوردبینی معائنہ کے بعد یہ رپورٹ میسر آئی۔

Recieved a portion of skin from the upper lip.

Histology : The Section showed multiple caseating granulomas with langhans type of gaint.

The tissue was stained with modified Ziehl Neelsun method. It showed Acid fast bacili.

Sd / G.R. Qazi

لیبارٹری سے اس یقینی تشخیص کو حاصل کرنے کے لئے مریض کو اذیت کے مراحل سے گزرنا پڑتا ہے اور یہ امکان موجود ہے کہ زخم اگر چہرے پر ہو تو اس کا بدنما داغ ہمیشہ کے لئے باقی رہ جائے۔

علاج

پرانے ڈاکٹر مریض کو مچھلی کا تیل پلاتے تھے۔ کھانے میں وٹامن ڈی کی گولیاں Calciferol بڑی مقبول تھیں۔ داغ اگر چہرے پر نہ ہوں تو ان پر بنفشی شعائیں Ultra Violet Rays کا ایک طویل کورس اب بھی مقبول ہے۔

تپ دق کی جدید ادویہ کے بعد کہتے ہیں کہ یہ بیماری بڑی آسان ہو گئی ہے۔ ایک عام مریض کو INH کی 100 ملی گرام روزانہ دی جاتی ہے۔ اور اگر جسم میں کسی اور جگہ بھی دق کے زخم موجود ہوں تو پھر دق کا باقاعدہ اور مکمل علاج دیا جائے۔ جس میں Rifampinic + INH-Myambutol وغیرہ دیئے جائیں۔ عام طور پر چھ ماہ کا علاج کافی ہوتا ہے۔ مگر اس کے ساتھ مریض کی عمومی صحت پر توجہ دی جائے۔ مچھلی کا تیل دق کے علاوہ جلد کی بیماری میں مفید ہے۔ وٹامن کی گولیاں۔ خون کی کمی کے لئے فولاد کے مرکبات اور عمدہ غذا کے ساتھ کھلی ہوا ضروری ہیں۔

طب نبویؐ

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ محسوس فرماتے ہوئے کہ دق اور کوڑھ کے جراثیم ایک ہی خاندان سے تعلق رکھتے ہیں دونوں کے لئے ایک ہی علاج مناسب قرار دیا ہے زیتون کا تیل کھانا اور لگانا دونوں بیماریوں میں مفید قرار دیا ہے۔ حضرت زید بن ارقمؓ روایت فرماتے ہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہم کو حکم دیا کہ ذات الجنب کا علاج قسط البحری اور زیتون کے تیل سے کریں۔ (احمد - ترمذی - ابن ماجہ)

امام عیسیٰ ترمذیؒ نے ذات الجنب کو دق قرار دیا ہے۔ اور جدید تحقیقات سے بھی یہ معلوم ہوا ہے کہ پھیپھڑوں میں سوزش (ذات الجنب) عام طور پر دق کے جراثیم کی وجہ سے

ہوتی ہے۔ اس لئے یہ علاج دق کی ہر قسم کے لئے مفید ہوگا۔ (مزید تفصیل کیلئے جذام کے علاج کا باب ملاحظہ ہو)۔

ایک عام مریض کا یوں علاج کیا گیا۔

1---- صبح نہار منہ بڑا چمچہ شہد۔ ابلتے ہوئے پانی میں

اگر کمزوری زیادہ ہو تو اس کے ساتھ 6-4 کھجوریں۔

2---- قسط شیریں۔ (پیس کر)

4۔گرام صبح۔ شام کھانے کے بعد۔

3---- سوتے وقت بڑا چمچہ زیتون کا تیل

زخم اگر زیادہ ہوں تو ان پر لگانے کے لئے۔

قسط شیریں 60 گرام

مہندی کے پتے 40 گرام

ان کو پیس کر 250 گرام روغن زیتون میں ملا کر ان کو ہلکی آنچ پر دس منٹ پکا کر چھان لیں۔ اس مرکب تیل میں کپڑا بھگو کر پٹی کی صورت باندھ دیا جائے اور اگر زخم زیادہ نہ ہوں یا چہرے پر ہوں تو انگلی سے تھوڑی تھوڑی مقدار بار بار لگا دی جائے۔

یہ ایک ایسا علاج ہے جو اس سے ملتی جلتی تمام بیماریوں میں بھی مفید ہے۔ مثلاً مریض کو اگر دق نہ ہوتی اور زخم جلد کی سوزش کے ہیں تو بھی یہ نسخہ بہر حال مفید ہوگا۔ کوڑھ اور جلد کی دوسری بیماریوں میں بھی اس کی افادیت مسلمہ ہے۔

مریض کو جلد کے علاوہ جسم کے کسی اور حصہ پر دق کا حملہ بھی اگر ہو تو یہی علاج اس کے لئے بھی انشاء اللہ کافی ہوگا۔ اس طریقہ سے دق کا مکمل علاج 6-4 ماہ میں مکمل ہو جاتا ہے۔ جبکہ خالص جلد کی بیماری میں اکثر مریض تین ماہ سے قبل ہی شفایاب ہو گئے۔

LEPROSY -- HANSEN'S DISEASE

جذام -- کوڑھ

جراثیم کے ایک ماہر ڈاکٹر شو سٹرز نے افریقہ کے دور افتادہ علاقوں میں جا کر جذام کے علاج اور تحقیقات کے سلسلہ میں بڑی محنت کی اور اسے خدمت انسانی اور طب کا نوبل پرائز دیا گیا۔ یوگو سلاویہ کی بھارتی نرس سسٹر ٹرلیسا نے کوڑھیوں کی خدمت کرتے ہوئے انسان دوستی کا شاندار کارنامہ سرانجام دیا ہے اور اسے بھی نوبل پرائز ملا۔ پاکستان کے ایک مرحوم صدر نے اس نرس کو پاکستان کے دورہ کی دعوت دی - اس کی بہترین پذیرائی کی اور اسے پاکستان کا اعلیٰ ترین سول اعزاز پیش کیا۔

جذام آج پوری دنیا کے لئے ایک مسئلہ بن چکا ہے۔ لوگ اس کے مریضوں کو دیکھ کر دہشت میں مبتلا ہو جاتے ہیں۔ ایسے میں اگر کوئی شخص ان میں رہ کر ان کی کوئی خدمت کرے یا علاج میں ہاتھ بٹائے تو اس پر ہر طرف سے تحسین و آفرین کے ڈونگرے برستے ہیں۔ 1930ء میں اندازہ لگایا گیا تھا کہ ساری دنیا میں اس بیماری کے تقریباً 30 لاکھ مریض موجود ہیں۔ اس دوران بیماری کے بارے میں کافی معلومات حاصل ہوئیں۔ لوگوں نے متعدد مفید دوائیں دریافت کیں بلکہ اب تو ایسی ادویہ بھی موجود ہیں جن کے استعمال کے بعد مریض دوسروں کے لئے خطرناک نہیں رہتا۔ برطانیہ میں British Empire Leprosy Relief Association قائم ہوئی جو 1947ء تک برطانوی قلمرو میں اس بیماری کے پھیلاؤ کو روکنے اور اس کے علاج میں ہر طرح سے مدد

دیتی رہی۔ پھر ڈاکٹروں نے اس بیماری کے علاج میں خصوصی مہارت حاصل کی اور آج بھی International Journal of Leprosy اور Leprosy Review کے نام سے تحقیقی رسائل باقاعدگی سے شائع ہو رہے ہیں۔ جن میں اس بیماری کی تشخیص۔ اس کے جراثیم کی عادات اور علاج کے بارے میں نت نئی تحقیقات شائع ہوتی ہیں۔ جس سے دوسرے ڈاکٹر استفادہ کر کے اس کے مقابلے کے لئے بہتر انداز میں تیار ہوتے ہیں۔

ان تمام کمالات کے بعد عالمی ادارہ صحت کی معلومات کے مطابق 1975ء میں اس بیماری کے ایک کروڑ ساٹھ لاکھ (1,60,000,00) مریض پوری دنیا میں موجود تھے۔ جبکہ ان کے اپنے ماہرین اعداد و شمار کے خیال میں ان کی تعداد کو کم از کم دو کروڑ قرار دینا چاہئے۔ وہ مریض جو اپنے علاج کے لئے سرکاری اداروں میں نہیں جاتے وہ اس سے علاوہ ہیں۔ ان اعداد و شمار سے ظاہر ہے کہ بیماری میں روز بروز اضافہ ہو رہا ہے۔

پہلے خیال تھا کہ یہ ان گرم ملکوں کی بیماری ہے جہاں کی آب و ہوا مرطوب ہے۔ یا وہ لوگ زیادہ شکار ہوتے ہیں۔ جو اس سے ناواقف ہیں۔ اس لئے لوگ اس بیماری کے سلسلہ میں افریقہ کو تاریک براعظم کا نام دے کر بدنام کرتے آئے ہیں۔ یہ درست ہے کہ جذام زمانہ قدیم سے دریائے نیل کی گزر گاہ کے ساتھ ساتھ پایا جاتا رہا ہے۔ توریت مقدس نے اس کی نشاندہی اسرائیلی بستیوں' شام' عراق اور فلسطین میں کی ہے۔ جبکہ موجودہ مشاہدات کے مطابق جاپان' کوریا' فلپائن' برما' بھارت اور دوسرے پسماندہ ممالک کے ساتھ ساتھ شمالی یورپ' وسطی امریکہ اور کینیڈا میں بھی جذام کا مرض افراط سے پایا جاتا رہا ہے۔ بعض یورپی ممالک کو اصرار ہے کہ انہوں نے اسے ختم کر لیا ہے یا سویڈن میں اب صرف 5 فیصدی مریض باقی رہ گئے ہیں۔ اس سلسلہ میں ہر بات کہی جا سکتی ہے کیونکہ کسی بھی مریض کو آسانی سے تشخیص نہیں کیا جا سکتا۔ بات اس کے اور اس کے معالج کے درمیان ڈھکی رہتی ہے۔

جذام وہ منفرد بیماری ہے جو پچھلے چھ ہزار سالوں سے انسانوں کے لئے دہشت اور

اذیت کا باعث رہی ہے۔ لیکن اس کے علاج اور روک تھام میں تمام کوششوں کے باوجود ماہرین الجھے چلے جا رہے ہیں۔ بیماری کے پھیلاؤ میں اضافہ لوگوں کے غلط عقائد سے بھی پیدا ہوا ہے۔ یہ بات زمانہ قدیم سے معلوم تھی کہ یہ بیماری ایک سے دوسرے کو لگ جاتی ہے۔ اس لئے گنجان آبادیوں میں کسی کوڑھی کا قیام ہمیشہ اس کے اخراج کا باعث ہوتا تھا۔

پنجاب کے کسی گاؤں والوں نے ایک کوڑھی کو اپنے یہاں سے نکال دیا۔ اس کی بیوی اپنے مریض اور اپاہج خاوند کو لے کر گاؤں گاؤں پھرتی' پنڈتوں سے علاج کرواتی اور آبادیوں سے بھیک مانگ کر گزارا کرتی۔ کہتے ہیں کہ اسی ادھیڑ پن میں وہ موجودہ شہر امرت سر کے نواح میں اتری۔ خاوند کو گاؤں سے باہر سائے میں ایک تالاب کے کنارے بٹھا کر آبادی میں بھیک مانگنے چلی گئی۔

بیوی کے جانے کے بعد اسے پیاس لگی اور وہ گھسٹ گھسٹ کر تالاب تک پہنچا۔ پانی پینے کی کوشش میں وہ پھسل کر تالاب میں گر گیا۔ اس معجزاثر پانی میں گرتے ہی وہ تندرست ہو گیا۔ تمام زخم بھر گئے۔ سوکھے ہوئے بازو پھر سے بھر گئے۔ منہ پر نکلے ہوئے گولے ختم ہو گئے اور منٹوں میں وہ جذام کی تباہ کاریوں سے شفایاب ہو کر پھر سے جوان رعنا بن گیا۔

بیوی جب پیسے اور کھانا لے کر واپس آئی تو اپاہج خاوند کی جگہ ایک ہٹے کٹے جوان کو دیکھ کر ڈر گئی۔ جب اسے معلوم ہوا کہ یہ اس کا خاوند ہے جو تالاب کے متبرک پانی سے شفایاب ہو گیا ہے تو وہ خوشی سے دیوانی ہو گئی۔ اس نے اپنی شفایابی کی کہانی لوگوں کو شہر شہر سنائی۔ جس کسی نے سنا اس نے جذامیوں کے اس تالاب کے کمال کی خبر آگے چلائی اور یوں اس قصبہ کا نام امرت سر پڑ گیا۔ یعنی کہ آب حیات کا تالاب۔

ہندوستان بھر سے کوڑھی امرت سر کی طرف چل نکلے اور یہ شہر کوڑھوں کا مرکز بن

گیا۔ اس دوران گورورامداس نے اس تالاب کے کنارے مندر بنایا اور امرت سر شہر آباد کر دیا۔

بھارت کے شہر امرت سر کی اس مفروضہ شہرت کے بعد سکھ لیڈروں کے لئے کوڑھوں کی کثیر تعداد ایک مسئلہ بن گئی۔ اس ناپسندیدہ تعداد سے جان چھڑوانے کے لئے انہوں نے خبر میں یہ اصلاح کی وہ تالاب جس سے کوڑھی کو شفا ہوئی وہ امرت سر والا نہیں بلکہ وہاں سے 13 میل دور ترن تارن کے قصبہ میں ہے۔ چنانچہ کوڑھوں کو وہاں سے نکال کر ترن تارن پہنچایا گیا اور وہاں پر ان کے قیام طعام کے لئے ایک علیحدہ احاطہ بنایا گیا۔ اس قصبہ کو کوڑھ سے اتنی شہرت ملی کہ اس کا نام آتے ہی ہر شخص اسے کوڑھوں کا دیس سمجھتا تھا۔

اس قسم کی غلط داستانیں بیماری کے پھیلاؤ کا باعث بنتی رہیں۔ ہر ملک میں معبدوں کے پروہت خود کو بھگوان کا گماشتہ قرار دے کر شفا کے دعویدار تھے۔ کبھی وہ علاج کے لئے دکھشا لیتے تھے اور کبھی وہ بیماریوں کو دیوتاؤں کے غضب کا مظہر قرار دے کر اس غصے کو ٹھنڈا کرنے کے لئے منڈپ رچاتے۔

امرت سر ہی میں ایک ہندو سرمایہ دار نے جنگ عظیم دوم کی تباہ کاریوں اور ہیضہ سے نجات کے لئے پنڈتوں کے مشورہ پر منڈپ سجایا۔ جس میں تقریباً 100 من دیسی گھی اشلوکوں کے ساتھ مقدس آگ میں ڈالا گیا۔

ہندوستان کا کوئی ہسپتال کوڑھوں کو قبول کرنے پر تیار نہ تھا۔ اکثر مقامات پر عیسائی مشنریوں نے دین کی تبلیغ کے لئے اپنی جانوں پر کھیل کر ان کی علاج گاہیں بنائی تھیں۔ ان شفا خانوں کو Leprosarium کہتے ہیں۔ راولپنڈی شہر میں کمیٹی چوک کے قریب کوڑھی احاطہ کے نام سے مشن کا ہسپتال تھا۔ جسے ڈاکٹر مکاؤلی نے بڑی محبت اور خلوص سے زندگی بھر چلایا۔ اس کے مرنے کے بعد اب بھی یہ ہسپتال اس کا بیٹا اسی جذبہ سے چلا رہا ہے۔ اسی طرح کا ایک مرکز کراچی میں بھی سنا گیا ہے۔ پاکستان کے بلدیاتی ادارے آج بھی ایسے

مریضوں سے جان چھڑوانے کے لئے ان کو ایمبولینس میں پنڈی یا کراچی روانہ کردیتے ہیں۔ کیونکہ قانون کے مطابق کسی کوڑھی کے لئے ریل یا بس میں سوار ہونا جرم ہے۔

پاکستان کے شمالی علاقوں میں کوڑھ کے مریضوں کی خاصی تعداد سننے میں آتی ہے۔ کہا جاتا ہے کہ ڈیرہ غازی خاں سے آگے کے قبائلی علاقہ میں جذامیوں کی اچھی خاصی تعداد پائی جاتی ہے۔ کیونکہ چوک میو ہسپتال لاہور کے کئی ایک دوا فروش بتاتے ہیں کہ ان کے پاس جذام کی ادویہ لینے کے لئے مریضوں اور ڈاکٹروں کی کافی تعداد آتی ہے۔ بدقسمتی یہ ہے کہ ان لوگوں کو یقین ہے کہ چھ ماہ کا علاج کافی ہوتا ہے۔ پرانی بیماری کا بیس سال تک علاج کیا جاسکتا ہے۔

جذام کی ماہیئت اور وبائی حیثیت:

یہ حقیقت ابتدا سے ہی معلوم ہے کہ یہ ایک متعدی بیماری ہے جو ایک سے دوسرے کو لگتی ہے۔ کوڑھ کی وجہ جراثیم ہیں۔ جن کو Mycobacterium Leprae کہتے ہیں۔ یہ جراثیم جب کسی بیمار کے جسم سے نکل کر تندرست جسم میں داخل ہوتے ہیں تو جذام ہوتا ہے۔ جذام کی مختلف قسمیں ہیں جسم میں جراثیم کے داخل ہونے سے علامات کے ظاہر ہونے کا عرصہ ہر قسم میں مختلف ہوتا ہے۔ سادے جذام میں دیکھا گیا ہے کہ اکثر مریض 20-35 سال کی درمیانی عمروں کے ہوتے ہیں۔ جبکہ گلٹیوں والے جذام کے شکار 10-19 سال کی عمروں میں ہوتے ہیں۔ امریکی فوج کے جو سپاہی ویت نام، کمبوڈیا اور مشرق الہند کے ایسے علاقوں میں رہے جہاں جذام کی بیماری عام تھی، ان میں سے اکثر اس میں مبتلا ہوئے۔ ان کو سادا جذام حاصل کرنے میں تقریباً 10 سال اور گلٹیوں والے جذام کا شکار ہونے میں اوسطاً 4 سال کا عرصہ لگا۔

ایک مفروضہ کے مطابق بیماری کے جراثیم بچپن ہی میں حملہ آور ہوجاتے ہیں۔ چونکہ بیماری اپنے پاؤں جمانے میں زیادہ عرصہ لیتی ہے اس لئے چھوٹی عمر میں ظاہر نہیں

ہوتی۔

انگریزی عملداری میں جذام کے مریضوں سے بیماری کے پھیلاؤں کو روکنے کے لئے Lepers Act نافذ تھا۔ جس کی اہم دفعات یہ تھیں۔

1- جذام کی روک تھام اور اس کے مریضوں پر قابو رکھنے کے لئے حکومت ہر ضلع میں ایک انسپکٹر برائے جذام مقرر کرے گی۔ (عام طور پر یہ انسپکٹر ضلع کا سول سرجن یا ہیلتھ آفیسر ہوتا تھا)۔

2- جذام کا کوئی مریض کھانے پینے کی کوئی چیز فروخت نہیں کرے گا۔

3- جذام کا مریض جب کسی شارع عام سے گزرے تو وہ کسی گھنٹی وغیرہ سے لوگوں کو اپنے سے دور رہنے کی اطلاع دے گا۔

4- جذام کا کوئی مریض کسی پبلک ٹرانسپورٹ' جیسے کہ ریل گاڑی' مسافر بس یا تانگہ میں سوار نہیں ہوگا۔

5- کوئی کوڑھی کسی آبادی میں رہائش نہیں رکھے گا۔

ان احکام کی خلاف ورزی پر مختلف سزائیں مقرر تھیں اور انسپکٹر برائے جذام کو اختیار تھا کہ وہ کسی شخص کو زبردستی کسی محفوظ جگہ پر مقید رکھ سکتا تھا۔ دلچسپ بات یہ ہے کہ یہ قانون پاکستان میں اب بھی نافذ ہے۔ یہ علیحدہ بات ہے کہ کسی نے اس پر عمل در آمد کے بارے میں دلچسپی نہیں لی ـــــ

کوڑھ کے مریض کی ناک سے نکلنے والی رطوبت جراثیم سے بھری پڑی ہوتی ہے۔ مریض جس جگہ اپنی ناک صاف کرتا ہے وہاں پر یہ کئی دنوں تک زندہ موجود رہتے ہیں۔ بعض ماہرین نے ان کو سات دن بعد تک زندہ پایا ہے۔

جذامیوں کے بچوں میں بیماری ہونے کے امکان دوسروں سے 15-10 گنا زیادہ ہوتے ہیں۔ حیرت کی بات یہ ہے کہ مریض کے جیون ساتھی کے متاثر ہونے کا اندیشہ صرف

5 فیصدی ہے۔ ایک اور مطالعہ سے معلوم ہوا کہ مریض کے ساتھ ایک بستر میں سونے والوں میں سے صرف 30 فیصدی کو یہ بیماری ہوئی۔

بیماری کیسے لگتی ہے؟

ناروے کے ڈاکٹر Hansen نے 1873ء میں معلوم کیا کہ جذام کا باعث ایک جرثومہ ہے۔ اور اس کی دریافت تپ دق کے جراثیم کی دریافت سے 9 سال پہلے ہوئی۔ 1960ء میں ان جراثیم کی آمدورفت کا پتہ شیپرڈ نے چلایا اور چوہے کے پنجوں میں معمولی درجہ کی سوزش پیدا کرنے میں کامیاب ہوا۔ اس مقام پر 5000 جراثیم داخل کئے جائیں تو 6-8 ماہ کے عرصہ میں 2 کروڑ پیدا ہو جاتے ہیں۔

اب تک کی معلومات غیر یقینی ہیں۔ مریض کی بیوی کے بیمار ہونے کے امکانات 5 فیصدی سے زیادہ نہیں۔ بچوں میں بیماری ابتدائی مراحل میں نہیں ہوتی جبکہ جذامی عورتوں کے دودھ میں بھی کوڑھ کے جراثیم موجود ہوتے ہیں۔ اور وہ ہر مرتبہ ان کے بچوں کے پیٹ میں جاتے ہیں۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ جراثیم اگر پیٹ میں چلے جائیں تو بیماری نہیں ہوتی۔ البتہ ان کو کسی خراش یا آلودہ سرنج یا جسم پر ٹیٹو کرنے والی سوئی کے ذریعہ جسم میں داخل کیا جا سکتا ہے۔

ان تمام نکات کی روشنی میں آج بھی یہ بات شبہ میں ہے کہ وہ لوگ جو بیمار ہوتے ہیں ان کے جسم میں یہ بیماری کیسے داخل ہوتی ہے؟ ماہرین کے ایک گروہ نے اگر کسی ذریعہ پر شبہ کیا تو اس کی تردید میں دوسرا گروہ آجاتا ہے۔ درمیانی عرصہ میں بیماری کو Allergy کا باعث بھی قرار دیا گیا۔

تمام امکانات کو سامنے رکھنے کے بعد اب یقین کیا جا رہا ہے کہ ہر مریض کی سانس کی

نالیوں میں اور ناک کے اندر کوڑھ کے زخم ہمیشہ پائے جاتے ہیں۔ بلکہ مریضوں سے مسلسل تعلق میں رہنے والے تندرست افراد کی ناک کی جھلیوں کو چھیل کر معائنہ کیا گیا تو ان میں کوڑھ کے جراثیم پائے گئے۔ جس سے اندازہ کیا جا رہا ہے کہ عام حالات میں ایک تندرست آدمی کے جسم میں کوڑھ کے جراثیم ناک کے راستہ داخل ہوتے ہیں اور یہ بالکل وہی طریقہ ہے جس سے کسی شخص کو تپ دق ہوتی ہے۔ کیونکہ دق اور کوڑھ کے جراثیم ایک ہی خاندان سے تعلق رکھتے ہیں۔ اس لئے ان کا طریقہ واردات بھی یکساں ہے۔

طبیب اعظمؐ اور جذام

اب تک کی بحث سے ہم نے دیکھا کہ کوڑھ کے جراثیم کے بارے میں طب جدید کی واقفیت 1873ء کے بعد سے شروع ہوئی ہے اور اسی کے بعد ان کو متعدی ہونے کا پتہ چلا اور ابھی تک وہ اس مخمصہ میں رہے کہ ایک تندرست شخص کیسے بیمار ہو جاتا ہے؟ تمام ذرائع میسر ہونے کے باوجود ماہرین طب معترف ہیں کہ بیماری پیدا ہونے میں ناک کا تعلق تو ضرور ہے مگر بات ٹھیک سے سمجھ میں نہیں آتی۔

آج سے 1400 سال پہلے مدینہ منورہ سے علوم طب کے ایک منفرد ماہر محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کا ارشاد گرامی حضرت عبداللہ بن عمرؓ ان الفاظ میں بتاتے ہیں۔

ان کان شیی من الداء یعدی، فھو ھذا، یعنی الجذام۔
(ترمذی - النسائی - ابن ماجہ)

(بیماریوں میں اگر کوئی چھوت سے لگتی ہے تو وہ یہی ہے یعنی جذام)

اسی بات کو وہ مزید واضح کرتے ہیں۔ عبداللہ بن عمرؓ اسی ذات گرامی کے ساتھ ایک سفر کا واقعہ بیان کرتے ہیں۔

كنا مع النبي صلى الله عليه وسلم في طريق بين مكه والمدينه فمر بعسفان فرأى المجذومين ۔ وفي لفظ ۔ وادي المجذومين ۔ فاسرع رسول الله صلى الله عليه وسلم السير وقال ان كان شيي من الداء يعدى فهو هذا ۔ (ابن النجار)

(ہم نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہمراہ مکہ سے مدینہ جانے والے راستہ پر گامزن تھے کہ ہمارا گزر وادی عسفان سے ہوا۔ جہاں ہم نے کوڑھی دیکھے۔ لوگ اس کو کوڑھیوں کی وادی بھی کہتے تھے۔ اس مرحلہ پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سواریوں کو تیز چلانے کا حکم دیا اور فرمایا کہ اگر کوئی بیماری چھوت سے لگ سکتی ہے تو وہ یہی بیماری یعنی جذام ہے۔)

کوڑھیوں کی بستی سے گزرتے وقت تیزی سے گزر جانے کا مطلب یہ ہے کہ ان کے کسی مکین سے ملاقات نہ ہو جائے کیونکہ ان کی بیماری متعدی ہے۔ ایک دوسرے موقعہ پر اس مسئلہ کو انتہائی اہمیت عطا فرمائی۔ ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نصیحت فرمائی۔

اتقوا المجذوم كما يتقى الاسد ۔ (بخاری)

(کوڑھی سے ایسے ڈرو جیسے کہ تم شیر سے ڈرتے ہو۔)

اسی موضوع پر ایک دوسری روایت میں ارشاد گرامی ہوا۔

"کوڑھی سے ایسے بھاگو جیسے کہ تم شیر سے بھاگتے ہو۔"

ایسے مریضوں سے دور رہنے کی بات کی تاکید مزید عبداللہ بن جعفرؓ سے میسر ہے۔ حضورؐ کے ارشاد گرامی کو یوں بیان کرتے ہیں۔

اتقوا صاحب الجذام كما يتقى السبع ، اذا هبط واديا ۔ فاهبطوا غيره ۔ (ابن سعد)

(کوڑھی سے ایسے ڈرو جیسے کہ کسی درندے سے ڈرتے ہو۔ اگر وہ کسی

وادی میں پڑاؤ کر رہا ہو تو تم اس سے علاوہ کسی جگہ اپنا پڑاؤ کرو۔)

کوڑھ کے مریضوں سے دور رہنے اور ان کی نزدیکی سے بچتے رہنے کی ہدایات کے بعد بیماری کے پھیلاؤ کے اسلوب کے بارے میں ایک اہم انکشافات فرمایا۔ جسے حضرت عبداللہ بن ابی اوفیؓ یوں بیان کرتے ہیں۔

كلم المجذوم وبينك وبينه قدر رمح او رمحين۔

(ابن السنی - ابو نعیم)

(جب تم کسی کوڑھی سے بات کرو تو اپنے اور اس کے درمیان ایک سے دو تیروں کے برابر فاصلہ رکھا کرو۔)

نبی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کا یہ ارشاد امراض کے پھیلاؤ اور وباؤں کی روک تھام کے سلسلہ میں اہم ترکیب ہے۔ جذام' تپ دق' چیچک' خناق' انفلوئنزا' زکام اور کن پیڑوں کے پھیلاؤ کا عمومی ذریعہ مریض کی سانس کے ساتھ خارج ہونے والے جراثیم ہیں۔ چونکہ یہ تمام بیماریاں سانس کی نالیوں کو متاثر کرتی ہیں۔ اس لئے مریض جب جگہ سانس لیتا یا گفتگو کرتا ہے تو اس کی منہ سے نکلنے والی سانس کے راستے لاکھوں جراثیم باہر نکلتے اور مخاطب کے چہرے پر پڑتے ہیں۔ اس کا مخاطب جب اندر کو سانس لیتا ہے تو یہ جراثیم اس کی سانس کی نالیوں میں داخل ہو کر اسے بیمار کر دیتے ہیں۔ طب میں اسے Droplet Infection کہتے ہیں۔

جب نبی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا کہ کوڑھی سے بات کرتے وقت 2-1 تیروں کے برابر فاصلہ رکھو تو انہوں نے مریض کی سانس سے خارج ہونے والے جراثیم سے بچنے کی بہترین ترکیب عطا فرمادی۔ کیونکہ مریض کی سانس ایک میٹر کے فاصلہ پر مار نہیں کر سکتی البتہ اگر وہ کھانسے یا چھینک مارے تو جراثیم زیادہ دور تک جاسکتے ہیں۔ اس صورت میں ان کا دوسرا اہم ارشاد یہ ہے کہ کھانسنے اور چھینک مارتے وقت اپنے منہ کے آگے کپڑا رکھو۔

بیماریوں کے پھیلاؤ کے بارے میں ان کے یہ اہم ارشادات اس امر کا ثبوت ہیں کہ وہ خدا کے نبی تھے اور قرآن اگر یہ کہتا ہے کہ ان کو تمام علوم و فنون اور حکمت سکھا دیئے گئے تھے تو وہ برحق ہے۔

جذام سے بچاؤ اور اسلام:

جذام کے جراثیم کو ابھی تک لیبارٹری میں مصنوعی طور پر پرورش نہیں کیا جا سکا۔ چوہوں کے پنجوں، بندروں کی بعض اقسام میں جراثیم داخل کر کے معمولی سی سوزش سالوں کے انتظار کے بعد پیدا کی گئی ہے۔ لیکن ان میں سے کسی طریقہ سے جراثیم کی اتنی مقدار میسر نہیں آتی کہ ان پر تجربات کئے جا سکیں یا ان سے کوئی ویکسین تیار کی جا سکے۔ ہیضہ کے جراثیم کی نشوونما کے بعد ان کی ایک کثیر مقدار کو ہلاک کر کے ان کا محلول تیار کیا جاتا ہے۔ جسے ہیضہ سے بچاؤ کے لئے ٹیکہ کے طور استعمال کیا جاتا ہے۔ تپ دق کے جراثیم کو مدتوں ایسے حالات میں پرورش کیا جاتا ہے کہ وہ زندہ تو ہوتے ہیں لیکن وہ بیماری پیدا کرنے کی استعداد نہیں رکھتے۔ تپ دق کے لئے جیسے BCG کا ٹیکہ ہے۔ چونکہ جذام کے جراثیم پرورش ہی نہیں ہو سکتے اس لئے کوڑھ سے بچاؤ کا کوئی ٹیکہ تیار نہیں ہو سکا۔

تپ دق کے جراثیم چونکہ جذام ہی کے خاندان سے تعلق رکھتے ہیں۔ اس لئے بعض ماہرین مشورہ دیتے ہیں کہ جذامیوں کے بچوں یا ان سے قریبی تعلق میں آنے والوں کو BCG کا ٹیکہ لگا دیا جائے۔ لیکن ایسے کوئی مشاہدات یا اعداد و شمار میسر نہیں جن کی بنا پر یہ کہا جا سکے کہ اس ٹیکہ سے کسی کو بیماری سے سے بچا لیا گیا۔

اس بدترین صورت حال میں نبی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے اس سے بچاؤ کے موثر طریقے ہماری بہتری کے لئے عطا فرمائے ہیں۔

حضرت عائشہ صدیقہؓ فرماتی ہیں کہ انہوں نے فرمایا:

نبات الشعر فی الانف امان من الجذام۔

(مسند ابو یعلیٰ۔ طیالسی)

(ناک کے اندر کے بال کوڑھ سے محفوظ رکھتے ہیں۔)

یہ ارشاد نبویؐ جدید تحقیقات کے بالکل مطابق ہے۔ اب تک ہمیں جو کچھ بھی معلوم ہوا ہے اس کے مطابق ناک کا کوڑھ سے براہ راست تعلق ثابت ہو چکا ہے۔ بلکہ یہ کہنے والے کثرت سے ہیں کہ جراثیم ناک کے راستے داخل ہوتے ہیں۔ اس لئے ناک میں بالوں کی شکل میں اگر رکاوٹ موجود رہے تو جراثیم کے اندر جانے میں مشکل ہو جائے گی ـــــ ناک ہی سے الائش لے کر اس سے کوڑھ کے جراثیم کا سراغ لگایا جاتا ہے۔ بال رکاوٹ کے علاوہ اور کیا کرتے ہیں ابھی تک معلوم نہیں۔ لیکن یہ امکان موجود ہے کہ ان کی موجودگی میں وہاں زخموں کے نمودار ہونے میں مشکل پیدا ہوتی ہے۔

"کوڑھی سے جب بات کرو تو اپنے اور اس کے درمیان ایک سے دو تیروں کے برابر فاصلہ قائم رکھو۔"

بیماری سے بچاؤ کا یہ اہم نسخہ ہے۔ کیونکہ اس فاصلہ سے Droplet Infection کے ذریعہ بیماری کا امکان نہیں رہتا۔

زیتون کا تیل کوڑھ کا موثر علاج ہے۔ جو لوگ مریضوں سے تعلق میں رہتے ہیں ان کو یہ تیل کثرت سے استعمال کرنا چاہئے۔

تشخیص:

جذام کی تشخیص مرض کی علامات اور معالج کی صلاحیت سے کی جاتی ہے۔ جلد کی دوسری بیماریوں کی طرح اس کی تشخیص میں لیبارٹری سے بڑی معمولی مدد میسر آتی ہے۔

جراثیمی سوزشوں کی تشخیص کا ایک آسان طریقہ یہ ہے کہ مریض کے تھوک۔ پیپ یا پیشاب وغیرہ میں سے کوئی متعلقہ الائش لے کر اسے لیبارٹری میں ایسی اشیاء پر منتقل کر دیا جاتا ہے جن پر یہ جراثیم پھلتے پھولتے ہیں۔ جراثیم کی پہچان کے لئے Culture یا مصنوعی طریقہ پر نشوونما کرنے کا یہ طریقہ بڑا مفید رہتا ہے۔ بعض بیماریوں کے جراثیم کی یوں پرورش

کے بعد ان پر مختلف جراثیم کش ادویہ ڈال کر یہ معلوم کیا جاسکتا ہے کہ ان کو کس دوائی سے مارا جاسکتا ہے۔ تشخیص کا یہ عمل Culture & Sensitivity کہلاتا ہے۔ جن جراثیم کو اس طرح پرورش کیا جاسکتا ہے ان میں سے اکثر کو کمزور یا ہلاک کر کے ان سے ویکسین بنائی جاتی ہے اور یہ دوسروں کو بیماریوں سے بچانے کے کام آتی ہے۔ جیسے BCG کا ٹیکہ تپ دق سے بچا سکتا ہے۔

جذام کے جراثیم حیوانات کی ایک ایسی خبیث نسل سے تعلق رکھتے ہیں کہ ان کو کسی قسم کی لیبارٹری میں مصنوعی طور پر پرورش نہیں کیا جاسکا۔ لوگوں نے چوہے کے پیر کے پنجہ کو صاف کر کے اس میں ان جراثیم کو ٹیکہ کے ذریعہ داخل کیا اور اس کے ساتھ ہی جانور کو ایکسرے کی شعائیں دے کر اس کی قوت مدافعت کو کمزور کیا گیا جب ایک عام چوہے کے جسم میں 10,000 جراثیم داخل کئے گئے تو ان کی افزائش میں 8-6 ماہ کا عرصہ لگا۔ کیا مریض کی تشخیص مکمل ہونے کے لئے اتنا عرصہ انتظار کیا جاسکتا ہے؟ عملی طور پر یہ طریقے مقبول ہیں۔

1- مریض کو ہدایت کی جاتی ہے کہ وہ دن بھر پلاسٹک کے لفافہ یا رومال میں اپنی ناک صاف کرتا رہے یا بعض لوگ ناک سے براہ راست رطوبت لے کر اس کو سلائیڈ پر لگا کر Ziehl-Nelson کی ترکیب سے رنگ دے کر AFB کے لئے دیکھتے رہیں۔

چونکہ جذام کے مریض کے آلات تنفس اور ناک کی اندرونی جھلیوں پر یہ جراثیم موجود ہوتے ہیں اس لئے ناک کی اندرونی جھلی کو کھرچ کر مواد کا معائنہ یا پلاسٹک کے رومال میں ناک صاف کرنے والا طریقہ قدرے قابل اعتماد اور آسان ہے۔

2- مریض کے کسی بے حس حصہ کو اچھی طرح صاف کیا جائے۔ پھر اسے زور سے دبا کر اس کے دوران خون کو قدرے بند کرتے ہوئے مصفا چاقو سے 5 ملی میٹر لمبا اور 3-2 ملی میٹر گہرا کٹ لگایا جاتا ہے۔ مریض کی کھال کو الٹ کر جراحی والے آہنی چاقو کی

پچھلی طرف سے کھرچا جاتا ہے اور جو کھرچن اس طرح میسر آئے اس کو شیشے کی سلائیڈ پر لگا کر لیبارٹری کو AFB کے لئے معائنہ کی غرض سے بھیج دیا جاتا ہے۔

اگر لیبارٹری سے جراثیم کی موجودگی کی رپورٹ موصول ہو تو یہ یقین کر لینا چاہئے کہ مریض جذام کا شکار ہے۔ لیکن رپورٹ اگر اس سے برعکس ہو تو اس کا ہرگز یہ مطلب نہیں کہ اسے جذام نہیں۔ کیونکہ جسم میں جراثیم کی تعداد کم ہونے کی وجہ سے اکثر اوقات وہ دیکھنے میں نہیں آتے اس لئے فیصلہ معالج کی ذاتی فراست سے کیا جاتا ہے۔

ڈاکٹر عبدالرشید قاضی صاحب مشورہ دیتے ہیں کہ

1- مریض کے جسم پر ہونے والی گلٹھیوں میں سے کسی ایک میں مصفا سوئی مار کر اس کو دبا کر اس سے لیسدار رطوبت نکالی جاتی ہے۔ اس رطوبت کو خوردبین کی سلائیڈ پر لگا کر اسے Ziehl Neelson کے طریقہ سے رنگین کرنے کے بعد دیکھا جائے۔ لیکن ان حالات میں رنگ دینے کے لئے اسی طریقہ کی نظرثانی شدہ ترکیب جسے Modified Tehnique کہتے ہیں استعمال کی جائے۔

2- مریض کے جسم کے کسی رستے ہوئے ناسور پر کوئی دوائی لگائے بغیر اسے خشک روئی سے صاف کیا جائے اور اس کو دبا کر لیسدار رطوبت نکالی جائے۔ اس رطوبت کو بالائی طریقہ سے ٹیسٹ کیا جائے۔

3- اگر کسی کے پھیپھڑے بھی بیماری سے متاثر ہوں تو اس کا تھوک جمع کر کے اس کو بھی جذام کے لئے ٹیسٹ کیا جا سکتا ہے۔ ان تینوں مقامات سے حاصل کئے ہوئے مواد سے ٹیسٹ کا نتیجہ یکساں نوعیت کا ہوتا ہے۔ جیسے کہ ایک مریض کی ٹیسٹ رپورٹ حسب ذیل رہی۔

Qazi Clinical Laboratory --- Shalimar Link Road, Lahore.

Patients Name Abid Ali

No 147212

Date 23-9-92

The Smear from an ulcer on the dorsum of the right foot was stained with Ziehl Neelson's Modified Method with the following findings : --

Intracellular acid Fast Mycobacteria Are Present in little amount.

Sd / Abdul Rashid Qazi

Clinical Pathologist

امریکہ میں جراثیم آلود رطوبتوں کو آرملڈاس بندر یا چوہے کے پیر کے پنجہ میں داخل کرنے کے 6-4 ماہ بعد اس کو کاٹ کر دیکھا جاتا ہے۔ پورا پیر جراثیم سے بھرا ہوتا ہے۔ پاکستان میں علم الجراثیم کے تمام ماہرین ان ٹیسٹوں کو صرف فنی اہمیت دیتے ہیں۔ ان کے فوائد کے معترف نہیں۔ اس لئے یہاں کی کسی لیبارٹری میں اس ترکیب کو پذیرائی حاصل نہیں ہو سکی۔

کوڑھ کی یقینی تشخیص کا ایک طریقہ یہ بھی ہے کہ کسی متاثرہ حصے یا ناسور سے کھال / گوشت کاٹ کر اس کی Biopsy کروائی جائے۔ ہمارے علم میں پروفیسر غلام رسول قریشی اس فن میں خصوصی مہارت رکھتے ہیں۔ چنانچہ ان سے ایک مریض کی Biopsy کروائی گئی۔ جس کی رپورٹ یہ رہی:۔

HISTOLOGICAL EXAMINATION

Recived a Section of Skin 2x3.5 Cm

There are Multiple Non-Caseating Goranulomas, envolving

the Nerves.

The Tissues were Subjected to Fite Staining. This Revealed many Acid Fast Bacilli in these Granulomas.

پروفیسر قریشی بتاتے ہیں کہ کوڑھ کی بیماری اعصاب کو اپنی لپیٹ میں ضرور لیتی ہے جبکہ گلٹھیوں والی دوسری بیماریوں اور خاص طور پر دق میں اعصاب پر کوئی اثر نہیں ہوتا۔ اور یہ فرق تشخیص میں اہمیت رکھتا ہے۔

علامات: جراثیم کے جسم میں داخل ہونے کے 2 سال سے 7 سال کے بعد علامات کی ابتدا ہوتی ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ جراثیم ایک طویل عرصہ تک خاموش بیٹھے یا جسم میں اندر اندر تخریبی کارروائیوں کے لئے تیار ہوتے ہیں۔ جراثیم کے آنے اور علامات کے اظہار کے درمیان اتنا لمبا عرصہ معالجوں کے لئے ایک خداداد رحمت ہے کیونکہ وہ اس دوران مریض کو بچانے کی کوئی ترکیب کرسکتے ہیں۔

جذام کو لوگوں نے متعدد اقسام میں بیان کیا ہے۔ ایک یورپی تحقیقات کے مطابق بیماری کی پانچ مختلف قسمیں ہیں۔ جن کی ماہیئت مریض کے جسم کے ردعمل کے مطابق متعین ہوتی ہے۔ عام طور پر اسے دو اقسام میں بیان کیا گیا ہے۔ اور یہی صورت آسان اور قابل فہم بھی ہے۔ قسم خواہ کوئی بھی ہو یہ جسم کے اعصاب کو متاثر کرکے ان میں ورم لاتی ہے۔ جسم یا جلد کا وہ حصہ جو اپنی حساسیت اس مخصوص عصب سے حاصل کرتا ہے سن ہو جاتا ہے۔ جسم کی بے حسی اتنی بڑھ سکتی ہے کہ انگلیاں جل جائیں یا مریض کا پاؤں دہکتے ہوئے کوئلوں پر بھی پڑ جائے تو اسے احساس نہیں ہوتا۔ اس طرح متعدد زخم اور ان میں سوزش اضافی طور پر پیدا ہو جاتے ہیں۔ اس کی اہم قسموں کی علامات یوں ہیں۔

گلٹھیوں والا جذام TUBERCULOID LEPROSY

جلد پر ایک سفید سا داغ نمودار ہوتا ہے۔ اگرچہ وہ جسم کے کسی بھی حصے پر ہو سکتا ہے لیکن سر' بغلوں یا رانوں کے درمیان کے بالوں بھرے مقامات پر نہیں ہوتا۔ یہ داغ تعداد میں زیادہ بھی ہو سکتے ہیں۔ ان کا رنگ قریبی جلد سے کافی ہلکا ہوتا ہے۔ اس لئے ان کو واضح طور پر محسوس کیا جا سکتا ہے۔ ان میں آہستہ آہستہ توسیع ہوتی رہتی ہے۔ بڑے ہو کر ان کا وسطی حصہ بے رنگ ہو جاتا ہے۔ کچھ عرصہ بعد ان کے اوپر خشکی کے ہلکے سے چھلکے آجاتے ہیں۔ ان پر پسینہ نہیں آتا۔ اس کے ساتھ ہی جسم کے اعصاب میں سے کوئی ایک عصب پھول کر موٹا ہو جاتا ہے۔ زیادہ طور پر وہ اعصاب متاثر ہوتے ہیں جو گہرائی میں واقع نہیں ہوتے۔ جیسے کہ کہنی کے اندرونی طرف کا Ulnar Nerve کلائی' ٹانگ اور بیرونی ٹخنے کے پچھلی طرف کے اعصاب۔ یہ بھی ممکن ہے کہ ایک ہی وقت میں ایک سے زیادہ اعصاب متاثر ہوں لیکن زیادہ تر دو سے زیادہ نہیں ہوتے۔

جلد پر نمودار ہونے والے داغوں میں لمس کی حس ختم ہو جاتی ہے۔ اگر ان کو کسی ہلکی چیز مثلاً روئی سے چھوا جائے تو مریض کو محسوس نہیں ہوتا۔ اعصاب میں ورم آجانے کے بعد ان کے علاقہ سے حسیات بالکل ختم ہو جاتی ہیں۔ چونکہ متاثر ہونے والے اعصاب جلد کے نیچے ہوتے ہیں اس لئے ان مقامات پر مریض کے جسم کا معائنہ کرنے پر سوجے ہوئے اعصاب آسانی سے محسوس کئے جا سکتے ہیں۔ ان کے نتیجہ میں جسم کے عضلات کمزور ہونے اور سوکھنے لگ جاتے ہیں اور اس طرح ہاتھ پیر مڑ جاتے ہیں اور مریض کی ظاہری ہیئت بھی متاثر ہونے لگتی ہے۔

مریض کے چہرے پر ایک عجیب ہیبت ناک کیفیت طاری ہوتی ہے۔ بعض اوقات بیماری کو جانے بغیر چہرے کو دیکھ کر ہی شبہ پڑ سکتا ہے۔ ابتدا کے سفید داغ آہستہ آہستہ الٹی پرچ کی شکل اختیار کر لیتے ہیں۔

جسم پر ان کے گولے سے نمودار ہوتے ہیں۔ یہ گولے یا گلٹھیاں جحم میں کالی مرچ

سے لے کر سنگترے کے برابر ہو سکتی ہیں۔ یہ گولے ابتدائی طور پر بازو، ٹانگ، کولہوں اور کندھوں پر ہوتے ہیں۔ ان پر بال نہیں رہتے البتہ چہرے یا ماتھے پر ہوں تو بال زیادہ نہیں گرتے۔ ہر داغ کا مرکز سفید اور کنارے سرخ ہوتے ہیں۔

سادہ کوڑھ LEPROMATOUS LEPROSY

اس کی ابتدا جلد پر داغوں سے ہوتی ہے۔ یہ داغ چھاتی، پیٹ، کمر اور ٹانگوں پر کثرت سے ہوتے ہیں۔ یہ حجم میں چھوٹے ہوتے ہیں۔ لیکن ان کا رنگ زیادہ سفید نہیں ہوتا۔ یہ خشک نہیں ہوتے۔ جلد ہی ناک اور آنکھوں کو متاثر کر لیتے ہیں۔ ناک بند ہو جاتی ہے۔ آواز میں تبدیلی کے ساتھ ناک سے غلیظ مادہ نکلتا ہے جس میں خون بھی شامل ہو جاتا ہے۔

آنکھوں پر اثرات سے بینائی میں خرابیاں، چیزیں دھندلی نظر آتی ہیں۔ ان میں سرخی آجاتی ہے اور درد ہوتا ہے۔ موتیا بند کی طرح سفیدی آنے کے بعد بینائی جاتی رہتی ہے۔ ٹانگوں پر ورم آجاتا ہے۔

جلد پر نمودار ہونے والے دانے تعداد میں بے شمار ہونے کے ساتھ ساتھ چمکدار سے رہتے ہیں لیکن ان میں حسیات ختم ہو جاتی ہیں۔ اگر علاج نہ کیا جائے تو ماتھے کی لکیریں گہری ہو جاتی ہیں۔ بھوئیں گر جاتی ہیں۔ ناک چپٹی ہو جاتی ہے۔ کانوں کی لویں سوج جاتی ہیں۔ سامنے کے دانت ہلتے ہلتے گر جاتے ہیں۔

ہاتھوں اور پیروں کی بے حسی اور ورم کے باعث انگلیاں موٹی ہو جاتی ہیں اور یوں لگتا ہے کہ مریض نے ہاتھوں پر دستانے اور پیروں پر جرابیں پہنی ہیں۔ اولاد پیدا کرنے کی صلاحیت ختم ہو جاتی ہے۔

داغوں سے زخم بنتے ہیں جو رستے رہتے ہیں۔ یہ سوزش ہڈیوں، اعصاب اور جوڑوں کو متاثر کر کے شکل و صورت کے بگاڑنے کا باعث بنتی ہے۔ جسمانی حالت پر کمزوری غالب

آنے سے کئی قسم کی دوسری بیماریاں حملہ آور ہوتی ہیں۔ اور اس کی اس مجبوری سے فائدہ اٹھاتے ہوئے کوئی ایک بھی جان لے سکتی ہے۔

ٹیڑھے ناخن' پیروں میں زخم' مفلوج پیر' بگڑا چہرہ مریض کو معذور اور دوسروں کے لئے ڈراونا بنادیتے ہیں۔

اپنی عادات کے لحاظ سے جذام ایک بڑی صابر یا صبر آزما بیماری ہے جراثیم کے جسم میں داخل ہونے سے بیماری کے ظاہر ہونے تک کئی سال لگ جاتے ہیں اور پھر علامات میں شدت آہستگی سے آتے ہوئے ایک عام مریض کو آخری مرحلہ تک لے جانے میں 30-20 سال کا عرصہ لگ جاتا ہے۔ دوسرے الفاظ میں قدرت انسان کو علاج کروانے کی پوری مہلت دیتی ہے۔

علاج

تاریخی پس منظر:

طب جدید نے کوڑھ کے علاج میں جو کچھ بھی کیا وہ بیکار رہا۔ اس اندھیرے میں روشنی کی پہلی کرن اس وقت نظر آئی جب ہندوستان میں مقیم کسی انگریز ڈاکٹر کو کسی حکیم نے چالمونگرا کے بیجوں سے متعارف کروایا اور کوڑھ کے علاج میں اس کے تیل کی افادیت سے مطلع کیا۔ ایک معالج ڈاکٹر ہیسلر نے فلپائن میں کوڑھ کے کئی مریضوں کو اس کے ٹیکے لگائے۔ ٹیکوں سے علاج لمبا اور تکلیف دہ تھا۔ اس لئے مریض خوشی سے تیار نہ ہوتے تھے۔ 1917ء میں اس تیل میں کیمیاوی طور پر سوڈیم شامل کرکے شحمی ترشوں سے ایک مرکب SOD CHAUL MOONGRATE بنایا گیا جس سے درد کے علاوہ بخار اور کپکپی بھی ہوتے تھے لیکن چند ہی ٹیکوں کے بعد بیماری کی شدت میں کمی آجاتی تھی۔

ایک شفاخانہ میں 399 زیر علاج مریضوں میں سے 53 فیصدی کو شفایاب قرار دے

کر فارغ کیا گیا۔ یہ کامیابی تین سال میں ہوئی۔

برٹش ایمپائر کی جذامی انجمن۔ لندن۔ نے چالمونگرا کے درخت کے بیج حاصل کر کے اپنے مقبوضات کو روانہ کئے تاکہ ہر جگہ یہ پودا اگایا جائے اور مریضوں کا مقامی طور پر علاج کیا جا سکے۔

امریکی ماہرین نے اس تیل میں مزید تبدیلیاں کر کے اس سے ایک نیا کیمیاوی مرکب Sod.Hydrocarpate تیار کیا۔ جس کی ابتدائی افادیت کا پتہ فلپائن کے ایک شفاخانہ سے چلا جہاں 4000 مریض داخل تھے۔ ایک سال میں 645 بالکل ٹھیک ہو گئے۔

میو ہسپتال لاہور میں 1954ء تک جذام کا علاج شعبہ امراض جلد و امراض مخنوصہ میں ہوتا تھا۔ خاکسار اس شعبہ میں متعین رہا ہے اور کوڑھ کے مریضوں کو چالمونگرا کے خالص تیل اور اس کے سوڈیم والے مرکب کے ٹیکے اپنے ہاتھوں سے لگاتا رہا ہے۔ ہم نے ذاتی طور پر کسی مریض میں کوئی خاص بہتری نہ دیکھی۔ البتہ ان بیچاروں کے بازو میں ٹیکے کی سوئی کا داخل کرنا ایک اذیت ناک مرحلہ تھا۔ بیماری اور تکلیف دہ تیل کی وجہ سے گوشت کچی ناشپاتی کی طرح سخت ہو گیا تھا۔

تپ دق پر تحقیقات کے سلسلہ میں سٹرپٹو مائی سین ایجاد ہوئی تو معلوم ہوا کہ یہ کوڑھ پر موثر نہیں۔ جرمن دوا سازوں نے سلفا ڈایا زین کی ساخت میں تبدیلیاں کر کے اسے تپ دق پر موثر بنانے کی کوشش کی تو وہ کامیاب نہ ہوئے۔ لیکن وہ دوائی جو انہوں نے ابتدا میں تیار کی وہ کوڑھ کے لئے بہت زیادہ مفید پائی گئی۔ شروع میں اس کو Promin کا نام دیا گیا۔ پھر اس میں مزید اصلاحات کر کے ایک نیا مرکب Dapsone تیار ہو گیا۔ جسے آج کوڑھ کی جدید ترین اور نہایت ہی مفید دوائی قرار دیا گیا ہے۔

جدید ترین علاج:

1947ء سے ماہرین مطمئن ہیں کہ ان کے پاس Dapsone یا Avlosulfon

کی صورت میں ایک مفید' موثر اور محفوظ دوائی آگئی ہے۔ عالمی ادارہ صحت نے اس بیماری کے ماہرین کو جمع کرکے ان کے مشاہدات کی روشنی میں اس دوائی کو ہر طرح سے قبول کرکے اس کے استعمال کی سفارش کی ہے۔ علاج کا لائحہ عمل یہ قرار پایا۔

1- دوائی اتنی دیر دی جائے جب تک کہ ناک اور دوسرے مقامات سے جراثیم کا اخراج ختم ہو جائے اور یہ مرحلہ 18-3 ماہ کے علاج سے آتا ہے۔

2- جب جراثیم کا اخراج ختم ہو جائے تو اس کے کم از کم 18 ماہ بعد تک دوائی باقاعدگی سے دی جائے۔ کچھ مریضوں میں 5 سالہ علاج کے بعد مزید دوائی کی ضرورت باقی نہ رہی۔

3- 5 سالہ علاج ایک مفروضہ ہے۔ بیماری کی مختلف اقسام کے پیش نظر ہر مریض کو کم از کم 10 سال تک باقاعدہ یہ دوائی دی جائے۔

4- کچھ ماہرین کا خیال ہے کہ بیماری کے جراثیم سالوں چھپ کر رہ سکتے ہیں۔ جیسے ہی ان پر سے ادویہ کا دباؤ کم کیا جائے وہ پھر سے وبال جان بن کر نکل آتے ہیں۔ ان حالات میں 10 سال کا علاج اس دن سے گنا جائے جس دن سے ناک کی رطوبت کے معائنہ پر اس میں جراثیم نہ پائے جائیں۔

5- سادہ کوڑھ اور مرکب بیماری میں عرصہ علاج کم از کم 20 سال تک رہے۔ بلکہ دوائی عمر بھر تک دی جاتی رہی۔

6- 1964ء سے ایسی اطلاعات مل رہی ہیں کہ بعض مریضوں کے جراثیم دواؤں کے عادی ہو گئے ہیں۔ ایسی اطلاعات بھی ملی ہیں جن میں مریض ادویہ سے حساس ہو گئے ہیں۔ ان کو دوائی کھانے کے بعد شدید رد عمل ہوتا ہے۔ جسم پر خارش' دانے' کھانسی' زکام' آنکھوں میں سوزش کے علاوہ سانس میں گھٹن محسوس ہونے لگتی ہے۔

7- ایسے تمام مریضوں کے لئے عالمی ادارہ صحت سفارش کرتا ہے کہ ایک وقت میں دو

یا ان سے بھی زیادہ ادویہ استعمال کی جائیں۔

8- ہر وہ شخص جس میں کوڑھ کی تشخیص پہلی مرتبہ ہو اسے دو یا ان سے زیادہ دوائیں دی جائیں۔

WHO نے جن ادویہ کو کوڑھ میں مفید پایا ان کی روزانہ کی مقدار اور جراثیم کے خلاف ان کی فعالیت کا جائزہ یہ ہے۔

نام دوائی	روزانہ کی مقدار	جراثیم کے خلاف کارکردگی
RIFIMPICIN	600 ملی گرام	+++
DAPSONE	100 ملی گرام	+
ETHIONAMIDE	375 ملی گرام	++
PROTHIONAMIDE	375 ملی گرام	++
CLOFAZIMINE	100 ملی گرام	+

اکثر ماہرین کے نزدیک Clofazimine جسم میں جاکر چربی میں شامل ہو کر وہاں بیٹھ جاتی ہے۔ اس کے اثرات غیر پسندیدہ بھی ہوسکتے ہیں۔ اس لئے اس پر بھروسہ کرنے کے لئے مزید 10 سال تک کے مشاہدات ضروری ہیں۔

بھارت میں کوڑھ کی بیماری کثرت سے ہوتی ہے۔ جنوبی ہند اور مشرقی ساحل کے غریب لوگوں میں بیماری اتنی ہے کہ ان کے علیحدہ گاؤں بسائے گئے ہیں۔ جن میں خدمات انجام دینے پر سسٹر ٹریلسا نے شہرت پائی۔ بھارتی ماہرین کو اس بیماری کی واقفیت دوسروں سے زیادہ ہے۔ ان کی تجویز ہے کہ

1- ایسے مریض جن کے جسموں سے جراثیم کا اخراج ہوتا رہتا ہے۔ ان کو Dapsone 100 ملی گرام روزانہ اور Rifimpicin 600 ملی گرام مہینہ میں

ایک دن۔

ان کے علاوہ Prothionamide یا Ethionamid 375 ملی گرام ---10 سال تک دیئے جائیں۔

2- جن کے جسم سے جراثیم کا اخراج معمولی مقدار میں ہوتا ہو۔ وہ Dapsone 100 ملی گرام روزانہ اور Rifampicin 600 ملی گرام مہینہ میں ایک یا دو دن کھائیں۔ وہ اس علاج کو 10 ماہ دینے کا مشورہ دیتے ہیں۔ لیکن WHO والے 10 ماہ کی بجائے 10 سال سے کم کسی علاج کو تسلیم نہیں کرتے۔

ان کے مقابلے میں Who کے تحقیقاتی مرکز نے 1982ء میں ایک ایسا پروگرام تیار کیا جو بیماری کی ہر قسم کے لئے مفید ہے۔ مگر اس میں شرط یہ ہے کہ مریض ہسپتال میں ہوتا کہ دوائی کی پوری مقدار کا اطمینان رہے۔

Rifamipcin 600 ملی گرام -- مہینہ میں ایک بار۔

Clofazimine 500 ملی گرام روزانہ -- ہر مہینہ کے بعد ایک دن 300Mg

Dapsone 100 ملی گرام روزانہ --

جن مریضوں کو Clofazimine راس نہ آئی ہو ان کو روزانہ 375--250 ملی گرام Ethionamide یا Prothionamide دی جائیں۔

عام حالات میں یہ علاج 2 سال تک لگاتار دیا جائے۔ اگر مریضوں میں بہتری واضح نہ ہو تو عرصہ علاج 10-8 سال تک رکھا جا سکتا ہے۔

بیماری کے غیر متوقع رد عمل LEPRA REACTION

یہ درست ہے کہ اکثر مریضوں کو کسی بھی بیماری کے علاج کے دوران ادویہ سے

حساسیت ہو سکتی ہے۔ لیکن آتشک اور کوڑھ میں علاج سے رد عمل کی ایک پیچیدہ شکل سامنے آتی ہے۔ لوگ اس رد عمل کو بیماری کا غصہ بیان کرتے ہیں۔ کوڑھ میں علاج شروع کرنے کے کچھ دن بعد رد عمل متعدد صورتوں میں پیدا ہوتا ہے۔ جو حالات کے مطابق مختلف ہو سکتی ہیں۔

1- مریض کے داغ سرخ ہو کر پھول جاتے ہیں۔ اعصاب میں دردیں ہوتی ہیں۔ ہاتھ' منہ اور پاؤں ورم کر جاتے ہیں۔ ورم کے بعد جلد کے داغ پھٹ کر ایگزیما کی مانند بہنے لگتے ہیں۔ اور اعصاب کی سوجن اس حصہ کے فالج کا باعث ہوتی ہے جیسے کہ چہرے پر لقوہ' لٹکتے ہوئے پاؤں یا چیل کے پنجوں کی مانند ہاتھ Claw Hands

2- اس میں جسم کے کسی بھی حصے پر نئے داغ نمودار ہوتے ہیں۔ جو ایک ہی جگہ جمگھٹوں کی صورت میں اور ان میں شدید درد کے ساتھ سرخی ہوتی ہے۔ یہ دانے زیادہ طور چہرے' کندھوں اور رانوں پر نمودار ہوتے ہیں۔ یہ دانے چند دنوں میں ٹھیک ہو جاتے ہیں۔ پھر ان کی جگہ ایک نیا سٹاک آجاتا ہے۔ کبھی کبھی یہ پھٹ کر زخموں میں تبدیل ہو جاتے ہیں اور اپنے آس پاس کے جسم کو گلا دیتے ہیں۔ اس کے علاوہ بخار' خارش' جوڑوں اور اعصاب میں دردیں' ٹانگ کی ہڈی میں شدید درد' غدودوں میں سوجن اور درد' آنکھوں اور پیشاب کی نالی میں سوزش کے ساتھ نکسیر آتی ہے۔ گردوں پر برے اثرات کی وجہ سے پیشاب میں البیومن آنے لگتی ہے۔ یہ کیفیات مریض کو مقدار سے زیادہ ادویہ دینے' ذہنی صدمات' چوٹ' سوزشی امراض کی وجہ سے بھی ہو سکتی ہیں۔

رد عمل کا علاج:

مریض کو زیادہ سے زیادہ آرام دیا جائے۔ اگر کوئی اور بیماری ہو گئی ہو تو اس کا مناسب علاج کیا جائے۔ کوڑھ کے علاج کی تمام ادویہ بند کر دی جائیں۔

علاج باالادویہ میں کورٹی سون کے مرکبات کو بڑی مقبولیت حاصل ہے۔ جیسے کہ Predinsolone کے 40 ملی گرام روزانہ۔ بہتری ہونے پہ مقدار آہستہ آہستہ کم ہو جائے۔ ایک دوسرے ادارے کی سفارش میں روزانہ 30 ملی گرام کافی ہے۔ البتہ اس کی مقدار میں فوری کمی کی جائے۔

کورٹی سون بیماریوں کے خلاف جسم کی قوت مدافعت کو کم کرتی ہے۔ اور زیادہ استعمال گردوں کو خراب کرتا ہے۔ اور خون میں بعض غیر پسندیدہ تبدیلیاں آسکتی ہیں۔ وہ شخص جو اس سے پہلے ہی ایک خطرناک قسم کی موذی مرض میں مبتلا ہے' اس کی قوت مدافعت کو مزید کم کرنا عقل کی بات نہیں۔ لیکن ماہر کہلوانے والے اسی تخریب کاری پر مُصر ہیں۔

کتب مقدسہ اور جذام کی تاریخ

ماہرین وبائیات نے پتہ چلایا ہے کہ انسانوں میں کوڑھ کی بیماری زیادہ قدیم نہیں ہے۔ بلکہ مصر قدیم میں اس کا کوئی سراغ نہیں ملتا۔ اس لئے یہ بات اب وثوق سے کہی جاسکتی ہے کہ اس بیماری کو انسانوں کے لئے وبال بنے مشکل سے دو ہزار سال بھی نہیں ہوئے۔ سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ دو ہزار سال پہلے اس کے جراثیم کہاں تھے؟ اور انسانوں کو انہوں نے کیسے متاثر کیا؟ کیونکہ یہ جانوروں میں نہیں ہوتی۔

مغربی محققین کی سب سے بڑی تکذیب توریت مقدس سے میسر ہے کتاب مقدس میں کوڑھ کا ذکر کم از کم 12 مرتبہ آیا۔

احبار' میں لوگوں کے ناپاک ہونے کے اسباب کا تذکرہ تفصیل سے ملتا ہے۔ بلکہ مسلمانوں پر پاکی اور پلیدی کا اعتراض کرنے والوں کی معلومات کے لئے متعدد ایسی اشیاء کا تذکرہ ملتا ہے جن کو چھونے والا دن بھر ناپاک رہتا ہے۔

-----اگر وہ بلا کپڑے کے تانے میں یا بانے میں یا چمڑے پر یا چمڑے کی بنی ہوئی کسی چیز پر پھیل گئی ہو تو وہ کھا جانے والا کوڑھ ہے۔ اور ناپاک ہے۔

انہی آیات میں کاہن کو ان چیزوں کو سات دن بند رکھنے کے بعد مشاہدہ کرنے اور ناپاک ثابت ہونے پر جلا دینے کی ہدایت فرمائی گئی ہے۔(15:13-احبار)

اسی باب میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کو کوڑھ کے بارے میں ہدایات ملی ہیں۔

پھر خداوند نے موسیٰ سے کہا۔ "کوڑھی کے لئے جس دن وہ پاک قرار دیا جائے یہ شرع ہے کہ اسے کاہن کے پاس لے جائیں۔ اور کاہن لشکر گاہ کے باہر جائے اور کاہن خود کوڑھی کا ملاحظہ کرے اور اگر دیکھے کہ اس کا کوڑھ اچھا ہو گیا ہے۔ تو کاہن حکم دے کہ وہ جو پاک قرار دیا جانے کو ہے۔(احبار 14:3-2-1)

کوڑھ کی ماہیئت کے بارے میں ایک دوسری جگہ توریت مقدس نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو ہدایت فرمائی۔

پھر خداوند نے موسیٰ سے کہا کہ "بنی اسرائیل کو حکم دے کہ وہ ہر کوڑھی کو اور جریان کے مریض کو اور جو مردہ کے سبب سے ناپاک ہو اس کو لشکر گاہ سے باہر کر دیں۔(گنتی-5:2-1)

یہاں پر پہلی مرتبہ کوڑھ کے مریض کو دوسروں کے لئے خطرے کا باعث قرار دیا گیا۔ ترجمہ کرنے والوں کی غلطی سے جس چیز کو جریان کہا گیا ہے وہ ایک متعدی جنسی بیماری ہے جسے حکیم سوزاک اور انگریزی میں Gonorrhoea کہتے ہیں۔

مرد خدا الیشع نبی کے ملازم جیحازی نے جب اپنے مالک سے جھوٹ بولا اور بد دیانتی کی تو توریت شریف میں مذکور ہے:۔

-----اس لئے نعمان کا کوڑھ تجھے اور تیری نسل کو سدا رہے لگا رہے گا۔ وہ برف سا سفید کوڑھی ہو کر اس کے سامنے سے چلا گیا ----(سلاطین 27:5)

اس ملازم کو الیشع نبی کی بددعا سے کوڑھ ہوا۔

کوڑھ کو بطور سزا یا عذاب بیان کرتے ہوئے ارشاد ہوا:

-----اور بادشاہ پر خداوند کی ایسی مار پڑی کہ وہ اپنے مرنے کے دن تک کوڑھی رہا۔ اور الگ ایک گھر میں رہتا تھا-----(سلاطین 5:15)

توریت مقدس نے بنی اسرائیل میں اور مصر میں کوڑھ کی موجودگی کا ناقابل تردید ثبوت مہیا کیا ہے۔ اس کے بعد انجیل مقدس میں کوڑھ کا ذکر کم از کم سات مختلف مقامات پر ملتا ہے۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں مصدقہ روایات ہیں کہ وہ اندھوں کو بینائی۔ بیماروں کو شفا اور کوڑھوں کو اذیت سے نجات دلانے کی طاقتوں کے امین تھے۔ ان کی صفات کا تذکرہ کرتے ہوئے متی نے اپنی انجیل مقدس میں یہ واقعہ بیان کیا ہے۔

-----اور دیکھو ایک کوڑھی نے پاس آکر اسے سجدہ کیا اور کہا۔

اے خداوند اگر تو چاہے تو مجھے پاک صاف کر سکتا ہے۔ اس نے ہاتھ بڑھا کر اسے چھوا اور کہا میں چاہتا ہوں تو پاک صاف ہو جا۔ وہ فوراً کوڑھ سے پاک صاف ہو گیا-----(متی 8:4-2)

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں منقول ہے کہ انہوں نے اپنے بھلائی کے کاموں کو پھیلانے اور دور دور تک پہنچانے کے لئے اپنے بارہ شاگردوں کو شفا کا علم سکھایا

-----اور ان کو جو ہدایات دیں:

-----بیماریوں کو اچھا کرنا۔ مردوں کو ملانا' کوڑھوں کو پاک صاف کرنا' بدروحوں کو نکالنا تم نے مفت پایا مفت دینا۔(متی 8:10)

ان کی اپنی صفت شفا کا مزید تذکرہ یوں منقول ہے۔

-----جب ایک کوڑھی نے اس کے پاس آکر اس کی منت کی اور اس کے سامنے گھٹنے ٹیک کر اس سے کہا اگر تو چاہے تو مجھے پاک صاف کر سکتا ہے۔

اس نے اس پر ترس کھا کر ہاتھ بڑھایا اور اسے چھو کر اس سے کہا میں چاہتا ہوں تو پاک صاف ہو جا ـــــ اور فی الفور اس کا کوڑھ جاتا رہا اور وہ پاک صاف ہو گیا ـــــ (مرقس 40:1)

وہ شاگرد جو ان کی آمد کی نوید سنانے اور معجزے دکھانے روانہ کئے گئے لوگوں کو ماضی کے واقعات سناتے ہوئے کہتے ہیں۔

..... اور الیشع نبی کے وقت میں اسرائیل کے درمیان بہت سے کوڑھی تھے۔ لیکن ان میں سے کوئی بھی پاک صاف نہ کیا گیا ـــــ

(لوقا : 4:28-27)

توریت مقدس میں مذکور ہے کہ یشع نبی کی بددعا سے جیحازی کو اسی وقت کوڑھ ہو گیا۔ لیکن لوقا اپنے راوی سے بیان کرتا ہے کہ الیشع کے عہد میں سیداہ کے قریب اتنے کوڑھی تھے کہ ان کا پورا گاؤں آباد ہو گیا ـــــ

قرآن مجید نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو عطا کردہ صفات کا تذکرہ کرتے ہوئے فرمایا:

...... واذ علمتك الكتٰب والحكمة والتوراة والانجيل واذ تخلق من الطين كهيئة الطير باذنى فتنفخ فيها فتكون طيرًا باذنى وتبرى الاكمه والابرص باذنى واذ تخرج الموتى باذنى ..... (المائدہ ۔ ۱۱۰)

(اور ہم نے تجھے اپنی کتاب کا علم سکھایا۔ تمہیں حکمت، توریت اور انجیل سکھائیں اور جب تم مٹی سے پرندوں کی شکلیں بنانے کے بعد ہمارے حکم سے ان کو پھونک مارتے تھے تو یہ پرندے بن کر ہمارے حکم سے اڑنے لگتے تھے۔ اور ہمارے حکم اور اجازت سے اندھوں کو بینائی دیتے تھے اور برص کے مریضوں کو ہمارے حکم سے شفا ہوتی تھی۔)

تقریباً یہی الفاظ سورۃ آل عمران کی آیت نمبر 49 میں بھی ارشاد فرمائے گئے۔

ان آیات مبارکہ سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی کسی ذاتی صلاحیت کا پتہ نہیں چلتا۔ بلکہ اللہ تعالیٰ نے ان پر جو بے پایاں عنایات فرمائیں ان کو یاد دلایا گیا ہے۔ وہ جب اندھے کو بینائی دیتے تھے یا برص کا علاج کرتے تھے تو وہ ایسا اللہ تعالیٰ کی خصوصی مہربانی سے کرتے تھے۔ ان کی یہ صلاحیت دست شفا کی صورت میں تھی یا وہ ان بیماریوں کا علاج کرتے تھے آیات سے واضح نہیں۔ مفسرین کے ایک گروہ کا خیال ہے کہ ان کو باقاعدہ علم العلاج سکھایا گیا تھا۔ جیسے کہ آیت کی ابتدا میں ان کو علم الکتاب کے ساتھ حکمت کی عطا کا تذکرہ بھی موجود ہے۔

خدا تعالیٰ قادر مطلق ہے۔ وہ شفا دینے کی صفت رکھتا ہے۔ اگر وہ چاہے تو یہ بالکل اس کے اختیار میں ہے کہ کسی کے ہاتھوں میں شفا کی صفت رکھ دے۔ جیسے کہ نبی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی حیات مبارکہ سے معلوم ہوتا ہے کہ انہوں نے جب بھی کسی مجنون کو ہاتھ لگایا وہ تندرست ہو گیا۔ بلکہ اگر ان کا دست مبارک راستہ میں کسی دیوانے کو نادانستگی میں بھی لگ گیا تو وہ شفایاب ہو گیا۔

انجیل مقدس سے کوڑھیوں کو شفا دینے کے عمل کا کوئی واضح تذکرہ نہیں ہے۔ اس باب کی ساتوں آیات مبہم ہیں۔ صرف اتنا پتہ چلتا ہے کہ کوڑھ کی بیماری ہوتی تھی۔

طب نبویؐ

قرآن مجید نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو دست شفا رحمت فرمانے کا تذکرہ کیا ہے اور وہ اللہ کی رحمت سے مریضوں کو شفا دیتے تھے۔ توریت مقدس نے "احبار" میں پاک صاف ہونے کے بعد مریض کے لئے زوفہ اور دوسری ادویہ کا ذکر کیا ہے۔ جس سے مفسرین کے اس خیال کو تقویت ملتی ہے کہ وہ بیماروں کا باقاعدہ علاج فرماتے تھے۔

نبی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے اپنے خصوصی فضل اور مہربانی سے علوم و فنون پر مکمل دسترس عطا فرمائی تھی۔ اس لئے وہ امراض کے علاج میں بھی جدید ترین اور موثر علاج عطا فرمانے کی اہلیت بدرجہ اتم رکھتے تھے۔ کوڑھ کے معاملے میں انہوں نے علاج کو دو حصوں میں تقسیم فرمایا۔

ذاتی حفظان صحت:

1- مریض سے دور رہو۔

2- مریض کے سانس سے دور رہو۔ جب اس سے بات کرو تو ایک سے دو تیر کے برابر فاصلہ رکھو۔

3- ناک کے بال نہ کٹوائے جائیں۔

4- کوڑھ اور دوسری خطرناک بیماریوں سے بچنے کے لئے اللہ تعالیٰ کی خصوصی حفاظت اور پناہ میں آنے کے لئے یہ دعا صبح، شام پڑھی جائے۔

اللھم انی اعوذ بك من الغرق والحرق والبرص والجذام والھدام وسیئۃ الاسقام۔

(اے اللہ میں تجھ سے پناہ مانگتا ہوں۔ غرق ہونے سے، آگ میں جل جانے سے۔ کسی منہدم ہونے والی عمارت کے نیچے آنے سے، برص اور کوڑھ کے علاوہ اذیت دینے والی تکلیف دہ بیماریوں سے۔)

جن لوگوں نے اس دعا کو ہمیشہ پڑھا ہے وہ ان بیماریوں سے ہمیشہ محفوظ رہے۔ بلکہ ہم نے پھلبہری اور کوڑھ کے علاج کے دوران مریضوں کو اسے پڑھنے کا ہمیشہ مشورہ دیا اور وہ زیادہ تیزی سے صحت یاب ہوئے۔

5- نبی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے پاس بنی ثقیف کا ایک وفد آیا۔ جس میں ایک کوڑھی بھی تھا۔ اسے چھوت کی وجہ سے مجلس میں نہ لایا گیا تھا۔ حضور اکرمؐ نے اسے خاص طور پر طلب فرمایا۔ اس کے ہاتھ کو اپنے ہاتھ میں لے کر باقاعدہ بیعت لی اور ایک اور روایت کے

مطابق انہوں نے اسے اپنے ساتھ کھانے میں بھی شامل فرمایا۔

انہوں نے کوڑھ کو شدید قسم کی متعدی بیماری قرار دیا تھا۔ مگر وہ ایک مریض کے پاس بیٹھے۔ اس کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لیا اور پھر اس کے ساتھ ایک برتن میں کھانا کھایا۔۔۔۔۔ یہ تمام عمل دوسروں کو ایسے حالات میں بیماری سے محفوظ رہنے کے لئے سکھانے کے لئے کیا گیا۔ انہوں نے اپنے ذاتی تحفظ کے لئے مریض کے قریب جاتے ہوئے یہ دعا فرمائی۔۔۔۔۔

بسم اللہ ثقۃ باللہ، و توکلاً علیہ۔ (الحاکم۔ ابویعلیٰ۔ بیہقی)

(میں اللہ کا نام لے کر اس کی حفاظت پر بھروسہ کرتے ہوئے خود کو اس کی تحویل میں دیتا ہوں۔)

یہ دعا کوڑھ ہی نہیں دیگر تمام لگ جانے والی بیماریوں سے حفاظت کا باعث ہوتی ہے۔

علاج نبویؐ

حضرت ابوہریرہؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔

کلوا الزیت وادھنوا بہ۔ فان فیہ شفاء من سبعین داء۔ منہا الجذام۔ (ابونعیم)

(زیتون کا تیل کھاؤ اور اس کو لگاؤ۔ کیونکہ اس میں ستر بیماریوں سے شفا ہے۔ جن میں سے ایک کوڑھ بھی ہے)

قرآن مجید نے زیتون کو "شجرۃ مبارکۃ" سے حاصل ہونے والا قرار دے کر اس کو بڑی اہمیت دی ہے۔ جس سے اس حدیث مبارک میں کوڑھ میں فائدہ اٹھانے کی ہدایت فرمائی گئی۔

ایک عام اصول علاج کے بارے میں حضرت عبداللہ بن عمرؓ روایت کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔

ایتد موا بالزیت وادھنوا بہ - فانہ من شجرۃ مبارکۃ۔
(ابن ماجہ - بیہقی)

زیتون کے تیل سے علاج کرو۔ اور اس کی مالش کرو۔ کیونکہ ایک مبارک درخت سے ہے۔

یہ حدیث مبارکہ مسند ابراہیم میں حضرت عمرؓ سے مروی بھی بیان کی گئی ہے۔ جبکہ یہی ارشاد گرامی حضرت سید الانصاریؓ سے ترمذی، ابن ماجہ اور دارمی نے نقل کیا ہے۔

حضرت علقمہ بن عامرؓ اور عقبہ بن عامرؓ نے اسے بواسیر اور باسور یعنی Ischio-Rectal Abscess میں مفید قرار دیا ہے۔

حضرت زید بن ارقمؓ روایت فرماتے ہیں۔

امرنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان نتداوی ذات الجنب بالقسط البحری والزیت۔
(مسند احمد - ترمذی - ابن ماجہ)

(ہمیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حکم دیا کہ ہم ذات الجنب کا علاج قسط البحری اور زیتون کے تیل سے کریں۔)

انہی تین محدثین کرام نے حضرت زید بن ارقم سے اسی بیماری کے علاج کے بارے میں ایک اور حدیث یوں بیان کی ہے۔

کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ینعت الزیت والورس من ذات الجنب۔
(ترمذی)

(رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ذات الجنب کے علاج میں ورس اور زیتون کے تیل کی تعریف فرمایا کرتے تھے۔)

ہمارے یہاں کے اطباء نے ذات الجنب کو پلورسی قرار دیا ہے۔ اس کی تعریف میں امام عیسیٰ ترمذی رقمطراز ہیں۔

ان ذات الجنب سلٌ۔

(ذات الجنب اصل میں دق۔ سل کی ایک قسم ہے۔)

زیتون کو کوڑھ کے خلاف شفا کا مظہر تو قرار دیا جا چکا تھا۔ اب اس کے ساتھ قسط بحری یا ورس بھی شامل کر کے ان کو تپ دق کی مختلف اقسام میں مفید فرمایا گیا۔ اس مرحلہ پر طب جدید انکشاف کرتی ہے کہ دق اور کوڑھ کے جراثیم ایک ہی خاندان سے تعلق رکھتے ہیں۔ وہ ادویہ جو دق کے خلاف مؤثر ہیں کوڑھ کیلئے بھی مفید ہوں گی۔ اسی بنا پر دق کی جدید ترین دوائی Rifampicin کو باضابطہ طور پر کوڑھ کے علاج میں استعمال کیا جا رہا ہے۔

یہ ارشاد شاندار اہمیت کا حامل ہے۔ جب زیتون اور قسط یا ورس' ذات الجنب میں مفید ہیں تو ان کا کوڑھ میں بھی مفید ہونا ایک لازمی امر ہے۔

حضرت جابر بن عبداللہ روایت فرماتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا

لا تحرقن حلوق اولادکن ۔ علیکن بقسط ھندی و ورس فاسعطه ایاه ۔ (مستدرک الحاکم)

(اپنے بچوں کے حلق مت جلاؤ۔ جبکہ تمہارے پاس قسط ھندی اور ورس موجود ہیں۔ ان کو چٹا دیا کرو۔)

ایک اور روایت میں خواتین کو نصیحت فرماتے ہوئے ارشاد گرامی ہوا کہ بچوں کو قسط ہندی یا ورس یا دونوں گلے کی خرابی کے لئے دی جائیں۔ اس طرح معلوم ہوا کہ زیتون کے ساتھ قسط یا ورس ملا کر یکساں فائدہ حاصل ہو سکتا ہے چونکہ ورس صرف یمن میں ملتی ہے۔ اس لئے مقامی طور پر میسر آنے والی قسط ہمارے یہاں زیادہ مقبول رہی۔

کوڑھ کے ایک عام تندرست مریض کو قسط شیریں پیس کر 5-4 گرام صبح' شام کھانے کے بعد دی گئی۔ زیتون کا تیل' بڑا چمچ صبح 11 بجے یا رات سوتے وقت دیا گیا۔ مرض میں اگر شدت ہوئی تو تیل بھی دن میں دو مرتبہ دیا گیا اور زخموں پر لگایا گیا۔ سوزشی زخموں پر خالص تیل کے ساتھ مہندی کے پتے پیس کر شامل کر دیئے جائیں تو زخموں کو بھرنے کی رفتار

مزید بہتر ہو جاتی ہے۔ کیونکہ نبی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے زخموں پر مہندی لگانے کو بہترین علاج قرار دیا ہے۔

ایک عام مریض کے زخم دو مہینے کے علاج کے بعد بھرنے لگ جاتے ہیں۔ اعصابی سوزش کے لئے Vitamin-B-1 100 ملی گرام کی گولی صبح' شام دی گئی اور مریض کی قوت مدافعت میں اضافہ کرنے کے لئے صبح نہار منہ شہد پلایا گیا۔ جدید علاج کا تقاضا یہ ہے کہ مریض کم از کم دس سال تک دوا کھاتا رہے اور اگر سادہ کوڑھ میں مبتلا ہو تو دوائی عمر بھر کھاتا رہے۔

Diasone کی گولیاں کھانے سے جسم میں حساسیت اور بخار ہو سکتے ہیں اکثر مریضوں کو علاج کے دوران خون کی کمی۔ گردوں کی خرابیاں اور جگر میں خطرناک تبدیلیاں واقع ہو جاتی ہیں جن کی وجہ سے علاج ترک کرنا پڑتا ہے۔ اس علاج کا روزانہ خرچ 40-10 روپے روزانہ تک ہو سکتا ہے جبکہ ایک معذور شخص کے لئے غذائی اخراجات کے علاوہ یہ رقم بہت زیادہ ہے۔ علاج نبویؐ پر شہد اور زیتون ملا کر بھی روزانہ خرچ پانچ روپے سے کم رہتا ہے۔

جدید علاج کے ابتدائی دنوں کے بعد ناک کے رطوبتوں کے ذریعہ جراثیم کا اخراج بند ہو جاتا ہے اور معالج مریض کی شفایابی کا اطمینان نہیں کر سکتا۔ جبکہ نبی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے کوڑھ کے مریض کی شفایابی کے بارے میں ایک اہم علامت بیان فرمائی ہے۔

"جب اللہ تعالیٰ کوڑھ کے کسی مریض پر مہربان ہوتا ہے اور اس کو شفا دینے کی عنایت کرنے لگتا ہے تو اس کو زکام ہو جاتا ہے۔"

اس کا مطلب یہ ہوا کہ ایسے مریضوں کو جب زکام ہو جائے تو سمجھ لینا چاہئے کہ مریض رو بصحت ہو رہا ہے۔ توریت مقدس نے ایسے میں کچھ ادویہ اور پرندوں کے خون کے طویل نسخے بیان کئے ہیں جن کو آسانی سے استعمال کرنا ممکن نہیں۔

Sexually Transmitted diseases and Aids

VENEREAL DISEASES

INTRODUCTION: All venereal diseases are sexually transmitted, however, not every disease which is transmitted sexually is a venereal disease. The term venereal disease implies a chain of sexual contacts. Non-venereal sexually transmitted diseases may affect a pair of sexual partners in isolation, e.g. candidiasis, trichomoniasis and herpes genitalis. The infective agent may be acquired originally non-sexually, e.g. vaginal candidiasis may follow antibiotic therapy and then be transmitted to the partner.

CAUSATIVE AGENT	NAME OF THE DISEASE
Bacterial--	
Neisseria gonorrhoeae	(Gonorrhoea)
Chlamydia trachomatis	Non-gonococcal urethritis, epididimytis, cervicitis, inclusion conjunctivitis, infant pneumonia, lympho-granuloma venereum, trachoma.
Mycoplasma hominis	Postpartum fever
Treponema pallidum	Syphilis
Hemophilus ducreyi	Chancroid
Calymmatobacterium granulomatis	Granuloma inguinale.
Shigella spp.	Shigellosis in homosexual men
Viral--	
Herpes simplex virus	(See herpes simplex)
Hepatitis B virus	Hepatitis B, membranous glomerulonephritis, polyarteritis nodosa
Genital wart virus	Condyloma accuminata
Molluscum contagiosum virus	Genital molluscum contagiosm
Human T cell lymphotropic virus III (HTLV-III)	Persistent generalised lympadenopathy

	AIDS-related complex AIDS
Protozoal--	
Trichomonal vaginalis	Trichomonal vaginitis
Entamoeba histolytica	Amoebiasis in homosexual men
Giardia lamblia	Giardiasis in homosexual men
Fungal --	
Candida albicans	Vulvovaginitis, balanitis, balanoposthitis
Ectoparasitical--	
Phthirius pubis	Pubic lice infestation
Sarcoptes scabiei	Scabies

امراض زہراوی

VENEREAL DISEASES

جب ایک آدمی رنگ برنگ کی عورتوں کے پاس جاتا ہے تو عین ممکن ہے کہ ان خواتین میں سے کوئی بیمار ہو۔ اور وہ بیماری ایک سے دوسرے کو لگنے والی ہو۔ اس کا لازمی نتیجہ یہ ہوگا اس بدچلنی کے نتیجہ میں اسے کوئی نہ کوئی بیماری لگ سکتی ہے۔ بلکہ لگ ہی جاتی ہے۔ یہاں پر اکثر یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ ان خواتین میں بیماری کہاں سے آئی؟

وہ عورت جو کسی غیر مرد کو اپنے پاس آنے دیتی ہے' ظاہر ہے کہ وہ مذہب اور اخلاق سے بیگانہ ہے۔ اور اس قسم کی بیہودہ حرکات اس کا شیوہ ہیں۔ آج جب اس نے زید کو "خوش آمدید" کہی تو اپنی اسی روش کے تحت وہ اس سے پہلے بکر اور عمر بھی اس کے یہاں آتے رہے۔ جس طرح ایک آوارہ عورت ایک سے زیادہ مردوں کے ساتھ مراسم رکھ کر آوارگی کا لیبل لگواتی ہے۔ اسی طرح ان کے پاس جانے والے بھی مذہب اور اخلاق سے بیگانہ ہوتے ہیں۔ ہوتا یہ ہے کہ اس طرح کے پیشہ ور آنے والوں نے کسی اور جگہ سے کوئی بیماری حاصل کی اور وہ اس عورت کو دے گئے۔ یہ بیماری پہلے اس کو ہوئی اور اس کے بعد عیاشی کے لئے آنے والے اپنے قدردانوں میں منتقل کر ہی نہیں دیتی بلکہ کرتی رہتی ہے۔ ایک عورت سے بیماری حاصل کرنے والے یہی بیماری دوسری عورتوں بلکہ گھروں میں بیٹھی ہوئی اپنی شریف اور معصوم بیویوں کو بھی تقسیم کرتے رہتے ہیں اور اس طرح بیماری کا ایک طویل سلسلہ جاری رہتا ہے۔

میو ہسپتال لاہور میں پروفیسر عبدالحمید ملک" نے ایسی بیماریوں کے علاج اور مشاہدات

میں تقریباً 30 سال کا عرصہ گزارا۔ پروفیسر ملک نے ہر مریض سے یہ پوچھا کہ اس نے بیماری کہاں سے حاصل کی؟ مریضوں سے ملنے والے جوابات کی روشنی میں انہوں نے نتیجہ اخذ کیا لاہور میں یہ بیماریاں اس طرح پھیلتی ہیں۔

50% مریضوں کو بیماری بازار میں بیٹھی رنڈیوں سے حاصل ہوئی۔

27% مریضوں کو یہ بیماری آس پاس کی آوارہ عورتوں سے ہوئی۔

23% مریض کسی بد چلنی کے مرتکب نہ ہوئے۔ انہوں نے بیماری اپنی بیویوں سے حاصل کی۔

اس مطالعہ میں مرد مریضوں نے اعتراف کیا کہ وہ بیماری حاصل کرنے کے لئے بد چلنی کے مرتکب ہوئے۔ کچھ میں اتنی جرات تھی کہ انہوں نے اعتراف گناہ کیا اور صحیح ذریعہ کی نشاندہی کر دی۔ کچھ میں اخلاقی جرات کا فقدان تھا اور وہ آخر تک مصر رہے کہ وہ اپنی بیوی کے علاوہ کسی غیر عورت کے پاس نہیں گئے۔ اس لئے یہ عین ممکن ہے کہ بیماری انہوں نے کسی آوارہ عورت یا طوائف سے حاصل کی ہو۔ لیکن شفاخانے میں آکر وہ نیک پاک بن گئے کہ انہوں نے کبھی بد چلنی کا ارتکاب نہیں کیا۔

ہمیں ڈاکٹر عبدالحمید ملک" کا شاگرد اور عرصہ تک نائب ہونے کا شرف حاصل رہا ہے۔ ایم بی بی ایس کی آخری جماعت کے طلباء کو بیماری کی نوعیت اور تشخیص کے بارے میں ان کو لیکچر دیا جا رہا تھا۔ اس دوران بیماری کے پھیلاؤ کے اسلوب بھی زیر بحث آئے۔ ایک نوجوان نے سوال کیا۔۔۔ "کسی کے لئے اپنی بیوی سے جنسی بیماری حاصل کرنا کیسے ممکن ہے؟" ملک صاحب نے مجھے منع کر کے اس نوجوان کو خود جواب دیا۔

ستمہاری بیوی اگر آوارہ ہے۔ تو یہ دوسروں کے لئے بیماری لینے یا دینے والی 23 فیصدی میں شامل ہے۔"

ایک سے دوسرے کو لگنے والی ان بیماریوں کو انگریزی میں Venereal Diseases کہتے ہیں۔ لفظ Venera سے مراد یونانی دیو مالا میں محبت کی دیوی وینس سے ہے۔ یعنی یہ بیماریاں محبت کی دیوی کی یادگار ہیں۔ اسی مناسبت سے ان کو عربی میں امراض زہراویہ کہتے ہیں۔

ایک بیمار آدمی جب کسی تندرست عورت کے پاس جاتا ہے یا اس سے الٹ کوئی تندرست آدمی بیمار عورت کے پاس جاتا ہے تو ان کے جسموں کے متصل ہونے والے مقامات بیماری کا راستہ بنتے ہیں۔ کھانسی' زکام اور انفلوئنزا بھی متعدی بیماریاں ہیں۔ جب کوئی تندرست شخص مریض کی سانس کی زد میں آتا ہے تو اسے یہ بیماریاں ہوسکتی ہیں۔ لیکن موجودہ عنوان تلے آتشک' سوزاک' لمسفائی سوزش' بجیل اور ریازہی گنے جاتے ہیں۔

تاریخ قدیم کے مطالعہ سے پتہ چلتا ہے کہ بدچلنی اور طوائفیت تاریخ کے ہر دور میں موجود رہے۔ جب بھی اخلاقی پابندیاں نرم ہوئیں۔ بدچلنی کے نتیجہ میں پھیلنے والی بیماریاں عروج پر آگئیں۔ رومتہ الکبریٰ اور پومپائی میں کھدائی سے ایسے آلات ملے ہیں جن کو پیشاب کی نالیوں کو کھولنے میں استعمال کیا جاتا تھا۔

دنیا کی تاریخ اور امراض کی تاریخ میں صرف ایک دور ایسا تھا جس میں کوئی گندی یا زہراوی بیماری موجود نہ تھی اور وہ اسلام کے عروج کا زمانہ تھا۔ یہ دنیا کا پہلا مذہب ہی نہیں بلکہ ایک مکمل نظام حیات ہے۔ جس نے اپنے اندر بدکاری کو کسی بھی شکل میں قبول نہیں کیا۔

ایڈز AIDS

(Acquired Imuno Deficieney Syndrome.)

بد چلنی کے ذریعہ پھیلنے والی یہ ایک ایسی بیماری ہے جو وائرس سے پیدا ہوتی ہے اور جسم میں جاکر اس کے دفاعی نظام کو ختم کردیتی ہے۔

اس بیماری نے حال ہی میں ان تمام ممالک میں تہلکہ مچا دیا ہے۔ جن میں بد چلنی اور فحاشی کو برا نہیں جانا جاتا۔ یہ چھوت کی بیماری ہے جو ایک سے دوسرے کو لگتی ہے اور اس کو پیدا کرنے والے وائرس کو Hiv یا (Lav) Human Lyphadenopathy Virus کہا جاتا ہے۔ ترقی یافتہ' ممالک میں یہ بیماری روز بروز پھیلتی جا رہی ہے۔ گو ہر شخص دہشت میں مبتلا ہے۔ مگر اس کے باوجود انہوں نے اپنی عادتوں میں اصلاح نہیں کی ہے۔ ہسپتالوں اور تحقیقی اداروں کو کروڑوں ڈالر کی امداد اس توقع پر دی جا رہی ہے۔ کہ وہ اس کا کوئی حل تلاش کریں۔ انہوں نے بیماری کا باعث اس کے پھیلنے کا اسلوب' اس کے اثرات اور جسم میں پیدا ہونے والی تبدیلیاں معلوم کرلی ہیں۔ وہ یہ بھی جانتے ہیں کہ یہ کیسے پھیلتی ہے اور اس سے بچنے کا صرف ایک طریقہ ہے کہ لوگ بد چلنی سے اجتناب کریں۔ انہوں نے اس کے وائرس کو دیکھا۔ پہچانا اور اس کی عادات کا بھی مطالعہ کرلیا ہے۔ مگر وہ اس کو مارنے کا کوئی طریقہ دریافت نہیں کرسکے۔ یا یوں کہئے کہ مریض کا علاج ممکن نہیں اور ان کو اپنی آوارگی کی سزا میں موت کا بہرحال سامنا کرنا ہوتا ہے۔

امریکی اداکار اور ایڈز

راک ہڈسن ایک امریکی اداکار تھا۔ وہ بڑا خوبصورت جوان تھا۔ بہت بڑا ایکٹر تھا اور وہ کروڑوں میں کھیلتا تھا۔ اس کی بنیادی دلچسپی ہم جنسیت سے تھی اور وہ غیر فطری افعال کا مرتکب ہوتا رہتا تھا۔ اس نے رواج کے مطابق شادی بھی کی۔ چونکہ جنس مخالف سے اسے کوئی دلچسپی نہ تھی اس لئے وہ شادی جلد ہی ختم ہوگئی۔ اس نے غیر فطری افعال کے لئے اپنے ہی جیسے متعدد افراد سے جنسی تعلقات رکھے ہوئے تھے کہ ان میں کسی سے اسے ایڈز ہوگئی۔ بیماری کی تشخیص کے بعد وہ تقریباً 3 سال زندہ رہا۔ مگر یہ تین سال ایک عام آدمی کی زندگی کے نہ تھے۔ وہ اکثر بیمار رہتا تھا۔ اس کے وزن میں 40 پونڈ کی کمی آگئی۔ بات چیت کے دوران بھی اسے سانس چڑھ جاتا۔ اسے روزانہ نت نئی تکالیف گھیرتی رہیں۔ جب وہ سیر کے لئے پیرس گیا تو اس کی حالت زیادہ خراب ہوگئی۔ وہاں پر اسے ایک ایسے ہسپتال میں داخل کیا گیا جو صرف ایڈز کا علاج کرتا تھا۔ لیکن وہاں پر صرف فرانسیسی مریض داخل کئے جاتے تھے۔ امریکہ کے صدر کی اہلیہ (نینسی ریگن) نے فرانس کے صدر سے ذاتی التماس کی اور راک ہڈسن اس خصوصی شفاخانے میں داخل ہوا۔ (یہ محض خوش فہمی تھی۔ کیونکہ ان کا بھی کوئی مریض کبھی شفایاب نہ ہوا تھا۔)

کافی عرصہ زیر علاج رہنے کے بعد وہ جانکنی کی کیفیت میں امریکہ لایا گیا۔ جہاں اس کی موت واقع ہوئی۔ اس کی رفیقہ کار الزبتھ ٹیلر نے اس کی موت پر ایڈز کے خلاف تحقیقاتی کام کرنے والے ڈاکٹروں کے لئے فنڈ میں 40 لاکھ ڈالر جمع

کر کے دیئے۔ اس کے مرنے کے کچھ عرصہ بعد ایک نوجوان نے امریکی عدالت میں دعوی کیا کہ راک ہڈسن کے اس کے ساتھ غیر فطری تعلقات رہے ہیں۔ چونکہ راک ہڈسن ایڈز سے مرا ہے۔ اس لئے اندیشہ موجود ہے کہ مدعی کو بھی غالباً ایڈز ہو جائے گی۔

اس لئے عدالت اسے راک ہڈسن کی جائیداد میں سے ہرجانہ دلوائے۔ عدالت نے مدعی کی ذہنی اذیت اور دہشت کو تسلیم کرتے ہوئے اسے 4 لاکھ ڈالر بطور ہرجانہ اور معاوضہ دلوا دیئے۔

راک ہڈسن کی بڑی قدر تھی۔ اعلانیہ بدچلن ہونے کے باوجود امریکی معاشرے میں اسے اتنی اہمیت حاصل تھی کہ اس کے جنازے پر لاکھوں عقیدت مند آئے اور اس کے علاج میں امریکہ کے صدر اور ان کی خاتون اول نے دلچسپی لی۔ اس کی موت نے جہاں دہشت میں اضافہ کیا' وہاں اس کے علاج کی دریافت پر زیادہ توجہ دی جانے لگی۔

بیماری پھیلنے کے اسلوب:

جنسی تعلقات --HTL V--III یا LAV کا وائرس ایک تندرست انسان کے جسم میں خلاف وضع فطری افعال کے نتیجہ میں داخل ہوتا ہے۔ وہ لوگ جو وسیع پیمانہ پر اور نامناسب راستوں سے جنسی اختلاط کا ارتکاب کرتے ہیں۔ ان بیہودہ حرکات کے دوران ان کی جلد پر باریک خراشیں آتی ہیں جن کے راستے وائرس جسم میں داخل ہو سکتا ہے۔ جسم میں داخل ہونے کے بعد وہ قوت مدافعت کے نظام کو مفلوج کر دینے کے علاوہ اگر کوئی اور بیماری موجود ہو تو اس کو بھی ہوا دیتے ہیں۔

وہ عورتیں جو آبرو باختہ زندگی گزارتی ہیں وہ اپنی کجرویوں کے نتیجہ میں اس وائرس کو لئے پھرتی ہیں اور اپنے عشاق کو متاثر کرتی رہتی ہیں۔

انتقال خون: وائرس مریض کے خون میں ہروقت موجود رہتا ہے۔ وہ لوگ جو بیمار ہونے پر

مشتبہ چال چلن کے افراد کا خون لیتے ہیں وہ گناہ کئے بغیر بھی ایڈز کا شکار ہو سکتے ہیں۔

ٹیسٹ ٹیوب حمل: بے اولاد عورتوں کو دوسروں کا مادہ منویہ اندر داخل کر کے حمل کرنا ایک جدید بدعت ہے۔ اس بیہودگی کا ہندو معاشرہ میں "نیوگ" کی صورت میں رواج رہا ہے۔ "سیتا رتھ پرکاش" کے مطابق بے اولاد عورت کو حمل حاصل کرنے کے لئے سات مختلف مردوں سے اختلاط کی اجازت حاصل ہے۔ اسی قسم کی ایک بدچلنی قدیم عرب میں بھی مروج تھی۔ جسے اسلام نے ہر شکل میں ختم کر دیا۔

آج یہی بیہودگی دوسروں کے مادہ منویہ کے ٹیکوں کی صورت میں رواج پا گئی ہے۔ اس بدفعلی میں یہ اندیشہ موجود ہے کہ جس مرد کی منی کا ٹیکہ لگایا گیا ہو وہ ایڈز کا شکار ہو۔ اور اس طرح نامناسب طریقہ سے بچہ حاصل کرنے والی عورت ہی نہیں بلکہ اس کا ہونے والے بچہ بھی ایڈز کا شکار ہو سکتے ہیں۔

منشیات کے ٹیکے: کچھ عادی نشہ باز ٹیکہ کے ذریعے نشہ کرتے ہیں اس غرض کے لئے Heroin -Pethidine -Morphine وغیرہ استعمال کئے جاتے ہیں۔ یہ لوگ کاہل، مخبوط الحواس، غلیظ اور لاپروا ہوتے ہیں۔ ان کے ٹیکہ لگانے کی سرنج اور سوئیاں ہمیشہ گندی اور غیر محفوظ ہوتی ہیں۔

ایک پارک میں دوپہر کے وقت متعدد فقیر نما لوگ لیٹے ہوئے تھے۔ کچھ دیر بعد ایک ہٹا کٹا فقیر نما شخص آیا۔ اس نے ہر شخص سے کچھ نقدی وصول کی اور اسے ٹیکہ لگا دیا۔

اس نے ایک دوسرے کی استعمال شدہ، گندی اور غلیظ سرنج سے تقریباً 12 افراد کو ٹیکہ لگایا اور اپنی وصولی کر کے چلتا بنا۔

ایسے نشئی بھی دیکھے گئے ہیں جو ایک دوسرے سے بھائی چارے میں سرنج استعمال

کرتے ہیں۔ اور جب اس لائن میں ایڈز کا ایک بھی شکار آجائے تو بیماری پوری منڈلی میں پھیل جاتی ہے۔

وراثت: جس عورت کو ایڈز ہو اس کا پیدا ہونے والا بچہ بھی ایڈز میں مبتلا ہوتا ہے۔ یقین کیا جاتا ہے کہ یہ سوزش اسے دوران حمل ماں کے پیٹ میں ہوتی ہے۔

اسلام اور لواطت

ایڈز کے پھیلاؤ میں لواطت کو زیادہ دخل ہے۔ اب تک اس بیماری کے جتنے بھی مریض منظر عام پر آتے ہیں ان سب کو مردوں یا عورتوں کے ساتھ غیر فطری طریقہ سے جنسی عمل کی عادت تھی اور اسی ذریعہ سے ان کو بیماریاں حاصل ہوئیں۔

قرآن مجید نے برے کاموں میں قوم لوط کی مثال دی ہے۔ اس قوم میں مردوں کے ساتھ اختلاط کی عادت تھی۔ جس کو بند کروانے کے لئے خدا نے ایک نبی کو مبعوث کیا۔ مگر یہ لوگ باز نہ آئے اور ان کی بستیاں صدوم اور عموراہ تباہ کردی گئیں۔ توریت مقدس نے بھی اس واقعہ کو پوری تفصیل سے بیان کیا ہے اور قرآن مجید کی مانند اس کی مذمّت کی ہے۔ لیکن حیرت کی بات ہے کہ یہودیوں میں اس فعل کو مقبولیت حاصل ہوتی گئی۔ ان کے علماء نے فتوے دیئے کہ مردوں کا خلاف وضع فطری عمل بیشک حرام ہے لیکن اگر یہی راستہ عورتوں کے ساتھ اختیار کیا جائے تو حرام نہیں۔

اسلام نے اس سلسلے میں بھی سیدھا راستہ دکھانے اور لوگوں کو تندرستی کی بقاء کے لئے اچھی باتیں سکھانے اور بری باتوں سے روکنے کا عمل جاری رکھا۔ حضرت ابوہریرہؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔

ملعون من اتی المرأة فی دُبرھا۔

(ابوداؤد)

(وہ شخص جس نے کسی عورت کے ساتھ پچھلی طرف سے اختلاط کیا وہ ملعون ہے۔)

اسی مضمون پر اور بھی احادیث میسر ہیں جو کہ نبی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے ارشادات گرامی سے مختلف محدثین نے مرتب کی ہیں۔

لا ینظر اللہ الی رجل جامع امراۃ فی دُبرھا۔

(احمد۔ ابن ماجہ)

(اللہ تعالیٰ روز قیامت اس شخص کی طرف نظر اٹھا کر بھی نہیں دیکھے گا جو اپنی بیوی سے پچھلی طرف سے جماع کرتا رہا ہو۔)

من اتی حائضا، او امراۃ فی دُبرھا، او کاھنا فصدقہ، فقد کفر بما انزل علی محمّد صلی اللہ علیہ وسلم۔

(ترمذی۔ احمد)

(جس کسی نے حیض والی عورت کے ساتھ جماع کیا یا اپنی بیوی کے ساتھ پچھلی طرف سے جماع کیا یا کسی کاھن کو خیرات دی وہ محمد پر اترے ہوئے دین سے منکر ہو گیا۔)

—— من اتی شیئا۔۔من الرجال والنساء فی الادبار۔ فقد کفر۔ (بیہقی)

(جس کسی نے کسی مرد یا عورت کے ساتھ پچھلی طرف سے جماع کیا اس نے کفر کا ارتکاب کیا۔)

خطبہ دیتے ہوئے حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا۔

ان اللہ لا یستحی من الحق۔ لا تو توا النساء فی اعجازھن، وقال مرۃ فی ادبارھن۔ (وکیع)

(اللہ تعالیٰ حقیقت کے بیان سے نہیں شرماتا۔ عورتوں کے پاس ان کی پچھلی طرف سے نہ جاؤ۔)

اسی مضمون پر اور بھی بیسیوں روایات موجود ہیں۔ لیکن اہم ترین حضرت عبداللہ بن عباسؓ اور حضرت ابو ہریرہؓ بیان فرماتے ہیں۔

"رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے مدینہ میں ہمیں ایک روز خطبہ دیا۔ یہ ان کی حیات مبارکہ کا مدینہ منورہ میں آخری خطبہ تھا اور اس کے بعد وہ اپنے پروردگار کے پاس چلے گئے۔ انہوں نے اس مبارک وعظ میں فرمایا۔

من نکح امرأة فی دُبرھا، او رجلاً او صبیا، حشر یوم القیامة وریحه انتن من الجیفة، یتاذی به الناس حتی یدخل النار واحبط الله اجرهٗ ولا یقبل منه صرفا ولا عدلا، ویدخل فی تابوت من نار۔ ولید علیه بمسامیر من نار۔

(جس کسی نے اپنی بیوی، کسی مرد یا کسی لڑکے کے ساتھ پچھلی طرف سے جماع یعنی بد فعلی کی، قیامت کے روز اس کے جسم سے کسی مردار کی سی بدبو آئے گی۔ اسے لوگوں کے سامنے عذاب دیتے ہوئے آگ میں ڈالا جائے گا۔ اس کے سارے نیک کام منسوخ کردیئے جائیں گے اور اسے جہنم میں مزید کسی حساب کے بغیر داخل کردیا جائے گا۔ جہنم میں اسے آگ سے بنے ہوئے ایک صندوق میں رکھا جائے گا۔ جس میں آگ سے بنی ہوئی کیلیں ہوں گی۔)

نبی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کا یہ آخری خطبہ تھا۔ جس کا مطلب یہ ہے کہ انہوں نے دنیا سے روانہ ہونے سے پہلے لوگوں کو اہم ترین امور کے بارے میں آخری ہدایات عطا فرمائیں۔ ظاہر ہے کہ ان باتوں کو اہمیت حاصل تھی۔

آج جب ہم ان ہدایات پر غور کرتے ہیں تو دوسرے فوائد کے علاوہ ایڈز، آتشک اور دوسری جنسی بیماریوں سے بچاؤ کا راستہ نظر آتا ہے۔ انہوں نے کبھی کوئی بات لوگوں کے فائدے کے بغیر نہیں کہی۔

ایڈز کی علامات

جب ایک شخص اپنی بد چلنی کی زندگی میں متعدد عورتوں یا مردوں کے ساتھ جنسی تعلقات استوار کرتا ہے تو ان خباثتوں کے دوران کسی مرحلہ پر نہ جانتے ہوئے ایڈز کا وائرس اس کے جسم میں داخل ہو جاتا ہے۔ جسم میں جانے کے بعد وہ خون کے سفید دانوں Lymphocytes کے ساتھ جنگ لڑ کر ان کو جسم کے دفاع کی صلاحیت سے محروم کر دیتا ہے۔ مریض کے جسم پر ظاہر میں کوئی چیز نظر نہیں آتی اور وہ اطمینان سے اپنی روزمرہ کی زندگی گزارتا رہتا ہے۔

ایڈز انسانی جسم کی بیماریوں سے مقابلہ کرنے کی صلاحیت کو ختم کر دیتی ہے اور اب اس کا شکار مکمل طور پر دوسری بیماریوں کے لئے "خوش آمدید" کا بورڈ لگائے ہوئے پھرتا رہتا ہے۔

اکثر مریضوں کو ابتدا میں بخار چڑھتا ہے۔ جسم کی لمسفائی غدودیں Lymph Nodes پھیل جاتی ہیں۔ اس کے ساتھ پسینے، تھکن، بھوک کی کمی، جسم میں دردیں، سردرد، چھاتی، کمر یا پیٹ پر سرخ داغ۔ اس کے 14-3 ہفتوں کے اندر کسی علاج کے بغیر بھی تمام علامات ختم ہو جاتی ہیں۔ خون کا معائنہ کرنے پر کوئی خاص تبدیلی نظر نہیں آتی۔

لمسفائی غدودوں کا ورم جاری رہتا ہے۔ ماہرین کا خیال ہے کہ اگر کسی کے جسم کے دو سے زیادہ مقامات کی غدودیں 3 ماہ سے زیادہ متورم رہیں تو اسے اس باب میں توجہ کرنی چاہئے۔ حسب معمول مریضوں کو زیادہ علامات نہیں ہوتیں۔ مگر آہستہ آہستہ تھکن، بیزاری، رات کو پسینے آنا معمول بن جاتا ہے۔ بھوک کی مسلسل کمی اور اسہال وزن میں کمی لاتے رہتے ہیں۔ جیسے کہ ہم نے راک ہڈسن کی علامات مین دیکھا کہ 6 ماہ میں اس کا وزن 40

پونڈ کم ہو گیا تھا۔ حالانکہ وہ اس دوران فلموں میں کام بھی کرتا رہا۔

پسینے۔ کمزوری۔ بھوک کی کمی میں بتدریج اضافہ ہوتا جاتا ہے۔

جن مریضوں میں یہ علامات مسلسل چل رہی ہوں اور ساتھ میں نمونیہ یا جلد پر پھٹ جانے والی رسولیاں موجود ہوں وہ عام طور پر ایڈز کی بدترین قسموں کا شکار ہوتے ہیں۔

ایڈز کی وجہ سے ہونے والی بیماریاں: پیٹ میں متعدد اقسام کے کیڑے، سوزشیں، اسہال، پیچش، گردوں، پھیپھڑوں اور جگر میں سوزش، خون کے سفید دانوں میں کمی سے ہونے والی بیماریاں ہوتی رہتی ہیں۔ پھپھوندی کی وجہ سے ہونے والی بیماریاں جلد اور دوسرے اعضاء پر بڑی سرعت سے پھیلتی ہیں۔

ایڈز کی وجہ سے ہونے والی رسولیاں اور کینسر:

Kaposi's Sarcoma --- B-Cell Lymphoma- Ceriberal Lymphoma -Non Hodgkin's Lymphoma.

کچھ عرصہ ہوا ایک سکول ماسٹر صاحب جلد پر پھوڑوں کی شکل میں نکلنے والی سیاہ رنگ کی رسولیوں کے ساتھ تشریف لائے۔ ان کو کھانے اور لگانے کی ادویہ دی گئیں اور ہدایت کی گئی کہ وہ ان کی Biopsy کروائیں۔ 4-3 ماہ کے بعد آئے تو زخموں کی حالت بہت بہتر تھی۔ Biopsy رپورٹ میں Kaposi's Sarcoma لکھا ہوا تھا۔ جو کہ جان لیوا بیماری ہے۔ جو علاج پہلے دیا گیا تھا اس میں معمولی ترمیم کی گئی اور ان کو پھر آنے کا کہا گیا۔ وہ کافی دیر بعد آئے تو زخم پھر سے خراب ہو رہے تھے۔ اب کی مرتبہ ان کے ساتھ PCSIR لیبارٹری کے کچھ سائنسی کارکن بھی تھے۔ میں نے ان کے سامنے ایڈز کہنا مناسب نہ جانا اور مزید کارروائی آئندہ ملاقات کے لئے رکھ دی۔ مگر وہ پھر لوٹ کر

نہ آتے۔ کوشش بھی کی گئی کہ ان کا پتہ معلوم ہو جائے اور دوائیں ان کے گھر تک پہنچادی جائیں۔ افسوس کہ ایسا نہ ہوسکا۔

ایڈز کے مریض میں چونکہ قوت مدافعت نہیں ہوتی۔ اس لئے کوئی بھی بیماری کسی وقت بھی آکر غلبہ پاسکتی ہے یا موت کا سبب بن سکتی ہے۔ کیونکہ جسم نے اس کو روکنے میں اپنا کوئی کردار ادا نہیں کرنا ہوتا اور وہ مکمل طور پر جراثیم کے رحم و کرم پر ہوتا ہے۔

بھارت میں ایڈز کی صورت حال

7- نومبر 1992ء کے روزنامہ "نیشن" لاہور نے بھارت میں ایڈز پر ہونے والی ایک کانفرنس کی بڑی دہشتناک روئداد شائع کی ہے۔

اس کانفرنس کو ایشیا اور بحرالکاہل کے ایڈز کو ختم کرنے والی انجمن نے منعقد کیا تھا اور اس انجمن کے صدر ڈاکٹر جان ڈائر نے تقریر کرتے ہوئے یہ اہم امور بیان کئے۔

بھارتی حکومت کے تخمینہ کے مطابق بھارت میں ایڈز کے 2 لاکھ مریض ہیں۔ جبکہ Who نے 5 لاکھ دریافت کئے ہیں۔ مدارس، بمبئی اور دوسرے ساحلی مقامات کی طوائفیں اس بیماری کا شکار ہوچکی ہیں۔ بمبئی کی طوائفوں میں سے 60 فیصدی ایڈز میں مبتلا پائی گئیں۔ ستمبر کے جائزہ کے مطابق ساحلی شہروں میں ہر ہزار میں سے 5.42 افراد اس میں مبتلا تھے اور دوماہ کے بعد یہ تعداد 7.19 فی ہزار ہوگئی۔

Who نے بھارت کو اس بیماری کو ختم کرنے کے لئے 100 ملین ڈالر کی امداد دینے کا وعدہ کیا ہے اور اب طوائفوں کو بعض حفاظتی اقدامات کی تربیت دینے کی کوشش کی جارہی ہے۔ جبکہ طوائفیں ان طریقوں کو قبول کرنے پر رضامند نہیں۔ بھارت کی اس صورت حال کو دیکھیں کہ بمبئی کی 60 فیصدی رنڈیاں اس میں مبتلا ہیں۔ اگر بمبئی میں 500 طوائفیں فرض

کرلی جائیں (حالانکہ وہ بہت زیادہ ہیں) تو اس کا مطلب یہ ہوا کہ ان میں سے 300 یقینی طور پر ایڈز پھیلا سکتی ہیں۔ یہ طوائفیں روزانہ کم از کم 1000 نئے مریض پیدا کرسکتی ہیں۔ اگر انہی پر اکتفا کیا جائے تو ہر سال 3,60,000 نئے مریض ہوں گے۔ لیکن وہ اشخاص جو طوائفوں کے پاس جانے کے عادی یا بدچلنی اس کا شعار ہے تو وہ اپنی بیویوں اور دوستوں بلکہ دوسری طوائفوں میں بھی بیماری پھیلا رہے ہوں گے۔

Who کے 100 ملین ڈالر وہاں کی حکومت بیماری کی بجائے اسلحہ پر خرچ کرکے تماشا دیکھے گی کیونکہ ایسے بے دین معاشرہ میں کسی کو بدچلنی سے باز رکھنے کے لئے بیماری کی دہشت کا ذکر کافی نہیں۔

متمول لوگ آج کل آوارگی کے لئے سنگاپور اور بنکاک جارہے ہیں۔ سنا جارہا ہے کہ وہاں کی خواتین میں بھی ایڈز قسم کی بیماریاں بڑی تیزی سے پھیل رہی ہیں۔ پاکستان میں اگرچہ اللہ کے فضل سے صورت حال خراب نہیں لیکن باہر سے امپورٹ کرکے لانے والے کسی وقت بھی معاملہ خراب کرسکتے ہیں۔

تشخیص : کھانسی، بخار، کمزوری، جلد جلد بیمار ہونے والی صورت حال کے علاوہ جلدی امراض اگر اکثر ہوتی رہیں اور آسانی سے ٹھیک ہونے میں نہ آتی ہوں تو اس صورت میں ایڈز کے لئے خون ٹیسٹ کروالینا ہی دانش مندی ہے۔

گورنمنٹ پنجاب کے بیکٹریا لوجسٹ پروفیسر سید عبدالرشید صاحب سے ایڈز کی تشخیص کے بارے میں کسی یقینی ٹیسٹ پر گفتگو ہوئی۔ کالج آف کمیونٹی میڈیسن لاہور کی لیبارٹری میں پروفیسر عبدالرشید صاحب کی نگرانی میں ایڈز کے ابتدائی ٹیسٹ کئے جاتے ہیں۔

اس ٹیسٹ کو Eliza Test کہتے ہیں۔

مریض کا خون لے کر اس کو مختلف مراحل سے گزارنے کے بعد وہ یہ بتا سکتے ہیں کہ کسی شخص کو ایڈز کا شبہ ہے یا نہیں۔ ایک مریض کو جو رپورٹ دی گئی وہ یہ تھی۔

Serum is Positive For Hiv Antibodies.

پروفیسر عبدالرشید صاحب اس ٹیسٹ کو حتمی نتیجہ قرار نہیں دیتے۔ اس ٹیسٹ سے وہ یہ پتہ چلا لیتے ہیں کہ اس شخص کے خون میں ایسے عناصر موجود ہیں جو ایڈز کے بھی ہو سکتے ہیں اور اگر وہ نہ ہوں تو وہ شخص تندرست قرار دے کر فارغ کر دیا جاتا ہے۔

جن کا ٹیسٹ Positive ہو ان کا خون مزید پیچیدہ امتحان کے لئے اسلام آباد کی ہیلتھ انسٹی ٹیوٹ بھیجا جاتا ہے۔ جن کے پاس بیماری کو پوری طرح تشخیص کا بندوبست موجود ہے اور وہ بیماری کا آخری فیصلہ کرتے ہیں۔

خاندان کے لئے احتیاطی تدابیر:

1- ایڈز کے وائرس مریض کے خون، بلغم، تھوک، پیشاب حتیٰ کہ آنسوؤں میں بھی ہوتے ہیں۔ اس لئے یہ مریض اپنی جسمانی نجاستوں کو علیحدہ سے جلائیں اور کسی بچے کا کبھی منہ نہ چومیں۔

2- مریض کی بیوی / خاوند کا Eliza Test کروایا جائے۔

3- مریض کے خاوند / بیوی کا خون خواہ صاف بھی تب بھی انہیں بچہ نہیں ہونا چاہیئے۔

4- ایڈز کا وائرس بڑا نازک ہے۔ یہ جسم سے باہر زندہ نہیں رہ سکتا۔ اس لئے لنڈا بازار کے استعمال شدہ کپڑے دھوپ لگانے کے بعد کسی خطرہ کے بغیر استعمال کئے جا سکتے ہیں۔

علاج

مریض کی علامات کا علاج کیا جائے۔ طب جدید میں اصل بیماری کے لیۓ اب تک کسی قسم کا کوئی بھی علاج میسر نہیں۔

آتشک SYPHILIS

یہ ایک متعدی بیماری ہے جو اس کے کسی مبتلا سے جنسی اختلاط کے بعد واقع ہوتی ہے اس بیماری میں جلد پر پھوڑے ' پھنسیاں نکلتے ہیں اور پھر اعصاب سے لے کر ہڈیوں کے گودوں تک صحت اور تندرستی کو تباہ کرتی ہے۔ اس بیماری کو پیدا کرنے والا جرثومہ Treponema Pallida کہلاتا ہے۔ اس کی شکل بوتل سے کارک نکالنے والے کارک سکریو کی مانند ہوتی ہے۔ یہ جلد کے اس حصے کے راستے جسم میں داخل ہوتے ہیں جو مریض سے تعلق میں آیا ہو۔

دلچسپ بات یہ ہے کہ ہندوستان میں یورپی اقوام کی آمد سے پہلے اس بیماری کا کوئی سراغ نہیں ملتا۔ اس لئے مقامی حکما نے اسے کوئی نام نہیں دیا۔ لیکن یورپی اقوام نے ہندوستان میں آنے کے بعد یہاں کے شریفانہ معاشرہ میں بدچلنی کا بیج بویا اور اس کے نتیجہ میں آتشک کی بیماری دیکھنے میں آئی تو اطباء نے اسے "باد فرنگ" کا نام دیا۔

یورپ میں بھی آتشک کا سراغ نئی دنیا (امریکہ) سے واپسی کے بعد ملتا ہے۔ باور کیا جارہا ہے کہ یہ امریکہ کی مقامی بیماری تھی۔ جسے کولمبس کے ملاح وہاں کی خواتین سے حاصل کرکے پرانی دنیا میں لائے۔ 1497ء کے بعد یہ ملاح یورپ میں جہاں جہاں گئے وہاں یہ بیماری بھی پھیلاتے گئے۔

علامات

پہلا درجہ: مریض سے تعلق میں آنے کے 80--8 دن بعد تعلق میں آنے والے حصہ پر ایک سخت سی پھنسی نمودار ہوتی ہے۔ اس میں نہ تو درد ہوتا ہے اور نہ ہی پیپ پڑتی ہے۔

ہاتھ لگائیں تو یہ ربڑ کی طرح محسوس ہوتی ہے اور قریب کے لمسفاتی غدود پھیل جاتے ہیں۔ اس پھنسی کو Hard Chancre کہتے ہیں۔ یہ عام طور پر ایک ہی ہوتی ہے اور اس مقام پر نکلتی ہے جو جنس مخالفت سے تعلق میں آیا۔ جیسے کہ آلات تناسل کے یا اس کے اردگرد کے مقامات۔

لندن یونیورسٹی کے VD کلینک میں مجھے پروفیسر ہارکنس نے آٹھ ماہ کا ایک بچہ دکھایا۔ جس کو آتشک تھا اور اس کا پہلا زخم آنکھ سے ذرا نیچے گال پر نکلا ہوا تھا۔

آٹھ ماہ کا بچہ کسی بدچلنی کا مرتکب نہیں ہو سکتا اور پھر پہلی پھنسی کا گال پر نکلنا اس امر کا مظاہرہ تھا کہ اس بے گناہ کا منہ اس کے کسی ایسے بزرگ نے محبت میں چوما جسے خود آتشک تھا۔ اس نے اپنی "محبت" کا ٹیکہ اس کے جسم پر عمر بھر کے لئے لگا دیا۔

اس بیماری کو سمجھنے' علامات کا پتہ چلانے اور تباہ کاریوں کا پتہ چلانے کے لئے سائنس دان صحیح معنوں میں اپنی جانوں پر کھیل گئے۔ برطانوی سرجن ڈاکٹر ہنٹر نے ایک مریض کی پیپ کو اپنے جسم میں داخل کرلیا۔ جب اسے بیماری لگ گئی اور علامات کی ابتدا ہوئی تو وہ ان کو نوٹ کرتا گیا۔ جب تکلیف زیادہ ہوتی تو وہ کچھ دوائیں کھالیتا۔ لیکن ایسا کوئی کام نہیں کرتا تھا۔ جو بیماری کو ختم کردے۔ (اگرچہ اس زمانے میں شافی علاج بھی نہ تھا)۔ بیماری نے اس کے جسم کو ادھیڑنا شروع کیا۔ ہڈیاں ٹیڑھی ہوئیں۔ آخر دل اور اس کی بڑی نالیاں متاثر ہوئیں تو وہ اپنی کیفیت کے اظہار میں لکھتا ہے۔

"میری زندگی ایک شیطان کے ہاتھ میں ہے۔ جو مجھے تکلیف دے کر خوشی حاصل کرتا رہتا ہے۔"

ہنٹر کے مشاہدات میں بعض فنی خرابیاں تھیں۔ لیکن اس نے بیماری کو سمجھنے میں اپنی جان قربانی کردی اور انگریز قوم نے اس کو اتنی عزت دی ہے کہ آج بھی سرجری کا

میوزیم اس کے نام سے موسوم ہے۔ رائل کالج آف سرجنز میں سرجری کا سربراہ Hunterian Professor کہلاتا ہے اور رائل کالج ہر سال علم جراحت میں کوئی شاندار کارنامہ سرانجام دینے والے سرجن کو اپنے یہاں بلا کر نئے انکشافات پر تقریر کرواتا ہے جسے Hunterian Lecture کہتے ہیں۔ لیکن اس بیماری کی صحیح کیفیت جراثیم بلکہ علاج اور تشخیص کے طریقے جرمن ڈاکٹروں کی کاوشوں کے شاہکار ہیں جبکہ تمام برطانوی انکشافات غلط ثابت ہوئے۔

دوسرا درجہ: پہلی پھنسی عام طور پر 8--3 ہفتے رہتی ہے۔ اس کا کوئی خاص علاج نہ بھی کریں تو وہ ختم ہوجاتی ہے۔ اس دوران اسے کاٹ کر پھینک بھی دیا جائے تو کوئی فرق نہیں پڑتا۔ کیونکہ بیماری جسم میں گھر کر چکی ہوتی ہے۔

6 ماہ سے دو سال بعد دوسرا درجہ شروع ہو جاتا ہے۔ جس کی عمومی علامات میں سردرد' بیزاری' متلی' جسم میں دردیں اور کبھی کبھی کا بخار' اس درجہ کی زیادہ تر علامات جلد پر ہوتی ہیں۔

رنگ برنگ کے داغ جو زیادہ تر سامنے کی طرف ہوتے ہیں۔ داغ ہموار ابھرے ہوئے دانے۔ ان میں کبھی کبھی پیپ' ابھرے ہوئے داغ جن کا رنگ کانسی کی طرح ہوتا ہے۔ اور ان کے اردگرد چھلکے ہوتے ہیں۔ یہ زیادہ تر چہرے' گردن' ہاتھوں اور پیروں پر ہوتے ہیں۔ ہاتھوں کی ہتھیلیاں چند ایک بیماریوں کی زد میں آتی ہیں اور ان میں خطرناک ترین بیماری یہ ہے۔

بالوں کی جڑوں میں سوزش' پھنسیاں' پھر بال گرتے ہیں۔ گنج کی شکل ایسی ہوتی ہے جیسے کہ دیمک نے کتر لیا ہو۔

منہ میں زخم ہوتے ہیں۔ جن میں کیڑوں کے بلوں کی طرح پیچ دار سرنگیں بنی ہوتی ہیں۔ زبان اور منہ کے زخم بھر بھی جائیں تو ان کے داغ باقی رہ جاتے ہیں۔ سفید داغ منہ اور

اندام نہانی میں نمودار ہوتے ہیں۔ جو زخموں میں تبدیل ہو جاتے ہیں۔ مقعد کے ارد گرد اور بغلوں میں بڑے بڑے سفید دانے نمودار ہوتے ہیں۔ یہ دانے آپس میں مل کر ایک سفید پلیٹ فارم کی سی شکل بنا لیتے ہیں۔ جس میں پیپ بھری ہوتی ہے اور اجابت کے دوران ہر مرتبہ پھٹ کر اس سے خون اور پیپ بہتے ہیں۔ گلے میں داغ نکلنے' زخموں یا آواز پیدا کرنے والی تاروں پر براہ راست سوزش کی وجہ سے بولنا مشکل ہوتا ہے۔ نگلنے میں تکلیف ہوتی ہے اور آواز بیٹھ جاتی ہے۔ آنکھوں میں سوزش شدید سے شدید تر ہوتی جاتی ہے۔ ابتدا سرخی اور دھندلا پن سے ہوتی ہے پھر پوری آنکھ بیماری کی زد میں آجاتی ہے۔ آنکھ کے سیاہ حصہ پر سفیدی نمودار ہونے لگتی ہے۔ Keratitis کی یہ شکل اس آنکھ سے بینائی کو ختم کر کے پھولا بنا دیتی ہے۔ شفاف آنکھ یوں نظر آتی ہے جیسے بجھا ہوا شیشہ یعنی Ground Glass ہوتا ہے۔

چھپا ہوا آتشک: ہڈیوں میں شدید قسم کی سوزش اور ان کی شکل میں تبدیلیاں آجاتی ہیں۔ دل کے عضلات متاثر ہو سکتے ہیں۔

آتشک کے مریضوں کو قدرت بار بار مہلت دیتی ہے کہ وہ اپنے گناہوں سے توبہ کر کے پچھلی غلطیوں کی تلافی کر لیں۔ بیماری کی ابتدا سے لے کر دوسرے درجے تک ایسے کئی مرحلے آتے ہیں جب بیماری کسی چیز کو تباہ کئے بغیر کچھ عرصہ کے لئے چھپ جاتی ہے۔ جراثیم جسم میں موجود ہوتے ہیں۔ ٹیسٹ کرنے پر بیماری کے وجود پتہ چل سکتا ہے۔ لیکن مریض بڑا خوش ہوتا ہے کہ تمام تکلیفیں اپنے آپ یا کسی نیم حکیم کے علاج سے جاتی رہیں۔ مختلف مریضوں میں بیماری کے غائب ہونے کا عرصہ 2 سال سے 25 سالوں تک محیط ہو سکتا ہے۔

لیکن بیماری کے چھپ جانے کے دوران آنکھوں اور ہڈیوں کے نقصانات غائب نہیں ہوتے۔ وہاں پر جو کچھ ہو چکا ہے۔ وہ ہمیشہ کے لئے باقی رہتا ہے۔

تیسرا درجہ: اس کی ابتدا بیماری کے آغاز سے 2 سے 25 سال تک ہوتا ہے۔ یہ وہ مرحلہ

ہے کہ اس نے جس جگہ بھی ظاہر ہونا ہے وہ جگہ گل کر ختم ہو جائے گی۔

بیماری کے اس مرحلہ کی خصوصی چیز چھوٹے چھوٹے گولے ہوتے ہیں۔ جو کہ ایک عام کاغذوں والی پن سے لے کر سنگترے کے برابر ہو سکتے ہیں۔ ان کو Gumma کہتے ہیں۔ یہ گولے ایک قسم کے بم ہیں۔ یہ جس جگہ بھی نکلیں وہ جگہ گل کر ختم ہو جاتی ہے اور اس کے اندر جھاگ سی پائی جاتی ہے۔ یہ گولے اگرچہ جسم کے کسی بھی حصے پر نکل سکتے ہیں۔ لیکن ناک' تالو' چھاتی' کندھے کی ہڈی' بازو' ٹانگیں اس کے مقبول شکار ہیں۔ یہ ہڈیوں' جگر' معدہ' تلی اور آنتوں میں بھی نکل سکتے ہیں تالو میں نکلنے کے بعد یہ تالو میں سوراخ کر دیتے ہیں۔ ناک اس طرح بیٹھ جاتی ہے جیسے کہ بائیسکل کی گدی ہوتی ہے۔

دل پر اثرات سے موت' دماغ پر اثرات سے فالج' جوڑوں اور ہڈیوں پر اثرات سے معذوری' اور اگر کچھ دیر زندہ رہیں تو جسم میں کئی مقامات پر بڑے بڑے سوراخ۔

موروثی آتشک

CONGENITAL SYPHILIS

آتشک کے دوسرے درجہ کے مریض مرد میں اولاد پیدا کرنے کی صلاحیت دوسروں سے کافی کم ہوتی ہے۔ اس کی بیوی بھی آتشک کا شکار ہوتی ہے۔ اس لئے اسے حاملہ ہونے میں دشواریاں ہوتی ہیں۔ آتشک زدہ عورتوں کے اکثر حمل گر جاتے ہیں اور اگر حمل نہ گرے تو بچے کے مردہ تولد ہونے کے امکانات بڑے روشن ہیں۔

آتشک زدہ والدین کے گھر اگر بچہ پیدا ہو جائے تو اس بچے کو پیدائشی طور پر آتشک ہوگا۔ اس کی جلد پر آبلوں' پھنسیوں وغیرہ کے علاوہ:

——— ناک بیٹھی ہوئی ہوگی۔

—— ہونٹ پھٹے ہوئے ہوں گے اور دہانہ بڑا چوڑا ہو گا۔

—— جب دودھ کے دانت گریں گے تو ان کی جگہ آنے والے دانت ایک دوسرے سے فاصلے پر چونچ کی طرح عجیب شکل کے ہوتے ہیں۔ ان کو Huthinson's Teeth کہتے ہیں۔

—— بچہ پیدائش والے دن سے آتشک کے دوسرے درجہ میں ہوتا ہے۔ اور اس کے جسم پر وہ تمام کیفیات دیکھی جاسکتی ہیں جو کسی شخص میں آتشک کے دوسرے درجہ میں ہوتی ہیں۔ یہ بچے زیادہ عمر نہیں پاتے۔ کند ذہن ہوتے ہیں اور کچھ عرصہ بعد وہ بیماری کے تیسرے درجہ میں داخل ہو کر بدترین صورت حال کا شکار ہو جاتے ہیں۔

اگر ماں کا حمل کے چوتھے مہینے تک بھی علاج کر لیا جائے تو بچہ تندرست پیدا ہو سکتا ہے۔ ان تمام سہولتوں کے ہوتے ہوئے بھی اگر کسی کے یہاں آتشک زدہ بچہ پیدا ہو تو یہ بدقسمتی ہے۔

تشخیص: اس بیماری کی سب سے آسان تشخیص اس وقت ہوتی ہے جب اس کی پہلی پھنسی نکلی ہو اور مریض نے اس پر کوئی دوا نہ لگائی ہو۔

—— مریض کو Dark Ground illumination ٹیسٹ کے لئے اچھی اور معتبر لیبارٹری میں بھیجا جائے۔ لیبارٹری والے زخم یا پھنسی سے مواد حاصل کر کے اسے براہ راست خوردبین میں دیکھ سکتے ہیں۔ اور تشخیص کا فیصلہ چند منٹوں میں ہو سکتا ہے۔

—— مریض کے خون کی 5cc نکال کر اسے لیبارٹری میں Wasserman-Kahn P.P.R وغیرہ کے لئے بھیجتے تھے۔ اب یہ ٹیسٹ نہیں کئے جاتے۔ اس کی بجائے V.D.R.L ٹیسٹ کیا جاتا ہے۔ یہ ایک معتبر ٹیسٹ ہے۔ لیکن شدید نمونیہ ملیریا۔ پرانی دق وغیرہ میں بھی اس کا جواب اثبات میں آسکتا ہے۔

اس لئے معالج کو ٹیسٹ کے نتیجہ کے علاوہ اپنی فراست اور مریض کی علامات کو

سامنے رکھ کر مرض کی تشخیص کرنی چاہئے۔

—— اس بیماری کے جراثیم کی لیبارٹری میں مصنوعی طریقہ سے پرورش نہیں ہو سکتی۔ اس لئے کلچر والا طریقہ بیکار ہے۔

علاج

ایک مشہور حکیم صاحب آتشک کے علاج کے بارے میں لکھتے ہیں۔

میں نے اس کے علاج کے لئے ادویہ پر بہت غور کیا۔ پھر مجھے سمجھ آئی کہ یہ بدچلنی کا نتیجہ ہے۔ اس لئے اس کے علاج میں وہی کچھ استعمال کرنا چاہئے جو اللہ تعالیٰ نے دوزخیوں کی خوراک کے سلسلہ میں بیان کیا ہے۔ اس دن سے میں آتشک کے مریضوں کو تھوہر کے پھل اور اس کے مرکبات دے رہا ہوں۔

ڈاکٹروں نے اس بیماری کا علاج غالباً حکما سے سیکھا ہے۔ انگریزوں کو یہ بیماری سولھویں صدی عیسوی کے بعد معلوم ہوئی اور ہندوستان میں اس کا ورود سر ٹامس رو کے بعد سترھویں صدی میں ہوا۔ چنانچہ پارا کے مرکبات شنگرف' ہڑتال' رسکپور وغیرہ کو دیکھ کر انہوں نے کیمیاوی پارا اور پھر پارے کی مرہم Sott's Ointt کی مالش شروع کی۔

اطباء قدیم نے سم الفار (سنکھیا) آزمایا تو جرمن کیمیا دانوں نے اس کے ایسے نامیاتی مرکبات تیار کئے جن کے لئے زیادہ احتیاط کی زیادہ ضرورت نہ تھی۔

ابتدا میں Salvarsan-Neo Salvarsan کو 606 کے نام سے فروغ دیا گیا۔ پھر جرمنوں نے اور اضافے کر کے سنکھیا کو محفوظ بنانے کے کوشش میں Neo-Arsephano Billon بنائی جو NAB کے نام سے مشہور تھی اور اس کا ٹیکہ ورید میں لگتا تھا۔ ہم نے یہ دوائی چھ سال لگاتار استعمال کی ہے۔ ہر مریض مصیبت میں مبتلا رہتا تھا۔ اس کے ساتھ ہر ہفتے Bismuth کا ٹیکہ لگتا تھا۔ جس سے دانت کالے ہو جاتے

تھے۔

علاج کی موجودہ تجویز یہ بنی ہے کہ مریض کو لمبے اثر والی پنسلین جیسے کہ Benzathine Penicillin کا ایک ٹیکہ ہفتہ وار لگایا جائے۔ پاکستان میں یہ Penidura-La کے نام سے 600,000 اور 12,00,000 کی طاقتوں میں ملتی ہے۔ آتشک کے دوسرے درجہ کے لئے 12 لاکھ کا ٹیکہ ہر ہفتے 4 ہفتے لگتا ہے۔ ٹیکہ لگانے سے پہلے اس امر کا اطمینان کرلینا ضروری ہے کہ مریض کو پنسلین سے حساسیت تو نہیں۔ جس کے لئے ایک قطرہ پہلے جلد میں داخل کر کے ادھ گھنٹہ بعد اس مقام کو دوبارہ دیکھا جاتا ہے۔ اگر وہاں پر سرخی اور دانہ نمودار ہو تو مریض کو یہ ٹیکہ نہیں لگ سکتا۔

ہفتہ وار چار ٹیکوں کے بعد جو گوشت میں گہرائی پر لگائے جائیں۔

دوماہ کے بعد خون VDRL کے لئے ٹیسٹ کیا جائے۔ شبہ کی صورت میں ریڑھ کی ہڈی سے پانی CSF نکال کر اس کا ٹیسٹ کیا جائے۔

سوزاک GONORRHOEA

اس مرض کے کسی مبتلا سے جنسی اختلاط کے 5-2 دن بعد مردوں کی پیشاب کی نالی میں اور عورتوں کی بچے دانی کے منہ پر سوزش ہوجاتی ہے۔ جس کا سبب ایک جرثومہ Gonococcus ہے۔ مردوں میں شدید جلن کے ساتھ پیشاب کی نالی سے پیپ ٹپکتی ہے۔ جس کو لیبارٹری میں معائنہ کرکے جراثیم کی تشخیص ہوسکتی ہے۔

اس بیماری سے متعدد مسائل بلکہ اندھاپن بھی ہو سکتا ہے۔ لیکن اس کا تفصیلی ذکر ہمارے موجودہ موضوع سے باہر ہے۔ کیونکہ سوزاک جلد پر اثر نہیں کرتا۔ اس لئے یہاں پر اس کا تذکرہ ہمارے مضمون کے احاطہ سے باہر ہے۔

CHANCROID نارفارسی

اس مرض کے کسی مریض سے جنسی اختلاط کے 5--3 دن بعد آلات تناسل پر یا ان کے ارگرد ایک دانہ نمودار ہوتا ہے جو جلد ہی زخم کی شکل اختیار کرلیتا ہے جس کو Soft Sore کہتے ہیں۔ یہ زخم کناروں سے سرخ، کم گہرے اور ان کے اندر پیپ وغیرہ ملتے ہیں۔ یہ تعداد میں ایک سے زیادہ ہوسکتے ہیں۔ یہ سوزش Ducrey's Bacillus نامی جرثومہ سے ہوتی ہے۔

عورتوں میں اس قسم کے زخم اندام نہانی کے اندر، بچے دانی کے منہ، باہر کی طرف پیشاب کی نالی کے آس پاس دیکھنے میں آتے ہیں۔

زخموں میں درد ہوتا ہے اور سوزش وہاں سے کنج ران میں واقع غدودوں Inguinal Glands تک جاکر ان میں ورم۔ شدید درد کے بعد ان کو پھوڑوں میں تبدیل کردیتی ہے۔ ان پھوڑوں سے کافی مقدار میں پیپ نکلتی ہے۔ اور یہ جس جگہ بھی نکلیں جسم کے اس حصے کو غارت کردیتے ہیں۔ دنوں میں جسم کا وہ حصہ ختم ہوجاتا ہے۔ جہاں پر یہ زخم نمودار ہوئے تھے۔ اس لئے علاج میں ایک دن کی دیر بھی خطرناک ہوسکتی ہے۔

تشخیص: زخم سے پیپ لے کر اس کو لیبارٹری میں براہ راست ٹیسٹ کیا جاسکتا ہے۔ اور Ducrey's Bacillus آسانی سے دیکھا جاسکتا ہے۔

شبہ کی صورت میں اس کا خصوصی کلچر کیا جاتا ہے۔ جس کے لئے عمدہ قسم کی لیبارٹری اور مستند ماہر ہونا چاہئے۔ کیونکہ یہ جراثیم عام حالات میں پرورش نہیں پاتے۔

علاج

-1 سلفا ڈیا زین کی 8 گولیاں روانہ۔ 14-7 دن تک دی جائیں۔ ان کے ہمراہ پانی کی زیادہ مقدار استعمال کی جائے۔

-2 Streptomycin کا ایک گرام کا ٹیکہ ہر 8 گھنٹے بعد۔ یعنی دن میں کم از کم تین ٹیکے لگائے جائیں۔ ان سے چکر آنے اور کانوں پر ناخوشگوار اثرات کے امکانات موجود ہیں۔

-3 Tetracyclin کے خاندان سے Achromycin یا Terramycin کے 2 کیپسول دن میں 4 مرتبہ۔ یعنی 1000 ملی گرام روزانہ 10 دن تک دیئے جائیں۔

-4 زخموں کو Pot.Permanganatie کے 1:8000 لوشن یا Savlon سے دن میں 4--3 مرتبہ اچھی طرح دھوئیں۔ ابلے پانی اور صابن سے دھونا بھی مفید ہے۔

-5 کنج ران کی غدودوں میں پیپ پڑنے کے بعد پھوڑا اگر نہ پھٹا ہو تو پیپ کو سرنج کے ذریعہ نکال کر ایک نئے زخم کی تخریب کاری سے بچیں۔

LYMPHOGRANULOMA VENEREUM

کسی بیمار سے جنسی اختلاط کے 21--7 دن کے بعد آلات تناسل کے اردگرد چھالے نکلتے ہیں۔ اور کنج ران کی غدودوں میں سوزش کے بعد پیپ پڑ جاتی ہے۔ پاخانے والی جگہ پر سوزش ہو سکتی ہے۔ اس کا باعث Chlamydia Trochomatus نامی جرثومہ ہے۔

علامات: اختلاط کے کچھ عرصہ بعد ایک آبلہ نکلتا ہے۔ جس میں لیسدار رطوبت ہوتی ہے۔ عام طور پر پیپ نہیں پڑتی۔ جلن کافی اور درد کم۔ اکثر اوقات یہ آبلہ کسی علاج کے بغیر 3--1

ہفتوں میں غائب ہو جاتا ہے۔ بلکہ اس کا کوئی نشان بھی نہیں رہتا۔ لیکن اسی عرصہ میں غدودیں پھولنے لگتی ہیں۔ ان میں درد ہوتا ہے۔ پھر پیپ پڑ کر پھوڑے کی شکل بن جاتی ہے۔ جس کے ایک سے زیادہ منہ بن جاتے ہیں۔

بخار کے ساتھ متلی۔ جسم میں دردیں ہوتی ہیں۔ کئی جوڑ ورم کر جاتے ہیں۔ بھوک کم ہو جاتی ہے۔ وزن کم ہونے لگتا ہے اور متلی بڑھ جاتی ہے۔ آلات تناسل پر کافی ورم آجاتا ہے جو کہ کئی سالوں تک باقی رہ سکتا ہے۔

خواتین میں بیماری پچھلی طرف جا کر پاخانہ کے راستہ کو تنگ کر کے شدید اذیت کا باعث بن سکتی ہے۔

تشخیص: زخموں سے بہنے والی پیپ کو لیبارٹری میں بڑی اچھی طرح ٹیسٹ کر کے جراثیم کی پہچان ہو سکتی ہے۔ اگر معمولی طریقہ سے پتہ نہ چلے تو کلچر ہو سکتا ہے۔ مگر کسی معتبر لیبارٹری میں۔

علاج

یہ اعصاب اور دل پر اثر نہیں کرتی۔ ورنہ ہر علامات اور اسلوب آتشک کا سا ہے۔

آتشک کی مانند نیسلین بہترین علاج ہے۔ Peniclura-La کا 12,000,00 کا ٹیکہ ہفتہ وار 4 ہفتے لگانا کافی رہتا ہے۔

PINTA پنٹا

کولمبس کی آمد سے پہلے امریکہ کے باشندے جسم پر پھنسیوں کی اس بیماری کو پنٹا کہتے تھے۔

بنیادی طور پر ہنٹا ایک چھوت کی بیماری ہے جس میں جسم پر داغ' زخم' ان کے بعد جلد کا رنگ اڑ جاتا ہے۔ لیکن جلد تک محدود رہتی ہے۔ اس کے زیادہ مریض وسطی اور جنوبی امریکہ خاص طور پر جنوبی امریکہ میں میکسیکو' پیرو' کولمبیا اور برازیل وغیرہ میں کثرت سے پائے جاتے ہیں۔

اس بیماری کا باعث Treponema Carateum ہے جو کہ شکل و صورت بلکہ عادات میں بھی آتشک کے جراثیم سے ملتا جلتا ہے۔ مگر اس میں کمال یہ ہے کہ جب کسی میں یہ بیماری ہو تو اس شخص کے جسم میں آتشک اور یاز کے جراثیم کسی بھی تعداد میں داخل بھی کریں تو اس شخص کو یہ بیماریاں نہ ہوں گی۔ جبکہ اس سے برعکس آتشک یا یاز کے مریض کو ہنٹا بھی بیک وقت ہو سکتی ہے۔

علامات: بیماری کی ابتدا جسم کے کھلے حصوں پر سرخ داغوں سے ہوتی ہے۔ یہ دانے جلد کی سطح سے تھوڑے سے ابھرے ہوئے ہوتے ہیں۔ یہ اپنے اطراف سے پھیلنا شروع کرتے ہیں۔ اکثر اوقات ایک داغ کے ڈانڈے دوسرے سے جا ملتے ہیں اور اس طرح ایک طویل و عریض زخم معرض وجود میں آجاتا ہے۔

پہلے داغوں کے مہینوں بعد نئے داغ نکلتے ہیں۔ جن کی تین قسمیں ہوتی ہیں۔

جن میں جلد کا رنگ اڑ جاتا ہے۔

جن میں جلد کا رنگ اور گہرا ہو جاتا ہے۔

سرخ رنگ کے داغ۔

داغوں کی نوعیت جو بھی ہو' یہ اطراف میں پھیلتے چلے جاتے ہیں اور آپس میں مل کر ایک بھیانک صورت پیدا کر دیتے ہیں۔ ان داغوں کے اوپر گوشت جمنے لگتا ہے اور یوں محسوس ہوتا ہے کہ جیسے جلد کے جلنے کے بعد لوتھڑے سے نمودار ہوتے ہیں۔ کچھ مدت بعد داغوں کا رنگ بدلنے لگتا ہے۔ وہ نیلے ہو سکتے ہیں اور ان داغوں کے درمیان چھینٹ کی طرح

سفید دھبے پائے جاسکتے ہیں۔

بازو، ٹانگ، کہنی، ٹخنے کی جلد بہت موٹی ہوجاتی ہے اس کے کچھ عرصہ بعد صورت حال الٹ جاتی ہے۔ انہی مقامات کی جلد پتلی ہونے لگتی ہے۔ اس پر جھریاں نمودار ہوتی ہیں۔ اور یہ مصیبت جسم کے بڑے جوڑوں کے اردگرد ہوتی ہے۔

جسم کی تمام غدودیں پھول جاتی ہیں۔ لیکن اندرونی اعضاء رئیسہ پر کوئی برا اثر نہیں پڑتا۔

تشخیص: ابتدائی زخموں سے T.Carateum نکال کر دیکھا جاسکتا ہے۔ لیکن بیماری پرانی ہوجائے تو پھر وہ نظر نہیں آتا۔

آتشک کی تشخیص کے لئے جتنے بھی خون کے ٹیسٹ کئے جاتے ہیں اس بیماری میں وہ تمام کے تمام آتشک کا سا ردعمل ظاہر کرتے ہیں۔

علاج

ابتدائی مراحل میں علاج سے مکمل شفا ہوجاتی ہے۔ لیکن بیماری پرانی ہونے پر ایسا ممکن نہیں ہوتا۔ جلد میں ہونے والی تبدیلیاں مستقل رہ جاتی ہیں۔

لمبے اثر والی پنسلین جیسے کہ Penidura-LA کا 1200,000 کا ٹیکہ ہفتہ وار لگانے سے 8--4 ہفتوں میں بیماری ختم ہوجاتی ہے۔

REITER'S DISEASE رائٹر کی بیماری

لندن یونیورسٹی کے پروفیسر ہارکنس نے سوزاک کی اقسام پر ایک شاندار کتاب Non-Gonococcal Urethritis اس زمانے میں مرتب کی تھی جب ہم اس کے

ساتھ کام کر رہے تھے۔

جب کوئی شخص کسی غیر یا آوارہ عورت کے پاس جاتا ہے تو یہ ضروری نہیں کہ اسے آتشک یا سوزاک ہی ہوں۔ وہ اس جگہ سے 42 کے قریب مختلف قسم کی بیماریاں حاصل کر سکتا ہے۔ جن میں سے ایک رائٹر کی بیماری ہے۔ ہمیں اس بیماری سے اس لئے دلچسپی ہے کہ یہ جلد کو بھی متاثر کرتی ہے۔

جدید ادویہ کی وجہ سے آتشک اور سوزاک کا علاج آسان ہو گیا ہے۔ بیمار ہونے کے بعد مریض چند دنوں میں تندرست ہو جاتے ہیں یا وہ ایک ایسی کیفیت میں آجاتے ہیں' جب وہ دوسروں کے لئے خطرناک نہیں رہتے' قدرت بدچلنی کرنے والوں کے لئے سزا کی نوعیت بھی وقت کے ساتھ تبدیل کرتی رہتی ہے۔ اور متعدد ایسی بیماریاں پیدا کر دیں جن کے علاج تو درکنار ہم آج تک ان کی نوعیت سے بھی آشنا نہیں۔ ان میں سے ایک رائٹر کی یہ بیماری بھی ہے۔

علامات: مریضہ سے جنسی اختلاط کے چند دن بعد مریض کے پیشاب کی نالی میں جلن' پیشاب کرنے میں تکلیف کے ساتھ پیپ ٹپکنے لگ جاتی ہے۔ اس کے ساتھ ہی نالی کے آس پاس سرخی کے دھبے جن پر چھلکے آتے رہتے ہیں نمودار ہوتے ہیں۔

نالی میں جلن کے ساتھ آنکھوں میں شدید سوزش' جوڑوں میں درد اور ورم' اس بیماری کی اہم علامات ہیں۔ اس کے علاوہ ہاتھوں اور پیروں پر موٹے چھلکے آتے ہیں جن میں دراڑیں پڑتی ہیں۔ چھلکے بڑے سخت اور آسانی سے اترنے میں نہیں آتے۔

پرانے ماہرین اسے وائرس کے باعث قرار دیتے تھے۔ پروفیسر ہارکنس کا بھی یہی خیال تھا۔ لیکن مزید تجربات سے وائرس کا کوئی سراغ نہیں مل سکا۔ بلکہ اب اس کا باعث بھی معمہ بن گیا ہے۔ خاص طور پر اس لئے کہ اس کے پیروں پر آنے والے چھلکے بالکل چنبل کی مانند ہوتے ہیں اور اسی طرح سخت جان ہوتے ہیں۔

علاج

جسمانی علامات کا علاج یا زوغیرہ کی مانند Tetracyclin سے کیا جائے۔ لیکن یہ دوائی جلدی داغوں اور چھلکوں کے لئے موثر نہیں۔ ان پر وہی مرہمیں لگائی جائیں بلکہ من و عن چنبل کا سا علاج کیا جائے۔

طب نبوی میں امراض زہری اور ایڈز

ایڈز اور امراض زہری کے بارے میں اسلام کا موقف بڑا واضح اور ہر لحاظ سے جامع اور مکمل ہے۔ قرآن مجید نے فرمایا۔

ولا تقربوا الزنیٰ انہ کان فاحشہ وساء سبیلا۔
(بنی اسرائیل : ۳۲)

(بدکاری کے قریب بھی نہ جاؤ۔ کیونکہ وہ بے حیائی اور ایک برا راستہ ہے۔)

زنا ایک برے راستے پر لے جاتا ہے۔ جب راستہ برا ہوگا تو اس سے ہر قسم کی تکالیف کا ہونا ایک لازمی نتیجہ ہے۔ اس برے راستے کی کچھ خرابیاں تو لوگوں کو ہمیشہ سے معلوم تھیں جن میں اخلاقی بے راہ روی سے لے کر فتنہ و فساد کے امکانات ہمیشہ رہے ہیں۔ اب یہ معلوم ہوا کہ اس راستے کی برائیوں میں بیماریوں کے اندیشے بھی شامل ہیں۔ کھلی ہوئی بے حیائی کو ہم Uncontrolled Sexual Promiscuity بھی کہہ سکتے ہیں۔ جب لوگ کوئی رشتہ استوار کئے بغیر دوسروں کے ساتھ بے خطر جنسی تعلقات قائم کریں گے تو اس کے نتائج خطرناک بھی ہوسکتے ہیں۔ جن کا انجام متعدد اقسام کی سوزشوں کی صورت میں ہوسکتا ہے۔ جو کہ جرب سے لے کر ایڈز تک ہوسکتے ہیں۔ اس مضمون کے شروع میں ان بیماریوں کی فہرست دی گئی ہے۔ جن کے بارے میں یہ ثابت ہوچکا ہے کہ وہ بدچلنی کے نتیجہ میں پھیلتی ہیں۔ جبکہ یہ امکان موجود ہے کہ بیماریاں اور بھی ہوسکتی ہیں۔

قرآن مجید نے واضح کر دیا ہے کہ بدچلنی کے نتائج خطرناک ہو سکتے ہیں۔ اس وارننگ کے بعد اگر پھر بھی کوئی ان کا ارتکاب کرتا ہے تو اس کو انجام کو بھگتنے کے لئے تیار رہنا چاہئے۔

مسلمان لڑکوں کے لئے ختنہ کروانا لازمی امر ہے۔ امریکہ میں کی گئی تحقیقات کے مطابق جس مرد کا ختنہ ہوا ہو' اس کو امراض زہری ہونے کے امکانات دوسروں سے 33 فیصدی کم ہوتے ہیں۔

ایڈز کے بارے میں نبی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کا ایک ارشاد حضرت علیؓ سے میسر ہے۔ ارشاد گرامی ہوا۔

اصل کل داء البرد۔ (ابن عساکر)

(ہر بیماری کی اصل وجہ جسم کی ٹھنڈک (قوت مدافعت کی کمی) ہے۔ ایڈز جسم کی قوت مدافعت کو ختم کر دیتی ہے۔ جس کے بعد ہر قسم کی بیماریوں کو جسم پر غلبہ پالینے کی کھلی چھٹی میسر آجاتی ہے۔ یہ حدیث مبارکہ جسم کی قوت مدافعت کا پتہ بتاتی اور اس کی اہمیت کی وضاحت کرتی ہے۔

جسم کی کمزوری کے لئے احادیث میں کھجوریں' شہد' ہرایسہ اور اس طرح کی متعدد چیزیں بتلائی گئی ہیں۔

چنبل PSORIASIS

جلد کی ایک افسوسناک مزمن سوزش ہے جس میں زخموں پر سفید چھلکے آتے رہتے ہیں۔ یہ وراثت میں بھی آسکتی ہے اور خاندانوں میں بھی چلتی ہے۔ لیکن متعدی نہیں۔ اس کے داغ نمایاں، واضح، سرخ جن پر ابرق یا چاندی کی طرح کے چھلکے چمکتے رہتے ہیں۔ چھلکے جلد کے ساتھ چپکے ہوئے ہوتے ہیں۔ آسانی سے اترنے میں نہیں آتے۔ اگر ان کو چھیل کر اتارا جائے تو خون کی چھوٹی بوندیں کئی جگہوں سے نکلتی ہیں۔ چھلکے کے نیچے زخم سرخ داغ کی شکل میں ملتا ہے۔ کچھ دنوں کے بعد چھلکا پھر سے آجاتا ہے۔

یہ دنیا کے ہر ملک میں ہوتی ہے اور ہر جگہ کثرت سے پائی جاتی ہے لیکن یہ ایک فنی بدقسمتی ہے کہ ہم آج بھی اس کا سبب نہیں جانتے۔ بلکہ اس کا یقینی علاج بھی معدوم ہے۔ اب تک صرف اتنا معلوم ہو سکا ہے کہ یہ مزمن سوزش کی ایک قسم ہے جو بغیر کسی سبب کے ظاہر ہوتی ہے لیکن خاندانی طور پر اس بیماری کا امکان زیادہ ہونے والے افراد میں گلے کی سوزش، جسمانی سوزشیں، ذہنی بوجھ، چیچک کا ٹیکہ لگوانے کے بعد اس کا حملہ شروع ہو سکتا ہے۔ کچھ مریضوں کو کونین یا پیلی کونین کھانے کے کچھ عرصہ بعد اس بیماری کا آغاز ہوا۔

علامات: ایک سرخ دھبے پر چھوٹا سا دانہ نمودار ہوتا ہے جس پر چاندی کے سے سفید چھلکے آجاتے ہیں۔ یہ دانہ اپنے طول و عرض میں اضافہ کر کے بڑھنے لگتا ہے اور چھلکے بھی چوڑے ہوتے جاتے ہیں۔ ان چھلکوں کے نیچے ایک باریک جھلی ہوتی ہے۔ جس کو کھرچنے سے خون کی بوندیں نکلتی ہیں اور یہ مظاہرہ چنبل کی تشخیص کا ایک اہم نکتہ ہے جسے **Auspitzsign**

کہتے ہیں۔

چنبل کے داغ جسم کے سامنے والے حصوں پر زیادہ نکلتے ہیں جیسے کہ کہنی، گھٹنا، کمر سے نیچے۔ اگرچہ یہ جسم کے کسی بھی حصے کو متاثر کر سکتی ہے لیکن اس کی ایک خصوصی قسم محض سر پر نکلتی ہے۔ اور وہ صرف اسی جگہ پر ہوتی ہے۔ ہاتھوں اور پیروں پر نکلتی ہے تو چھلکوں میں دراڑیں پڑ کر ایک ایسی کیفیت بن جاتی ہے جیسے کہ ایڑیاں پھٹ جاتی ہیں۔

ناخنوں میں گڑھے پڑتے ہیں ان کا رنگ اڑ جاتا ہے۔ موٹے ہو جاتے ہیں اور بیماری کی زد میں آنے کے بعد تقریباً ختم ہو جاتے ہیں۔

داغ، دانے اور چھلکے تعداد میں مختلف ہوتے ہیں۔ یہ بھی ممکن ہے کہ صرف چند معمولی سے چھلکے موجود ہوں اور ایسا بھی ہوتا ہے کہ پورا جسم بھرا ہوا ہو۔

ریڑھ کی ہڈی اور انگلیوں کے جوڑوں پر اگر اس کا حملہ ہو تو بیماری اندر گھس کر جوڑ کی ہڈیوں کو متاثر کرتی ہے۔ اور گنٹھیا جیسی صورت حال پیدا ہو جاتی ہے۔ حالانکہ یہ گنٹھیا نہیں ہوتا۔ لیکن علامات وہی ہوتی ہیں۔

چوٹ لگنے کے بعد۔ آپریشن کے مندمل ہو چکے نشان سے چنبل کا آغاز ہو سکتا ہے۔ لیکن یہ تین سال سے کم عمر میں نہیں ہوتی۔

شکل و صورت کے اعتبار سے یہ بیماری مندرجہ ذیل شکلوں میں ظاہر ہوتی ہے۔

1- چھوٹی چھوٹے دانے، جیسے کہ بارش کے قطرے ہوں۔ یہ چھوٹے بچوں میں اور گلا خراب رہنے والوں میں زیادہ نظر آتے ہیں۔

2- انگوٹھی کی مانند۔ چمکدار گولائی میں چھلکوں کی دیوار اور اس کے اندر کا حصہ بالکل صاف۔

3- چاندی کے سکوں کی مانند ابھرے ہوئے گول دائرے۔

4- پیروں پر لمبے چوڑے داغ جو ٹانگ سے آنے والے داغوں سے مل جاتے ہیں۔

5- کہنی اور گھٹنے کی پچھلی جانب۔ بڑی عمر کی خواتین میں۔

6- بیماری کے دنوں میں بعض دواؤں' زیادہ دھوپ اور گرمی کی وجہ سے پیپ والی سوزش کی بدولت چھلکے اترنے لگتے ہیں۔ یہ قسم مہلک بھی ہو سکتی ہے۔

7- وہ مریض جو اندھا دھند کورٹی سون کے مرکب اندرونی اور بیرونی طور پر استعمال کرتے ہیں ان میں پیپ کے بڑے بڑے جزیرے نمودار ہوتے ہیں۔ یہ زخم زیادہ طور ہاتھوں اور پیروں پر ہوتے ہیں اور ایک ہی وقت میں متعدد مقامات پر یا ایک جگہ پر گروہوں کی صورت نکلتے ہیں۔

چنبل میں زیادہ طور خارش نہیں ہوتی۔ لیکن کچھ مریض اس کی شکایت بھی کرتے ہیں غالباً یہ خارش چھلکوں کے احساس اور ان میں خشکی سے محسوس ہوتی ہے ورنہ خارش بیماری کی علامت نہیں ہے۔

چنبل جب سر میں نکلتی ہے تو بالوں کو متاثر نہیں کرتی۔ بلکہ کچھ مریض ایسے بھی دیکھے جاتے ہیں جن کے بالوں کے بڑھنے کی رفتار بہتر ہو جاتی ہے۔ دونوں صورتیں بیماری کی وجہ سے نہیں ہوتیں۔ البتہ یہ ممکن ہے کہ علاج کے سلسلہ میں جو ادویہ استعمال کی گئیں انہوں نے بالوں کی نشوونما پر اچھے یا برے اثرات ڈالے ہوں۔ وہ مریض جو ہمارے مسلسل مشاہدے میں رہے ان میں سے چند ایک ایسے بھی تھے جن کے زیادہ تر داغ سر میں تھے۔ لیکن مدتوں چھلکے پڑے رہنے کے باوجود ان کے سروں میں گنج نمودار نہیں ہوتے۔

مختلف مریضوں میں بیماری ان صورت میں ظاہر ہوتی ہے۔

1- سر کے بالوں کے اختتام پر باقاعدہ حد فاصل بنی ہوئی ہوتی ہے۔

2- جوڑوں کے آس پاس' بغلوں' کج ران' چھاتیوں کے نیچے اور کہنیوں کے اندر چھلکے بنے رہتے ہیں۔

3- سر کے چھلکے دوسری جگہوں سے موٹے اور ان میں نیلگوں سرخی جھلکتی ہے۔

یہ بیماری اپنے آپ آتی ہے کبھی خود بخود بڑھنا شروع ہو جاتی ہے اور کبھی اس کا اپنے آپ زور ٹوٹ جاتا ہے۔ اگرچہ اس دوران جسم میں دوسرے معاملات کو ملائیں تو کبھی یہ چوٹ۔ گلے اور گردوں کی خرابیوں اور پیشاب میں شکر کی زیادتی سے بڑھتے ہوئے نظر آتے ہیں اور کبھی ان ہی حالات کے باوجود ان میں کمی آجاتی ہے۔

سچی بات تو یہ ہے کہ اس کا آنا اور جانا ابھی تک کسی کی سمجھ میں نہیں آسکا۔

علاج

یہ ایک افسوسناک حقیقت ہے کہ بیماری کا شافی علاج ابھی تک معلوم نہیں ہو سکا اور جو کچھ بھی کیا جاتا ہے۔ مریض کا دل رکھنے کے لئے ہوتا ہے۔ البتہ بدنما چھلکوں کو کچھ عرصہ کے لئے اتارا جاسکتا ہے۔ یا ان کی تعداد کم کی جاسکتی ہے۔ لیکن یہ عمل وقتی طور پر ہوتا ہے۔ جہاں دوائی لگانے میں سستی کا مظاہرہ ہوا یا ایک ہی دوائی زیادہ عرصہ تک استعمال کی گئی بات پھر سے بگڑ جاتی ہے۔

برطانیہ میں رواج ہے کہ تشخیص کے بعد ڈاکٹر مریض کو بیماری کی نوعیت سمجھاتا ہے۔ اسے بتاتا ہے کہ یہ بیماری تمہارے خاندان کے لئے خطرناک نہ ہوگی اور تمہاری جان کو بھی خطرہ نہ ہوگا البتہ مکمل شفا ابھی تک ہمارے اختیار میں نہیں مریض کو کچھ حوصلہ ہو جاتا ہے اور وہ اطمینان سے ایک لمبے سفر کے لئے تیار ہو جاتا ہے۔

مرض کی دہشت کم ہو جانے پر ٹانگوں اور پیٹ پر داغوں کے اکثر مریض اپنے کپڑوں کو خراب کرنے والے مرہم بھی نہیں لگاتے۔ کیونکہ مرہموں سے صرف وضع داری قائم ہوگی اور شفا کا کوئی اندیشہ نہیں۔ ایسے میں بیکار سے کپڑے خراب کرنے کا کیا فائدہ؟ البتہ داغ اگر لباس سے باہر نظر آتے ہوں تو دوائی لگانا مجبوری بن جاتا ہے۔ تاکہ شخصیت خراب نہ ہو۔

طب جدید میں لوگ ابتدا سے ہی مختلف مرہم استعمال کرتے آئے ہیں جن میں زنک
کا مرہم' پارے کا مرہم' پرانے استاد پارا کے ساتھ ایمونیا کے مرکبات یا پارا کی مشہور مرہم
.Scott's--Ointt کو زیادہ پسند کرتے تھے ان میں برٹش فارما کو پیا کی
.Whitfield's Ointt یا .Ung. Hydrarg. Ammon کو استعمال کرتے تھے۔
کرنل الٰہی بخش" کی پسند انہی تک محدود تھی۔ البتہ ابتدا میں اکثر لوگوں کا خیال تھا کہ سنکھیا
کے مرکبات بڑے مفید رہتے ہیں۔ اس سلسلے میں .Liq. Arsenicalis کے ایک قطرے
روزانہ سے شروع کرکے 10 قطرے تک جاتے تھے۔ پھر اسی طرح روزانہ ایک قطرہ پیچھے
جاتے ہوئے واپس ایک قطرے پر آجاتے تھے۔ ہم نے یہ علاج کرنل خواجہ محمد اسلم کی نگرانی
میں متعدد مریضوں کو دیا۔ لیکن جواب غیر یقینی ثابت ہوا۔

مرہمیں:

Calamine.	12.5	گرام
Zinc Oxide.	12.5	گرام
Coal Tar Sol.	2.5	گرام
Hydrous Wool Fat.	25.0	گرام
White Vaseline.	47.5	گرام

زمانہ قدیم سے تارکول کی چنبل میں بڑی شہرت رہی ہے۔ یہ نسخہ ان میں سے مثالی
ہے۔ جسے آکسفورڈ یونیورسٹی میں پسند کیا جاتا ہے۔

Lessar's Paste

Zinc Oxide	24	فیصدی
Starch	24	فیصدی
Salicylic Acid	2	فیصدی

فیصدی 50 White Vaseline

اس میں تارکول نہیں۔ اس کی بجائے زنک اور سیلی سلک ایسڈ ہیں۔ جن کو ہمیشہ سے پسند کیا گیا ہے کیونکہ سیلی سلک ایسڈ چھلکے اتار دیتا ہے۔ ایک اچھا پاکستانی مرہم SEPOREX کا نسخہ بھی یہی ہے۔

Lessar's Paste Dithranol

فیصدی 0.5 Dithranol

فیصدی 1.0 Salicylic Acid

فیصدی 5.0 Hard Parafin موم

اس میں موم کے ہم وزن زنک کی مرہم شامل کرلی جائے۔ اس نسخے میں Lessar's Paste کے ساتھ Dithranol ملائی گئی۔ یہ دوائی حال ہی میں آئی ہے۔ اور آتے ہی بڑی مقبول ہو گئی ہے۔ کہا جاتا ہے کہ اس نے سالوں کا سفر مہینوں میں طے کر دیا۔ حالانکہ ایسی کوئی بات نہیں ماضی میں چھلکے اتارنے اور سرخی کو کم کرنے کے لئے کورٹی سون کے مختلف مرکبات استعمال کئے جاتے تھے۔ مگر اب ڈاکٹروں میں اس امر پر اتفاق ہے کہ اس دوائی کو خواہ بیرونی استعمال کے لئے دیں یا اندرونی، دونوں صورتوں میں نقصان دہ ہے۔

گلاسگو یونیورسٹی میں امراض جلد کی پروفیسر رونا میکی نے مقامی استعمال کی تمام ادویہ کا ایک عمدہ تقابلی جائزہ مرتب کیا ہے۔ وہ یہ ہے :-

دوائی	فوائد اور مشاہدات	نقصانات
مرہم Dithranol (مرکب شکل میں)	محفوظ	کپڑوں کو داغ لگتے ہیں کبھی کبھی جلن ہوتی ہے
تارکول	اچھی ہے	گند ڈالتی ہے، جسم پر اس

		کی سیاہی بدنمائی کا باعث ہوتی ہے۔
سیلی سلک ایسڈ کے مرہم	سر کی جلد۔ ہتھیلیوں اور پیروں کے لئے زیادہ پسندیدہ ہے۔	اگر سیلی سلک ایسڈ زیادہ مقدار میں نہ ہو تو کوئی خطرہ نہیں ہوتا۔ ان سے شدید اقسام کے رد عمل ہو سکتے ہیں۔
کورٹی سون کے مرکبات یا Steroids	صاف ستھرے اور لگے ہوئے برے نہیں لگتے	ان کو اگر استعمال کرنا ضروری ہو تو کڑی نگرانی اور توجہ موجود رہے ان کے استعمال کے بعد کے مسائل ابھی زیر نگرانی ہیں'
الٹراوائیلٹ اور بجلی کی دوسری بنفشی شعائیں (Ultra Violet InfraRedRays)	جلد کے لئے مناسب ہیں	مسلسل لگانے سے کینسر کا اندیشہ رہتا ہے۔ چھلکے اترنے کے بعد وہ حصہ سرخ ہو جاتا ہے۔

Dithranol کو برٹش فارما کوپیا نے بطور ایک مفید دوائی کے تسلیم کر لیا ہے۔ اور

آج کل اس سے بنی ہوئی متعدد مرہمیں بازار میں آگئی ہیں۔ جن میں Dithro Cream 2%----0.15 تک کی طاقتوں میں ملتی ہے۔ دوسری Devonex ہے۔ جو کہ مختلف طاقتوں میں ملتی ہے اور برطانیہ میں اس کی 30 گرام کی ٹیوب 8 پونڈ میں ملتی ہے۔

ان ادویہ سے مقامی طور پر جلن ہو سکتی ہے۔ انگلیوں پر داغ لگ جاتے ہیں اور جن کے جسم میں کلسیم کے انہضام سے متعلق مسائل چل رہے ہوں ان کے لئے مضر ہیں۔ ان کو چہرے پر لگانا منع ہوتا ہے۔

قیاس کیا جا رہا ہے کہ چنبل کے مریض کو وقتی آرام کے لئے یہ موجودہ حالات میں سب سے عمدہ ہیں۔

مختلف ماہرین نے چنبل کے علاج کے باقاعدہ پروگرام مرتب کئے ہیں۔ جن میں سے چند ایک زیادہ مشہور اور مفید ہیں جیسے کہ :-

Goeckerman's Regime: مریض کو تارکول کے صابن سے اچھی طرح غسل دینے کے بعد اس کو تارکول کے مرکب مرہم (%3--2 کے درمیان کسی تناسب سے) لگائی جائے۔ اس کے بعد مریض کو تھوڑی دیر الٹراوائیلٹ کی شعائیں لگائی جائیں۔ یہ علاج روزانہ 6--3 ہفتوں تک کیا جائے۔

Ingram's Regime: مریض کو تارکول کے صابن یا شیمپو سے غسل دینے کے بعد اسے الٹراوائیلٹ شعائیں لگائی جائیں۔ اس کے بعد اس کے داغوں پر Dithranol کی %2 مرہم زنک کی مرہم میں ملا کر لگائی جائے۔

سر کی چنبل : سر کو تارکول کے صابن یا شیمپو سے روزانہ دھویا جائے اس کے بعد Oil of Cade-Resorcin اور سیلی سلک ایسڈ کو کسی مرہم کی شکل میں روزانہ لگایا جائے۔

کھانے والی ادویہ

حال ہی میں اس غرض کے لئے متعدد دوائیں میسر آتی ہیں۔ جن میں Psoralen اور Methotrexate زیادہ مشہور ہیں۔ اول الذکر ماں کے پیٹ میں بچہ ہو تو اس کے اعضاء کو متاثر کر سکتی ہے۔ جبکہ دوسری کے بارے میں یہ ثابت ہو گیا ہے کہ وہ جگر کو خراب کرتی ہے اور کینسر پیدا کرنے کا باعث ہو سکتی ہے۔

اب ماہرین اس امر پر متفق ہیں کہ کسی بھی مریض کو کھانے والی کوئی بھی دوائی اس وقت تک نہ دی جائے جب تک کہ یہ طے نہ ہو جائے کہ لگانے والی دوائیں اس کے لئے بیکار ثابت ہو چکی ہیں۔ بلکہ حال ہی میں ایک دوائی صرف Methotrexate کے اثر کو زائل کرنے کے لئے بازار میں آگئی ہے۔

ان دنوں ایک مرکب کورس کا پروگرام Photoc Hemotherapy کے نام سے یورپ میں بڑا مقبول ہے:

مریض Psoralen کی ایک مقدار کھانے کے 2 گھنٹے بعد لباس اتار کر الٹرا وائیلٹ شعاؤں کو اپنے پورے جسم پر لگاتا ہے۔ اسے Psoralen+Ultraviolet=Puva کی صورت میں بیان کیا جاتا ہے۔

ان مریضوں میں فوری طور پر متلی اور خارش کے علاوہ بعد میں جلد کے کینسر کا امکان زیادہ ہے۔ Psoralen آنکھ کی جھلیوں میں جاکر جم سکتی ہے۔ اس لئے مریض کے لئے ضروری ہے کہ وہ علاج کے دوران کالا چشمہ پہنے رہے۔

گلاسگو کی پروفیسر رونا میکی نے کھانے والی ادویہ کا بھی ایک خوبصورت تقابلی جائزہ مرتب کیا ہے۔ وہ یہ ہے :-

دوائی	فوائد	نقصانات
Photochemotherapy (Psoral+Ultraviolet)	مریض کو یہ علاج پسند آتا ہے۔ کیونکہ چھلکے اتر جاتے ہیں۔	حاملہ عورتوں اور ان کے آنے والے بچوں کیلئے خطرناک ہو سکتا ہے۔ کچھ عرصہ بعد جلد کے کینسر کا اندیشہ موجود ہے۔
Cytotoxic Drugs (Methotrexate)	ان سے بیماری جلد قابو میں آجاتی ہے۔	حاملہ عورتوں اور ان کے بچوں کیلئے خطرناک ہیں۔ جگر اور

Azothioprine Hyroxyurea.)		خون پیدا کرنے والے مرکز کیلئے نقصان دہ ہیں۔
Retinoid-Drugs (Etretinate- Tigason- Ro- Accutane)	پرانے چنبل کے 50% مریضوں میں مفید ہیں۔ لیکن ہاتھوں، پیروں میں پیپ والے چنبل کے لئے 80% نتائج ہیں۔	حاملہ عورتوں اور بچوں کیلئے مضر ہیں۔ خون میں کولسٹرول کی مقدار بڑھاتے ہیں۔ منہ پک سکتا ہے اور ہڈیوں پر برے اثرات رکھتے ہیں۔

حال ہی میں وٹامن A کی سی شکل کے بعض کیمیاوی مرکبات لیبارٹری میں تیار کئے گئے ہیں جن کو Retinoids کہتے ہیں۔ ان کو چنبل میں روزانہ 40 mg کی مقدار میں دیا جاتا ہے۔ فائدہ ہفتوں میں ہوتا ہے لیکن ہاتھوں اور پیروں کی چنبل میں زیادہ مفید ہے۔
جوان عورتوں کو اگر یہ دوائی دی جائے تو اس کے کم از کم ایک سال بعد تک ان کو بچہ نہیں ہونا چاہئے۔

پروفیسر رونا میکی نے چنبل کی مختلف حالتوں میں علاج کی یہ تجویز کی ہے:-

مریض کی عمر	مریض کی حالت	علاج	مشاہدات
10 سالہ لڑکا	دانے دار چنبل	0.1 فیصدی مرہم Dithranol	گلے کی خرابی پر توجہ رکھیں۔
28 سالہ شادی شدہ۔ خاتون	پرانی چنبل	بالائی مرہم 2% طاقت میں 30 منٹ روزانہ	ایسی خواتین کیلئے کوئی بھی دوائی کھانا خطرناک ہو سکتا ہے۔
40 سالہ مرد	ہاتھوں، پیروں میں پیپ والی شدید چنبل	ابتدائی طور پر Dithranol کی مرہم دی جائے۔ اس میں	

		کورٹی سون بھی ملادیں' ناکامی کی صورت میں Tigason کھانے کیلئے دیں	
56 سالہ خاتون	تمام جسم پر داغ اور چھلکے	PUVA علاج کی آزمائش مناسب ہوگی۔	یہ علاج اسی صورت میں کیا جائے کہ مریض مسلسل تعلق میں رہے اور معالج کے قریب ہو۔
72 سالہ بوڑھا مرد	سرخ داغوں والی چنبل اور چھلکے	کھانیوالی دوائی۔ Methotrexate مناسب ہوگی۔	مریض کے جگر کی نگرانی کیجائے اور اسی مناسبت سے خوراک بھی ترتیب دیں۔

طب نبویؐ

چنبل کی بیماری کے اسباب اور اصول علاج میں ہم نے یہ افسوسناک حقیقت دیکھی کہ نہ تو اس کا سبب معلوم ہے اور نہ ہی اس کا کوئی قابل اعتماد علاج میسر ہے۔ تارکول جیسی بدنما اور بدبودار چیز کو جسم پر ملنا یا اس سے نہانا کم از کم ہمارے ممالک کے کسی نفاست پسند شخص کیلئے ممکن نہ ہوگا۔

یہ اب ایک یقینی بات ہے کہ تارکول لگانے سے جلد پر کینسر ہو سکتا ہے۔ یہی صورتحال دوسری متعدد دواؤں خاص طور پر Methotrexate سے ہو سکتی ہے۔ اب تک کی ایجاد کردہ کھانے کی تمام دوائیں ماں کے پیٹ میں بچے کو مفلوج کر سکتی ہیں۔

کیا یہ دوائیں استعمال کی جاسکتی ہیں؟

قسط شیریں کی صفات میں سے ایک اس کی جلدی بیماریوں میں چھلکے اتارنے کی صلاحیت ہے۔ یہ جسم میں پیدا ہونے والے بیکار ریشوں یعنی Fibrosis کو کم کرتی یا ان کو ختم کرتی ہے۔ اس دوائی کے اثرات اور نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جانب سے اسے

سوزشوں کا علاج قرار دینے کے بعد ہماری توجہ چنبل میں اس کے استعمال کی جانب ہوئی۔

مقامی استعمال کے لئے:

قسط شیریں	——	80 گرام
حب الرشاد	——	20 گرام
سرکہ فروٹ	——	800 گرام

ادویہ کو پیس کر سرکہ میں ملا کر ان کو تھوڑی دیر ابالنے کے بعد پھوک کو پھینک دیا اور لوشن کو چھلکوں پر لگایا۔ اکثر مریض بہتر ہونے لگے لیکن جوڑوں پر نصب چھلکے زیادہ متاثر نہیں ہو رہے تھے۔ ان کے لئے اس نسخہ میں 20 گرام سناء مکی شامل کی گئی۔

ہاتھوں اور پیروں کی چنبل میں جب پیپ پڑ جاتی ہے تو یہ بیماری کا بدترین مرحلہ ہوتا ہے۔ یہ جان لیوا بھی ہو سکتا ہے۔ چونکہ اس پیپ میں کسی قسم کے جراثیم نہیں ہوتے اس لئے جدید جراثیم کش ادویہ Antibiotics بیکار ہوتی ہیں۔ لیکن جس جراثیم کش دوائی کو نبی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے دق اور Tonsillitis میں شفا کا مظہر قرار دیا ہے وہ بہرحال مفید ہوگی۔ اس لئے مریضوں کو 5-4 گرام قسط شیریں صبح، شام پیس کر کھانے کے بعد دی گئی۔ کھردری جلد والے مریضوں کو پینے کے لئے 2-1 بڑے چمچے زیتون کا تیل بھی دیا گیا۔

ایک عام مریض کو یہ علاج 6-3 ماہ تک دیا گیا ہے۔ اکثر مریض 4-3 ماہ میں شفایاب ہو گئے۔ پرانی اور شدید بیماری میں عرصہ علاج بڑھا دیا گیا۔ اگرچہ اس سلسلے میں بارگاہ نبویؐ سے ورس کا تذکرہ بھی میسر ہے۔ جس کے فوائد بھی اسی طرح کے ہیں۔ بلکہ تجربات سے بعض حالتوں میں یہ ورس سے زیادہ مفید رہتی ہے۔ لیکن مسئلہ اس کے حصول کا ہے۔ کیونکہ یہ یمن اور سعودی عرب کے علاوہ کہیں اور سے نہیں ملتی۔

مریضوں کو کھانے اور لگانے کے لئے قسط شیریں دی گئی۔ جس میں اہم ترین بات یہ ہے کہ اس کو ایک لمبا عرصہ استعمال کرنے سے کوئی خرابی پیدا نہیں ہوتی۔ یہ محفوظ اور فطری دوائی ہے۔

DISEASES OF THE NAILS ناخنوں کی بیماریاں

ناخن انسانوں کے علاوہ پرندوں اور درندوں میں بھی ہوتے ہیں۔ زندگی بھر یہ ایک مقررہ رفتار پر بڑھتے رہتے ہیں۔ جیسے کہ ہاتھوں کی انگلیوں کے ناخن ہر 3 ماہ میں ایک سنٹی میٹر بڑھتے ہیں۔ جبکہ پیروں کے ناخن ایک سنٹی میٹر بڑھتے میں 9-24 ماہ لگا دیتے ہیں۔ سردی یا خون کی نالیوں کی بیماریوں میں ان کے بڑھنے کی رفتار کم ہو جاتی ہے جبکہ چنبل (Psoriasis) میں ان کے بڑھنے کی رفتار بڑھ جاتی ہے۔

SPOON SHAPED NAILS Koilonychia

اس بیماری میں ناخن درمیان سے بیٹھ جاتے ہیں اور ان کی شکل چمچے کی طرح کی ہو جاتی ہے۔ چمچے کی طرح کے یہ ناخن بھربھرے ہوتے ہیں۔ معمولی چوٹ لگنے سے ٹوٹ جاتے ہیں۔ عام طور پر یہ کیفیت ان مریضوں میں ہوتی ہے جن کے جسم میں خون کی کمی زیادہ ہوجاتی ہے۔ خاص طور پر خوراک میں فولاد نہ ہونے کی وجہ سے ناخنوں میں گڑھے پڑ جاتے ہیں۔ لیکن ساتھ میں جسم کے دوسرے اعضاء میں خون کی کمی سے پیدا ہونے والی علامات بھی دیکھنے میں آتی ہیں۔ چہرے پر داغ، بجھی ہوئی رنگت، اداس آنکھیں اور بڑھتی ہوئی کمزوری اس کی واضح علامات ہیں۔

مریض سے گفتگو کرنے پر خون کی کمی کا مسئلہ آسانی سے علم میں آجاتا ہے۔ جیسے کہ کسی حادثہ یا آپریشن کے باعث خون کی کافی مقدار بہ گئی ہو۔ حمل یا

زچگی کے دوران خون کی کمی کو پورا کرنے کی کوشش نہ کی گئی ہو۔ یا غذا میں فولاد والے عناصر مثلاً گوشت' سیب' انار' سبزیاں شامل نہ ہوں۔ پنجاب میں ضرورت سے زیادہ دودھ پینے کا رواج بہت ہے۔ ایسے لوگوں کی کمی نہیں جو رات کا کھانا کھانے کی بجائے دودھ پی کر سو جاتے ہیں۔ رات کے کھانے کے بارے میں نبی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سے دو بڑے اہم تاکیدی ارشادات میسر ہیں۔

——— رات کا کھانا امانت ہے۔

——— رات کا کھانا ضرور کھایا کرو۔ خواہ مٹھی بھر ردی کھجوریں ہی کیوں نہ ہوں۔ رات کا کھانا ترک کر دینے سے بڑھاپا (کمزوری) طاری ہو جاتی ہے۔

یہ تکلیف ناخنوں کو بار بار چوٹ لگنے سے بھی ہو سکتی ہے۔ جیسے کہ پیروں سے بار بار ٹھڈے مارنا (فٹ بال وغیرہ) یا ہاتھوں پر ایسی مشینوں کا دباؤ جن میں ارتعاش اور لہریں زیادہ ہوتی ہیں۔

خواتین میں ناخنوں کو رنگنا فیشن ہی نہیں بلکہ روزمرہ کی ضرورت بن گیا ہے۔ کوئی بھی عورت ناخن رنگے بغیر گھر سے نکلنے پر تیار نہیں ہوتی۔ رنگ کو جاذب نظر بنانے کے لئے ناخن کو لمبا کرنا بھی ضررت بن گیا ہے۔ ناخن کے بڑھنے کے نقصانات بعد میں ذکر کریں گے۔ لیکن ان پر ایسے پلاسٹک روغن لگانا جن سے ان میں ہوا کی آمدورفت بند ہو جائے تندرستی کے خلاف ہے۔ پہلا روغن اتارنے کے لئے جو محلل Remover استعمال کیا جاتا ہے وہ ناخنوں کی چمک کو بھی اڑا دیتا ہے۔ اکثر دیکھا گیا ہے کہ بار بار کے روغن اور پھر روغن کو اتارنے والے کیمیکل لگانے سے ناخنوں میں گڑھے پڑ جاتے ہیں یا وہ چمچہ کی مانند ہو جاتے ہیں۔

سامان کی ریڑیاں دھکیلنے والوں اور بھارت میں چلنے والا انسانی رکشا قلی

کے ناخن بھی بیٹھ جاتے ہیں۔

علاج

مریض کا پیشہ تبدیل کیا جائے۔ اس کی عام جسمانی کمزوری کا علاج کیا جائے۔ طب نبوی میں ان تمام مسائل کا آسان حل کھجور کی صورت موجود ہے۔ بشرطیکہ 6-4 دانے صبح نہار منہ کافی دنوں کھائے جائیں۔

Oncholysis

ایک ایسی کیفیت ہے جس میں ناخن اوپر کو اٹھ جاتا ہے۔ اس کی زیادہ تر وجہ چوٹ ہوتی ہے۔ جلد کو نرم کرنے والی ادویہ اگر ناخنوں پر لگتی رہیں تو یہی کیفیت ہو سکتی ہے۔
ہاتھ یا پیر زیادہ دیر تک پانی یا صابن یا تیل میں ڈوبے رہیں۔ نیل پالش کا مسلسل اور طویل استعمال ایگزیما۔ ناخنوں کی داد۔ چنبل اسے پیدا کر سکتے ہیں جبکہ جسمانی بیماریوں میں غدہ ورقیہ Thyroid کی خرابیاں۔ خون کی کمی یا نالیوں میں جزوی بندش' کثرت سے پسینہ آنے سے ناخن ساتھ ہی زرد بھی ہو جاتے ہیں۔

ناخنوں کا جلد ٹوٹ جانا: جن کے ہاتھ اکثر گیلے رہتے ہوں۔ خاص طور پر Alkali نوعیت کے کیمیاوی مرکبات' خون اور لحمیات کی وجہ سے ناخن بھربھرے ہو کر جلد ٹوٹنے لگتے ہیں۔

انگلیوں کا موٹا ہوجانا: Clubbing- میں ناخن چوڑے ہو جاتے ہیں۔ یہ کیفیت پھیپھڑوں کی بیماریوں' دل کی وہ بیماریاں جن میں خون کی صفائی متاثر ہوتی ہے۔ جگر کی خرابیاں اور اس کا سکڑ جانا۔ بڑی آنت میں زخم' خون کی کمی اور غدہ ورقیہ کی بیماریوں میں ہوتے ہیں۔

ناخنوں پر لکیریں: ناخنوں پر لمبائی کے رخ لکیروں کا پڑنا بیماری نہیں۔ البتہ چوڑائی کے رخ

پڑنے والی لکیریں ایگزیما، چنبل، جوڑوں کے دردوں میں پڑ سکتی ہیں۔ خسرہ، نمونیہ، دل کی بیماریوں اور چوٹوں کے بعد لکیریں بھی پڑتی ہیں اور ناخنوں کا بڑھنا رک جاتا ہے۔

ناخنوں کی سوزش: Paronychia-جب ناخنوں کو دن میں کئی بار رگڑا یا کھرچا جائے تو ان میں سوزش واقع ہو جاتی ہے۔ گھر کا کام کرنے والی خواتین میں صفائی کے سفوف، برتن دھونے کے مصالحے اور دوسری کیمیکلز ناخنوں اور گوشت کے سنگم پر خراش اور جلن پیدا کرکے جراثیم کے داخلے کا راستہ فراہم کردیتے ہیں، چونکہ ناخن اور گوشت آپس میں بڑے گہرے پیوست ہوتے ہیں اس لئے ان میں سوزش ہو جانے پر کوئی دوائی بھی اندر نہیں جاسکتی۔ اس لئے سوزش بڑھتی چلی جاتی ہے۔ ان میں درد زیادہ ہوتا ہے اور اکثر پیپ پڑ جاتی ہے۔

اس لئے مریضوں کو منہ کے راستہ جراثیم ادویہ، بیماری کی شدت کے مطابق دینا ضروری ہو جاتا ہے۔ مقامی طور پر 3% Thymol in Chloroform کو بڑی شہرت حاصل ہے۔

طب نبویؐ

ہاتھ کے انگوٹھوں کے اطراف میں روزمرہ کے کام کاج کے دوران میل اور مٹی ذخیرہ ہو جاتے ہیں۔ ناخن کاٹتے وقت اگر پھانس اندر رہ جائے یا زیادہ گہرا کاٹ دیا جائے تو سوزش ہوجاتی ہے۔ ایک صاحب کو دائیں ہاتھ کے انگوٹھے میں بار بار اسی قسم کی سوزش ہوتی رہتی تھی۔

ان کا دو مرتبہ جدید ادویہ سے علاج کیا گیا۔ لیکن تین چار ماہ بعد وہی کیفیت پھر سے ہو گئی۔ ان کے لئے زیتون کے تیل میں مہندی، صعتر اور لوبان ڈال کر ابالا گیا۔ اس تیل میں

روئی بھگو کر ناخن کے اوپر رکھ کر پٹی باندھ دی گئی ــــــ دوسرے دن ورم اتر گیا تھا۔ دلچسپ بات یہ ہے کہ طب جدید میں اس کے لئے مجوزہ دوائی Thymol صعتر سے حاصل ہوتی ہے۔ اندرونی طور پر دوائی دیئے بغیر یہ شدید تکلیف پانچ دن میں ٹھیک ہو گئی۔ ورنہ پیپ پڑ جانے کی صورت میں اسے چیر کر نکالنا ضروری ہو جاتا ہے۔

ناخنوں کا چنبل PSORIASIS

چنبل ایک عام جلدی بیماری ہے جو جسم کے اکثر حصوں کو اپنی لپیٹ میں لیتی ہے۔ 25 فیصدی مریضوں میں بیماری ناخنوں پر بھی اثر انداز ہو جاتی ہے۔ تفصیل علیحدہ عنوان سے موجود ہے۔

ناخنوں میں گڑھے پڑ جاتے ہیں۔ زرد رنگ کی لکیریں پڑتی ہیں بلکہ ناخن ہی بھورا اور زرد ہو جاتا ہے۔ ایک وقت میں کئی ناخن متاثر ہو سکتے ہیں۔ ان ناخنوں کی چمک جاتی رہتی ہے۔ ناخن کا کافی حصہ تلف ہو جاتا ہے۔ اور پیپ بھی پیدا ہو سکتی ہے۔ یہ ایک ایسی افسوسناک کیفیت یا بیماری ہے جس کا قابل اطمینان علاج ابھی تک میسر نہیں آسکا۔

ناخنوں کی داد RING WORM OF THE NAILS

پھپھوندی کی ریشہ دار قسموں میں سے متعدد کو ناخنوں میں گھس جانا پسند ہے۔ دنیا بھر کے ملکوں میں ناخنوں کا اس طرح متاثر ہو جانا دیکھا جاتا ہے مگر حیرت کی بات یہ ہے کہ اس میں پھپھوندی کی متعدد قسمیں عمل پیرا ہوتی ہیں۔ ناخنوں میں کام کے دوران خراشیں آجانے کی وجہ سے اطراف سے پھپھوندی ان میں داخل ہو کر سوزش پیدا کر سکتی ہے۔ لیکن پیروں، ہاتھوں یا سر میں پھپھوندی ہونے کے بعد ناخنوں کا محفوظ رہ جانا ممکن نہیں رہتا۔ کیونکہ کھجلانا ایک لازمی امر ہے جس میں ہاتھ اور ناخن استعمال ہوتے ہیں۔

سوزش کی ابتدا اطراف سے ہوتی ہے اور وہ ناخن کے اندر گھس جاتی ہے۔ یہ سانحہ ایک ہی وقت دو یا اس سے زیادہ ناخنوں کے ساتھ ہو سکتا ہے۔

علامات: ابتدا میں ناخن نے وسط' منہ یا اطراف پر ایک سیاہ دھبہ ظاہر ہوتا ہے جو کہ بھورا یا زرد بھی ہو سکتا ہے۔ اور اس کا رنگ ناخن کی جڑ کی طرف بڑھنے لگتا ہے۔ اس عمل کے دوران ناخن موٹا ہو جاتا ہے۔ نرم پڑنے لگتا ہے اور پھر پورے کا پورا ختم ہو سکتا ہے۔

احتیاطی تدابیر:

1- جن لوگوں کو پسینہ زیادہ آتا ہے وہ اپنے کپڑے روزانہ تبدیل کریں۔ سوتی جرابیں استعمال کریں اور مصنوعی ریشے سے بنا ہوا لباس اور جوتے پہننے سے احتراز کریں۔

2- اگر جسم کا کوئی حصہ بیماری کی زد میں ہو تو اپنے لباس کو ہر ہفتے ابال کر استعمال کریں۔

3- جوتے اس شکل کے ہوں کہ پیروں کو کھلی ہوا لگ سکے۔ لیکن ان میں باہر کی مٹی گھسنے نہ پائے۔ اگر وہ پلاسٹک کے ہوں تو سوتی جراب کے بغیر نہ پہنے جائیں۔

4- حجام کے یہاں سے آنے کے بعد سر اور جسم کو اچھی طرح صابن سے دھویا جائے۔

5- جسم میں .بننے والے اہم کونوں جیسے کہ گردن کی جڑ' بغلوں وغیرہ میں روزانہ پاؤڈر چھڑکا جائے۔ تاکہ ان میں پسینہ سے خراش نہ آسکے۔ اسی طرح پیروں کی انگلیوں کے درمیان کیا جائے۔

6- اگر ہاتھوں نے زیادہ پانی میں رہنا ہو تو باورچی خانہ والے ربڑ کے دستانے پاؤڈر لگا کر استعمال کئے جائیں۔

7- برتن دھونے ہوں تو ناخنوں کی جڑوں اور اطراف میں Nystatin Cream بار بار لگائی جائے۔ (ہماری رائے میں زیتون کا تیل بہتر ہے۔)

علاج

ناخن کا گوشت سے جوڑ بڑا مضبوط ہے۔ جب ایک مرتبہ سوزش اس کی جڑ میں چلی جائے تو وہاں تک کوئی بھی دوائی آسانی سے نہیں جاتی۔ اس لئے لمبے علاج اور غیر یقینی نتائج کے لئے پہلے سے ہی تیار رہنا چاہئے۔ اس مشکل کا ایک آسان حل یہ ہے کہ علاج کے جھگڑے میں پڑنے کی بجائے آپریشن کر کے ناخن نکال دیا جائے۔ اگر پورا نکالنا ممکن نہ ہو تو کم از کم اطراف سے کاٹ دیا جائے اور اس طرح زخم ننگا ہو جاتا ہے اور دوائیں لگا کر اسے مندمل کرنا ممکن ہو جاتا ہے۔

یہ ایک مسلمہ امر ہے کہ ناخنوں کی دوائیں لگانے والی ادویہ کے ساتھ کھانے والی Griseofulvin ضرور شامل کی جائے بلکہ ان دونوں کو آپس میں لازم ملزوم قرار دیا جائے۔ اس کی روزانہ 500-1000 ملی گرام کی خوراک مناسب رہتی ہے۔ 3-5 ہفتوں تک یہ گولیاں روزانہ دی جائیں۔ اس کے بعد بیماری کی شدت کے مطابق عرصہ طے کیا جائے۔ عام حالات میں 5-6 ماہ کم از کم عرصہ ہے مگر 18 ماہ تک بھی دی جاتی رہتی ہیں۔ یہ درست ہے کہ ایک ہی دوائی اتنا طویل عرصہ دینا بھی آسان کام نہیں جبکہ اس کے اپنے ذیلی اثرات سے سردرد، متلی، اسہال، خارش ہو سکتے ہیں۔ مگر معاملہ مجبوری کا ہے کہ طب جدید اس سے بہتر حل پیش کرنے کے قابل نہیں۔

مقامی علاج:

1- اگر کوئی پھنسی، چھالا یا آبلہ بنا ہوا ہو تو اسے پھوڑ کر صاف کر دیا جائے۔ پانی میں لال دوائی Pot. Permanganate کا 1:4000 لوشن بنا کر اس میں کپڑا بھگو کر بار بار رکھا جائے۔

2- .Whitfield Launt میں دوگنی ویسلین ملا کر لگانا مفید ہے۔

3- پھپھوندی کے خلاف جدید ادویہ میں سے

Clotrimazole Micronazole - Econazole - Tolanftate میں سے کوئی ایک باقاعدہ لگائی جائے۔

4- ہم نے اپنے مریضوں کو ہمیشہ ٹنکچر آیوڈین میں پانی ملا کر زیادہ عرصہ لگایا ہے۔ اکثر کو فائدہ ہوا۔

طب نبویؐ

جیسا کہ پھپھوندی سے پیدا ہونے والی بیماریوں کے بیان میں ذکر کیا گیا۔ طب نبوی سے یہ نسخہ مفید رہا۔

مرمکی	10 گرام
برگ مہندی	20 گرام
صعتر	10 گرام
سناء مکی	5 گرام
Benzoic Acid	5 گرام

ان ادویہ کو 500 گرام فروٹ کے سرکہ میں 5 منٹ ابالنے کے بعد چھان کر پھوک پھینک دیا گیا۔ یہ لوشن آہستہ آہستہ ناخنوں میں گھس کر پھپھوندی کو ختم کر دیتا ہے۔ عام مریضوں کا 6 ماہ تک علاج کیا گیا۔

ناخنوں کا ایگزیما ECZEMA OF NAILS

ایگزیما کی متعدد قسمیں ہیں۔ ان میں سے کوئی بھی قسم ہاتھ سے پھیلتی ہوئی ناخنوں کی جڑ کو اپنی لپیٹ میں لے سکتی ہے۔ ناخن دیکھنے میں کھردرا لگتا ہے۔ مختلف شکل کی گہری لکیریں نمودار ہوتی ہیں۔ کئی مقامات پر گڑھے پڑتے ہیں۔ اور رنگ بدل جاتا ہے کبھی یہ اپنی

جڑ سے علیحدہ ہو کر اوپر کو اٹھ آتا ہے یا سرے سے باہر بھی نکل جاتا ہے لیکن بیماری کا علاج ہو جائے تو مستقل نشان نہیں رہتا۔

ایگزیما کا علاج بذات خود ایک مسئلہ ہے اس پر زیادہ دوائیں لگانا اس کو چڑانے کا باعث ہوتا ہے۔ ملائم ادویہ سے ان کا علاج بہترین ترکیب ہے۔ ہماری رائے میں مہندی کے پتے زیتون میں ابال کر اس تیل کو لگاتے رہنا سب سے مفید اور یقینی علاج ہے۔

ناخنوں کے رنگوں میں تبدیلیاں

زرد ناخن -:- یرقان ' کلاہ گروہ کی بیماریاں۔ پیلی کونین کے سمیاتی اثرات

براؤن ناخن -:- چنبل ' پھپھوندی کی سوزش

نیلے ناخن -:- ناخن پر چوٹ ' جراثیمی سوزش ' دل کی بیماریاں

سیاہ ناخن -:- کینسر ' پیلی کونین ' کلاہ گروہ کی بیماریاں

سفید ناخن -:- جگر کی سکڑن اور اس کی بیماریاں ' سنکھیا کے زہریلے اثرات۔

آدھا آدھا رنگ -:- گردوں کی خرابی میں آدھا ناخن سفید ہو جاتا ہے جبکہ دوسرا آدھا سرخ ' گلابی یا براؤن ہو جاتا ہے۔

سرخ چندوے -:- دل کی بیماریوں میں سرخ رنگ کے آدھے چاند بنے ہوتے ہیں۔

نیلے چندوے -:- جگر اور خون کی بیماریوں میں ناخنوں پر نیلے رنگ کے چاند سے نمودار ہو جاتے ہیں۔

ناخنوں کی تندرستی: اسلام نے ناخنوں کو وضو کے ساتھ دن میں کم از کم 15 مرتبہ دھونے کی تاکید فرمائی۔ ناخن کو ہر مرتبہ اندر سے بھی صاف کرنا ضروری ہے۔ ہفتے میں کم از کم ایک مرتبہ غسل کے دوران ان کو ضرور دھویا جائے اور ہفتہ میں ایک مرتبہ ان کو کاٹا جائے۔ ناخن بڑھانا اسلامی تعلیمات کے خلاف اور اس طرح صحت کے لئے مضر ہے۔

بال اور بالوں کی بیماریاں

DISEASES OF THE HAIR

پیدائش سے پہلے 7 ویں ماہ کے دوران پیدا ہونے والے بچے کے سر پر لمبے لمبے نرم اور ملائم بال ہوتے ہیں۔ پھر یہ بال گر جاتے ہیں۔ اگر کوئی بچہ اس مرحلہ پر قبل از وقت پیدا ہو جائے تو مائیں گنج دیکھ کر گھبرا جاتی ہیں۔ بچہ جو بال لے کر پیدا ہوتا ہے وہ دوسری مرتبہ اگتے ہیں۔

ایک انسان کے سر پر تقریباً 3 لاکھ بال ہوتے ہیں۔ جو ہر ایک ماہ میں ایک سینٹی میٹر کے قریب بڑھتے ہیں۔ بالوں میں قدرت نے یہ عجیب بات رکھی ہے کہ وہ کچھ دن بڑھنے کے بعد خاموش ہو کر چند دن آرام کے گزارتے ہیں۔ یعنی ہر شخص کے سر کے پورے بال ایک وقت میں نہیں بڑھتے۔ کچھ بڑھ رہے ہوتے ہیں اور کچھ تعداد یعنی کل بالوں کا ایک فیصدی ہر وقت آرام کی حالت میں ہوتی ہے۔ ایک عام آدمی کے بال کی عمر تقریباً 3 سال ہوتی ہے۔ یہ بال اس عرصہ میں کبھی بڑھتا ہے اور کبھی آرام کرتا ہے۔ جب اس کی عمر پوری ہو جاتی ہے تو اس کا بالائی سرا گول اور چوڑا ہو جاتا ہے اور گر جاتا ہے۔

یوروپی سائنس دان کہتے ہیں کہ ہر شخص کے سر سے روزانہ 300-50 بال معمول کے مطابق گرتے ہیں اور یہ جسمانی افعال کا حصہ ہے۔ لیکن ہمارے ممالک میں گرنے والے بالوں کی روزانہ تعداد شاید اتنی نہیں ہوتی۔ عام اندازوں کے مطابق ہمارے یہاں گرنے والے بالوں کی تعداد 20 سے زیادہ نہیں ہوتی۔

انسانی جسم میں بال تین اہم اقسام میں تقسیم ہیں۔ پہلی کھیپ میں سر، ابرو اور بھنویں آتی ہیں۔ جبکہ ہارمونوں کے زیر اثر داڑھی، بغلوں اور زیر ناف بال آتے ہیں۔

تیسری قسم کے بال اتنے سخت نہیں ہوتے اور جسم کے تمام اعضاء پر تھوڑی تعداد میں بکھرے ہوتے ملتے ہیں۔ پروفیسر طاہر سعید ہارون پورے جسم پر بالوں کی تعداد 5 لاکھ قرار دیتے ہیں۔

سر کے بالوں کی 86 فیصدی تعداد ہر وقت بڑھنے کی سمت ہوتی ہے۔ جبکہ بقایا 14 فیصدی میں آرام کرنے یا گر جانے کا وقت ہوتا ہے۔ دوران حمل بالوں کی اکثریت بڑھنے کی سمت آمادہ ہوتی ہے۔ اور اس عرصہ میں بالوں کو آرام یا گرنے کی مہلت بہت کم ملتی ہے۔ لیکن زچگی کے 9-3 ماہ بعد اکثر عورتوں کو احساس ہوتا ہے کہ ان کے بال زیادہ گر رہے ہیں۔ درحقیقت ایام حمل میں جن بالوں کو آرام نہ ملا تھا یا جنہوں نے گر جانا تھا۔ اب وہ اپنا حساب برابر کرتے ہیں اور اس سلسلہ میں کسی تردد کی ضرورت نہیں ہوتی۔ کیونکہ بال دوبارہ آجائیں گے۔

بالوں کے بڑھنے کے لئے غدودوں کے ہارمون ضروری ہیں۔ کچھ بال گرانے یا کم کرنے کا باعث بھی ہوتے ہیں۔ جیسے کہ مردانہ جنسی ہارمون بالوں کو کم کرنے کی کوشش کرتے رہتے ہیں۔ جبکہ زنانہ ہارمون ان کی تعداد اور افزائش بڑھاتے ہیں۔

ہمارے ملک میں خیال کیا جاتا ہے کہ بال اگر گر رہے ہوں تو سر پر استرا پھروا دیا جائے۔ بار بار سر منڈوانے اور استرا پھیرنے سے بال گرنے رک جاتے ہیں۔ یہ ایک غلط مفروضہ ہے۔ سر منڈوانے کا ایک فائدہ ضرور ہے۔ کہ بال جانے کے بعد جلد کا اچھی طرح معائنہ کیا جا سکتا ہے۔ وہاں کی بیماریوں کی تشخیص ہو سکتی ہے۔

حکیم کبیر الدین نے بالوں کو گرنے سے روکنے اور گنج پر بال اگانے کے لئے کچھ نسخے تجویز کئے ہیں۔ جن میں ہدایت یہ ہے کہ سر کو مونڈ کر یہ دوائی روزانہ لگائی جائے۔ جلد کی خشکی اور چکنائی کے جدید علاج میں پارا اور سیلی سلک ایسڈ کی مرہم ایک مفید نسخہ ہے۔ لیکن بالوں بھرے سر میں چکنی مرہم لگانا ایک اچھا خاصا مسئلہ ہے۔ سر منڈوانے کے بعد مرہم لگانا

آسان ہو جاتا ہے۔

لیکن یہ بات واضح اور تجربات کا نچوڑ ہے کہ سر پر خواہ پچاس مرتبہ استرا پھیرا جائے اس عمل سے نہ تو بالوں کا گرنا رکتا ہے اور نہ ہی استرا پھرنے سے نئے بال پیدا ہو سکتے ہیں۔

بال دو قسم کے ہیں۔ لیکن دونوں اقسام پر غدودوں کے ہارمونوں کا اثر ہے۔ کچھ بالوں کو گراتے ہیں اور کچھ بڑھاتے ہیں۔ ویلز یونیورسٹی میں بال گرنے والی 150 لڑکیوں کے طبی معائنہ پر معلوم ہوا کہ ان میں سے صرف 16 کا غدہ درقیہ Thyroid Gland سست کارکردگی کا مظاہرہ کر رہا تھا۔

بالوں کے گرنے یا ان کے نامناسب مقامات پر پیدا ہونے کو ہارمون کے برے اثرات سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ خواتین کے لئے چہرے اور جسم پر بال بڑھ جانا خاصی اذیت کا باعث ہوتا ہے۔ ہر مرتبہ ان کو ٹیسٹوں کے ایک لمبے سلسلے سے گزارا جاتا ہے۔ اکثر اوقات تمام ٹیسٹ نارمل ہوتے ہیں۔ مریض کو خوشخبری ملتی ہے کہ آپ کے سب گلینڈ بڑی اچھی طرح کام کر رہے ہیں۔ تو وہ جل بھن جاتا ہے۔ ایک لمبے اور تکلیف دہ پروگرام پر زر کثیر کو صرف کرنے کے بعد بیماری تو وہیں رہی تو پھر اس نے کیا حاصل کیا؟

چوک متی لاہور کی ایک نوجوان لڑکی جب لیبارٹریوں کی خاک چھان کر فارغ ہوئی تو اسے ایک فینسی نسخہ میسر آیا جس کی دوائیں جرمنی سے منگوائی جاتی تھیں۔ دو سال کے بعد بات وہیں پر تھی جہاں سے چلی تھی۔ مریض کو خوار اور خراب کرنے کی بجائے اگر سیدھا جواب دے دیا جائے تو یہ زیادہ اچھی بات ہے۔

سرمیں پھنسیاں

STAPHYLOCOCCAL FOLLICULITIS

سرمیں گندی کنگھیاں پھیرنے یا بفہ کی وجہ سے جلد کی سوزش کے بعد پیپ پیدا کرنے والے جراثیم جلد میں داخل ہو کر پھنسیاں بنا دیتے ہیں۔ جلد موٹی ہونے کی وجہ سے پھنسیاں سخت ہوتی ہیں۔ لیکن تعداد میں چھ سات کے لگ بھگ رہتی ہیں۔ یہ پھنسیاں زیادہ تر گندے رہنے والے افراد کو نکلتی ہیں۔ اگر ان کی تعداد کم ہو تو درد زیادہ نہیں ہوتا۔ لیکن کبھی کبھی درد' بخار' اکڑاؤ اور ان سے پیپ بھی آسکتی ہے۔

میڈیکل کالج کے ایک طالب علم نے اپنے پرنسپل کرنل الٰہی بخشؒ سے بال گرنے کی شکایت کی۔ اس کا کلاس ہی میں معائنہ ہوا اور پتہ چلا کہ سر میں پھنسیاں اکثر نکلتی ہیں۔ کرنل صاحب نے ان پھنسیوں کو بال گرنے کا سبب قرار دے کر اس نوجوان کو پنسلین کے ٹیکے لگوانے کی ہدایت کی۔ مگر وہ ٹیکوں کی دہشت سے بھاگ گیا۔ کئی سالوں بعد دیکھا گیا تو گنجا ہو چکا تھا۔

سرمیں پھنسیاں جگر کی خرابیوں سے لے کر قوت مدافعت میں کمی پیدا کرنے والی تمام بیماریوں کی وجہ سے نکل سکتی ہیں۔ ان کا مستقل حل سبب کی تلاش اور پھر اس کا علاج ہے۔

علاج

1- سر روزانہ دھویا جائے۔ دھونے کے لئے شیمپو کی بجائے صابن بہتر رہتا ہے۔

2- اپنی کنگھی کسی کو نہ دی جائے اور نہ کسی کی لی جائے۔

3- اپنی کنگھی یا برش کو ہفتہ میں کم از کم ایک مرتبہ گرم پانی اور صابن سے دھویا جائے۔

4- ناشتہ میں پروٹین والی غذائیں جیسے کہ انڈا' پنیر' گوشت' کھجور' دلیا' میں سے کوئی ایک چیز ضرور شامل ہو۔ رس' بسکٹ یا پراٹھے اور چائے جسمانی ضروریات پورا نہیں کرتے۔ ان سے کمزوری پیدا ہوتی ہے۔

5- اگر پھنسیاں زیادہ ہیں تو کوئی Antibiotic جیسے کہ Septran -Minocin- Vibramycin -Erythrocin -Achromycin میں سے کوئی دوائی کچھ دن کھائی جائے۔ اکثراوقات ایک دوائی سے فائدہ نہیں ہوتا اور بدلنی پڑتی ہے ——— ان ادویہ کے ٹیکے غیر ضروری اور نقصان دہ ہوسکتے ہیں۔

سیکری -------- بغہ

DANDRUFF CAPITIS

سر میں پیدا ہونے والی چھلکوں والی بیماری کو لوگ خشکی کا نام دیتے ہیں۔ یہ ایک مغالطہ آمیز نام ہے۔ کیونکہ اسی قسم کی صورت حال پھپھوندی سے پیدا ہونے والی بیماریوں یعنی Favus-Kerion-Tinea Capitis میں بھی ہوتی ہے۔ مؤخرالذکر کو بھی عرف

عام میں Dandruff ہی کہتے ہیں۔ سیدھی بات تو یہ ہے کہ یہ بذات خود کوئی بیماری نہیں سمجھی گئی ہے۔ بلکہ ہر وہ بیماری جو سر میں چھلکے اور ان کے ساتھ بھوسی پیدا کرتی ہے اسے Dandruff کہا جاتا ہے۔

سر کی جلد موٹی اور سخت ہوتی ہے۔ جسم اس جلد کے اوپر والے حصے کو چھلکوں کی صورت میں اتارتا رہتا ہے۔ یہ چھلکے جگہ بدل بدل کر باری باری اترتے ہیں۔ اور عام حالات میں ان کی مقدار متعین نہیں ہوتی۔ چھوٹے بچوں میں یہ فعل نہیں ہوتا۔ لیکن 30 سال کی عمر تک یہ عمل شروع ہو جاتا ہے۔ کبھی کبھی یہ چھلکے اعتدال سے زیادہ ہو جاتے ہیں۔ سر میں چھلکے اور ان کا سفوف آٹے کے چھان کی طرح بالوں کے درمیان اور سر کی جلد پر جما ہوا نظر آتا ہے۔ کبھی کبھی اشتہاروں میں کیفیت زیادہ وضاحت سے دکھائی جاتی ہے کہ بالوں سے نکلنے والا پاؤڈر قمیض یا کوٹ کے کالر پر خشخاش کے دانوں کی طرح پھیلا ہوا نظر آتا ہے۔

اس بیماری کا سبب تو معلوم نہیں ہو سکا لیکن یہ جلد کی خشکی ہرگز نہیں۔ بلکہ اکثر اوقات اسے خشکی قرار دے کر سر میں چکنائیاں اور خاص طور پر کڑوا تیل لگانے سے علامات میں اضافہ ہو جاتا ہے۔ کیونکہ بعض اوقات اس کے ساتھ بفہ کی بیماری بھی شامل ہوتی ہے۔

علامات: بیماریوں کی ابتدا سر کے اطراف یا سامنے والے حصے سے ہوتی ہے۔ عام طور پر سر کے مختلف حصے باری باری زد میں آتے ہیں لیکن پورا سر بھی متاثر ہو سکتا ہے۔

سر میں چھوٹے چھوٹے سفید چھلکے بکھرے ہوئے نظر آتے ہیں۔ کہیں کہیں یہ چھلکے پاؤڈر بن کر بالوں میں بھوسی کی مانند اٹکے نظر آتے ہیں۔ بیماری بڑھ جائے تو اشتہاری نقشہ کے مطابق کپڑوں پر پڑے ہوئے نظر آتے ہے۔ پچاس سال کی عمر تک یہ بیماری تکلیف کا باعث رہتی ہے۔ اس کے بعد زور ٹوٹ جاتا ہے مگر حیرت کی بات ہے کہ سر میں اگر گنج ہو تو یہ دانے اور چھلکے گنج والے حصوں پر نظر نہیں آتے اس کے ساتھ بفہ اگر شامل ہو جائے تو چھلکے بڑے اور جلد سے چپکے ہوئے نظر آتے ہیں۔ ان کو چھیل کر اتارا جائے تو نیچے کی جلد چمکدار اور سرخ

ہوتی ہے۔ بچوں کے سروں پر چھلکے زیادہ خشک ہوتے ہیں۔ یہ بات توجہ میں رکھنے کی ہے کہ چنبل کی بیماری میں بھی چھلکے نکلتے ہیں۔ مگر وہ تعداد میں بہت زیادہ ہوتے ہیں۔

علاج

بیماری کا سبب ابھی تک تعین نہیں کیا جا سکا۔ اگر اسے بفہ کے ساتھ شامل کر لیں تب بھی بات وہیں رہتی ہے۔ کیونکہ بفہ کا سبب بھی معلوم نہیں۔ اس لئے جو کچھ بھی علاج کی صورت کیا جاتا ہے وہ محض قیافہ پر مبنی ہے۔

زمانہ قدیم سے سیلی سلک ایسڈ کی مرہم جلد اور سر پر سے چھلکے اتارنے کے لئے استعمال ہوتی آرہی ہے۔ خالص ہو یا Whitfield مرہم کی شکل میں ہو اب بھی مفید سمجھی جاتی ہے۔

جدید ترین اضافوں میں کوئی بھی جراثیم کش شیمپو مفید ہے۔ جیسے کہ Zinc اور Selenium والے شیمپو جبکہ کولتار والے شیمپو زیادہ مفید اور محفوظ ہیں۔ عام طور پر ہفتے میں 3-2 مرتبہ یہ شیمپو استعمال کئے جاتے ہیں اور کنگھی کی احتیاط کی جاتی ہے کہ کسی دوسرے کے استعمال میں نہ ہو۔

طب نبویؐ

اگر بیماری کی بجائے علامات اور علاج مقصود ہو تو سر دھونے کے بعد زیتون کا تیل لگایا جائے۔ اگرچہ اصولی طور پر چکنائی اس بیماری میں نامناسب ہے۔ لیکن حیرت کی بات یہ ہے کہ یہ تیل سر کی جلد کو نرم کرنے کے بعد کسی برائی کا باعث نہیں ہوتا۔ مصری ڈاکٹر اس تیل میں کلونجی اور مہندی شامل کرتے آئے ہیں۔ ہم نے درج ذیل نسخہ استعمال کیا۔

برگ مہندی —— 30 گرام

روغن زیتون —— 300 گرام

ان کو 10 منٹ ابال کر چھان کر یہ تیل مسلسل لگایا تو چھلکوں سے نجات کے علاوہ بالوں کی افزائش نہ صرف بہتر ہوئی بلکہ سر کے سفید بال بھی سفید نہ رہے عام مریضوں کے لئے۔

کلونجی —— 50 گرام

برگ کاسنی —— 20 گرام

برگ مہندی —— 30 گرام

فروٹ کا سرکہ —— 500 گرام

کو پکا کر چھان کر استعمال کیا تو وہاں مزید علاج کی ضرورت نہیں پڑی۔

جسم کی خشکی ---------- .بفہ

SEBORRHOEIC DERMATITIS

یہ جلد کی ایک ایسی سوزش ہے جو مسامدار جگہوں پر ہوتی ہے۔ لیکن مساموں سے اس کا کوئی تعلق نہیں۔ یہ مردوں میں زیادہ ہوتی ہے۔ مگر بالعموم جب وہ کسی ذہنی دباؤ یا گھبراہٹ کا شکار ہوں۔ بنیادی طور پر یہ اگزیما ہی کی قسم ہے۔ مگر بدقسمتی سے اس کا سبب ابھی تک معلوم نہیں۔

30-20 سال پہلے یہ بیماری کافی کثرت سے ہوتی تھی۔ مگر اب اس کی شرح میں کمی آگئی ہے۔ خیال کیا جاتا ہے کہ یہ کمی صحت اور صفائی پر زیادہ توجہ سے ہوئی ہے۔ دوسرے الفاظ میں یوں کہا جا سکتا ہے کہ غلیظ جسم، صحت اور صفائی کے اصولوں سے نحراف

اس بیماری کا باعث ہو سکتے ہیں۔ موروثی اثرات کو بھی اس کا سبب بیان کیا جاتا ہے۔ مگر خلیوں کے معائنہ سے اس مفروضہ کو تائید میسر نہیں آسکی۔

یہ بیماری بنیادی طور پر مساموں سے تعلق رکھتی ہے۔ پیدائش کے فوراً بعد یوں تو بچے کے یہ گلینڈ بڑے فعال ہوتے ہیں۔ لیکن ماں کے دودھ کے دفاعی اثرات کی وجہ سے بچوں میں 12--9 سال کی عمر تک یہ بیماری نہیں ہوتی۔ اگرچہ یہ ان غدودوں کے فعل میں کمی اور زیادتی سے متاثر ہوتی ہے مگر تحقیق کرنے والوں کو دونوں کے درمیان کوئی رابطہ نہیں مل سکا۔ البتہ وہ بیماریاں جو دوران خون پر اثر انداز ہوتی ہیں ان کے درمیان اس میں اضافہ ہوتا ہے جیسے کہ دل کی بیماری' دل کی شریانوں میں بندش' بلڈ پریشر کی زیادتی وغیرہ۔

ذہنی دباؤ یا جب جان خطرے میں ہو تو یہ بیماری بڑھ جاتی ہے۔ جیسے کہ دوران جنگ فوجی سپاہی' کان کنی کے دوران کان کن۔ مگر ان کے برعکس کسان اس کا کم شکار ہوتے ہیں۔

علامات : جسم کے درمیان کے حصہ یعنی چھاتی' بغلوں' چہرے اور سر کے بالوں کے ارد گرد سرخ رنگ کے ایسے دھبے نمودار ہوتے ہیں جن میں زردی بھی نمایاں ہوتی ہے۔ مردوں میں چہرے اور کانوں کے پیچھے کے داغ بڑے نمایاں ہوتے ہیں۔ کیونکہ یہ بالوں والی جگہوں کو پسند کرتی ہے۔ مریض کے چہرے پر زردی چھائی ہوتی ہے۔ جلد دور سے بھی چمکتی ہے کیونکہ اس میں تیل کی طرح کی چکنائی دور سے نظر آسکتی ہے۔ مساموں کے منہ کھل کر بڑے ہو جاتے ہیں۔ ان پر چھلکے آجاتے ہیں۔ جن میں وقت کے ساتھ دراڑیں پیدا ہو جاتی ہیں۔ جن میں پیپ بھی پڑ سکتی ہے۔ سر کی جلد ہمیشہ زد میں آتی ہے۔ جہاں پر چھلکے' خشکی کے ٹکڑے' سرخی کے ساتھ خارش کرتے رہتے ہیں۔ اس کیفیت کو Dandruff کا نام بھی دیا گیا ہے۔ سر کی یہ خشکی وہاں سے بھنوؤں کی طرف آتی ہے۔ پلکوں اور آنکھوں کی طرف پھیلتی ہے یہ سوزش ادویہ سے ٹھیک نہیں ہوتی۔ ۔منہ عام حالات میں بھی پرانی اور زیادہ عرصہ تک رہنے والی بیماری ہے اور جو اس کی زد میں آجائے اس کی جان چھوٹنے میں نہیں آتی۔

ناف کے ارد گرد' بغلوں اور پیروں کی انگلیوں کے درمیان اس کی شکل پھپھوندی کی طرح کی ہو جاتی ہے۔ فرق صرف اتنا ہوتا ہے کہ داغ جدا جدا' ان پر خشکی' چھلکے اور آس پاس میں جلد پر چکنائی کا زور' بڑی عمر کے لوگوں' مردوں اور عورتوں میں چھاتی اور پیٹ کے زخم اگیزیما کی طرح بن کر رسنے لگ جاتے ہیں۔ چھاتی پر بیماری بالکل اس طرح پھیل جاتی ہے جیسے پھول کی پتیاں بکھر کر پھیلتی ہے۔ انگریزی میں پھول کی پتی کو Petal کہتے ہیں۔ اس لئے یہ کیفیت Petaloid Seborrhocic Dermatitis کہلاتی ہے۔

اس بیماری کے 68 مریضوں کا ایک درسی ادارے میں معائنہ کیا گیا اور ان میں مختلف علامات کی تقسیم' مردوں اور عورتوں میں اس طرح پائی گئی۔

	عورتیں	مرد
چھاتی پر پھول کی پتی کی مانند	x	8
کیل اور مہاسوں کی طرح	x	1
چھیپ کی طرح کے	2	4
کان اور سر کی جلد	3	6
بازو' گھٹنے' بغل کے جوڑوں میں	4	4
چہرے پر' ماتھا' داڑھی' ناک' آنکھوں کے ارد گرد	14	14
تمام جسم پر چھلکے اترنے	2	4
مغالطہ میں علامات کے قریب	1	1
=68	26	42

طب نبویؐ

بفہ کا باعث جلد میں چکنائی کی زیادتی ہے۔ مگر بدقسمتی یہ ہے کہ ہمارے ملک میں لوگ اسے خشکی کہتے ہیں۔ سر میں خشکی کی تشخیص کے بعد خوب تیل لگایا جاتا ہے۔ زخموں کے ساتھ کے خشک دانے اور چھلکے تیل میں حل ہو جاتے ہیں۔ اکثر مریض تیل لگا کر بڑے خوش ہوتے ہیں کہ انہوں نے تیل لگا کر اپنی خشکی دور کر لی۔ مگر ہوتا یہ ہے کہ تیل لگانے سے بیماری کی ظاہری علامات دور ہو جاتی ہیں۔ دو ایک دن بعد بیماری پھر سے ظاہر ہوتی ہے۔ مگر پہلے سے زیادہ کیونکہ تیل نے اسے پھلنے پھولنے کا موقعہ مہیا کر دیا۔

ایک نوجوان کا اس بیماری کے سلسلہ میں علاج کیا جا رہا تھا۔ اس کی والدہ کو تاکید کی گئی کہ اس کے سر پر تیل نہ لگایا جائے۔ وہ کسی کی کنگھی استعمال نہ کرے۔ اور کوئی اس کی کنگھی استعمال نہ کرے۔ ایک روز وہ نوجوان راستے مل گیا۔ سر پر اتنا تیل لگا تھا کہ ٹپکنے کے قریب تھا۔ بلکہ چہرے پر بھی تیل لگا ہوا تھا

اگلی ملاقات پر اس کی والدہ نے بتایا کہ ہدایات برحق سہی۔ لیکن وہ لڑکے کی گالوں پر خشکی کے نشان دیکھنے کو تیار نہیں۔ علاج ہوتا رہے گا مگر وہ چہرے پر تیل ضرور لگائیں گی اور خشک بالوں سے وہ باہر جاتا اچھا نہیں لگتا۔۔۔۔۔۔

برطانیہ کے ماہرین مشورہ دیتے ہیں کہ مریض زیادہ دیر آرام کرے۔ جذباتی ہیجان اور تفکرات سے بچتا رہے۔ غذا اور جسم کی صفائی پر خصوصی توجہ دی جائے۔ مقامی طور پر لگانے کے لئے Sulphur + Ichthammol کی کریم لگائی جائے۔ اگر اس دوران داغوں میں سوزش ہو جائے تو اس کا جراثیم کش ادویہ سے علاج کیا جائے۔

مقامی طور پر کورٹی سون کی مرہمیں، جن میں جراثیم کش ادویہ بھی شامل ہوں بہترین

ہیں جیسے کہ Nerisone کریم، مگر یہ یاد رہے کہ اس قسم کے علاج اس بیماری سے جان چھڑانے کا ذریعہ نہیں ہوتے۔ ان سے تکلیف کی شدت میں صرف عارضی کمی آسکتی ہے۔

Calamine Lotion ایک مشہور دوائی ہے جس سے وقتی فائدہ لیا جاسکتا ہے۔

Aluminium acetate کا 5% لوشن بھی مفید ہے۔

مقامی طور پر لگانے کے لئے مندرجہ ذیل نسخہ بھی مفید ہیں۔

Calamine Powder 15 فیصدی

Zinc Oxide 5 فیصدی

Glycerine 5 فیصدی

Water 100 فیصدی

ایسے لوشن لگانے سے پہلے اگر جلد پر 1:1000 طاقت کا پوٹاشیم پر میگنیٹ لوشن لگا لیا جائے تو بعد میں ہونے والی سوزش سے بچاؤ بھی ہو جاتا ہے۔

سر میں لبغہ: ایک مشکل مگر اہم مسئلہ ہے۔ جس پر اشتہار بازوں نے بڑی توجہ کی ہے۔ بازار میں پچاسوں لوشن اور شیمپو اس غرض سے مل رہے ہیں۔ جن کے اشتہارات دیدہ زیب اور دنوں میں خشکی کو بھگانے کا دعویٰ رکھتے ہیں۔

اتفاق سے ایسے تمام لوشن وقتی فائدہ دیتے ہیں۔ کچھ نقصان دہ بھی ہوتے ہیں۔ مگر چند دنوں کے بعد تکلیف پھر سے عود کر آتی ہے۔ بلکہ بالوں کا رنگ خراب ہو جاتا ہے۔

ہمارے ایک ڈاکٹر دوست کے بال بڑے خوبصورت اور سنہری تھے۔ سر میں خشکی اکثر رہتی تھی۔ وہ ایک مشہور شیمپو لے آئے۔ پچھلے بیس سالوں سے استعمال کر رہے ہیں۔ خشکی ثابت قدمی سے قائم ہے۔ البتہ اس کو لگانے سے بال جلد سفید ہو گئے ہیں اب خشکی کے شیمپو کے ساتھ ایک عرصہ سے سر پر خضاب بھی لگاتے ہیں۔

ہمارے ان دوست کا کہنا ہے کہ سر میں سیکری یعنی بغہ کے لئے بہترین نسخہ یہ مرہم ہے۔

Salicylic Acid 2فیصدی

Sulphur Sublime 2فیصدی

Aqueous Cream 100فیصدی

بالوں کی جڑوں اور سر کی جلد میں یہ کریم لگانے کے لئے کم از کم آدھ گھنٹہ کا وقت اور اسے سر میں لگانے والے کسی رضاکار کی ضرورت رہتی ہے۔ چونکہ ان کو ہمیشہ مرھم لگانے والا نہیں ملتا اس لئے وہ شیمپو پر گزارا کرتے ہیں جس نے ان کے بال سفید کر دیئے۔

طب نبویؐ

طب نبویؐ کے ذریعہ بیماریوں کے علاج میں ہمارا سب سے لمبا مشاہدہ اسی بیماری کا ہے پچھلے 15 سالوں میں ہم نے اس کے کم از کم 4500 مریض اس کے دیکھے ہیں۔ جن میں سے صرف 6 ایسے ہیں جن کے بارے میں ہمارا نسخہ کامیاب نہ ہوا اور ہمیں علاج تبدیل کرنا پڑا۔ مگر یہ بات توجہ میں رہے کہ اس بیماری کا ابھی تک سبب معلوم نہیں اور اس کے جتنے بھی علاج کئے جا رہے ہیں' ان میں سے کسی ایک کے بارے میں کوئی بھی ڈاکٹر 50 فیصدی نتائج کا اطمینان بھی نہیں دلا سکتا۔ جس بیماری کا نہ تو سبب معلوم ہے اور نہ ہی علاج اگر اس کے آدھے مریض بھی شفایاب ہو جائیں تو یہ بہت بڑا معجزہ ہوتا ہے۔ ابتدا میں یہ نسخہ استعمال کیا گیا۔

قسط شیریں	<—— 20 گرام
حب الرشاد	<—— 20 گرام
سناء مکی	<—— 10 گرام

صعتر فارسی ——> 10 گرام

ان کو پیسنے کے بعد 900 گرام سرکہ فروٹ میں 5 منٹ ابالنے کے بعد چھان لیا گیا۔ یہ لوشن روزانہ لگایا جاتا رہا۔ جسم کے بغل پر تو یہ نسخہ اکثر مفید رہا۔ مگر کچھ مریض ایسے تھے جن میں نسخہ کی تبدیلی کی ضرورت پڑ گئی۔ اس کے علاوہ ان مریضوں کو حسب حال انگریزی دوائیں دی گئیں۔ لیکن ان سے نہ تو مریض مطمئن تھے اور نہ ہی ہمیں ان پر یقین تھا۔ کئی دوستوں سے مشورہ کیا گیا۔ احادیث نبویہ کا بار بار مطالعہ کیا گیا۔ طب کی کتابیں دیکھیں۔ اور یہ نسخہ ترتیب پایا۔

برگ حنا ——> 16 گرام

کلونجی ——> 16 گرام

حب الرشاد ——> 16 گرام

سناء مکی ——> 16 گرام

آملہ ——> 16 گرام

ان کو سرکہ فروٹ کی بوتل میں بالائی نسخہ کے مطابق ابال کر استعمال کیا گیا۔

اس نسخہ میں آملہ ایک نئی چیز ہے۔ جس کا تذکرہ طب نبویؐ سے متعلقہ دواؤں کی فہرست میں نہیں۔ آملہ کو اس نسخہ میں شامل کرنے کا مشورہ محترمہ پروفیسر زاہدہ میر صاحبہ کا تھا۔ ان کو علم طب کی استاد اور خاتون ہونے کی مناسبت سے بالوں پر آملہ کے اثرات اور فوائد کا بڑا یقین تھا۔ مگر ہم ان نسخوں میں کسی بھی ایسی دوا کو شامل رکھنے پر تیار نہ تھے جس کی سند بارگاہ نبوت سے میسر نہ ہو۔ اتفاق سے ان ہی دنوں حضرت مولانا عطاء اللہ حنیفؒ کی ذاتی لائبریری سے محمد احمد ذہبیؒ کی طب نبویؐ میسر آگئی۔ ذہبیؒ نے "اجاص" نام کی کسی چیز کا تذکرہ کیا ہے۔ سیاق و سباق سے وہ آملہ سے ملتی جلتی ہے۔ اگرچہ لوگوں نے اسے آلو بخارا قرار دینے کی کوشش بھی کی ہے۔ مگر ہمارے خیال میں آملہ والی بات درست ہے۔ کیونکہ اس کے

فوائد وہی ہیں جو آملہ کے بارے میں مشہور ہیں۔

اس دوائی کو استعمال کرتے آج 10 سال سے زائد کا عرصہ ہو چکا ہے۔ کبھی کبھی سوزش کے لئے کسی علیحدہ دوائی کے علاوہ نسخہ میں ترمیم کرنے کی کبھی ضرورت نہیں پڑی اور اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے اس کی افادیت کا پورے وثوق سے دعویٰ کیا جا سکتا ہے۔

بالوں کا گرنا ALOPECIA

بال گرنے کے بعد سر میں نمودار ہونے والے گنج کی دو شکلیں ہیں۔ بلکہ یہ شکلیں اسباب کے مطابق مرتب پاتی ہیں۔ نامکمل گنج، جس میں کہیں بال اور کہیں گنج، دوسری میں پورا سر متاثر ہو کر صاف ہو جاتا ہے۔ مکمل گنج سر تک محدود رہتا ہے۔ لیکن یہ بھی ممکن ہے کہ بال گرنے کی کیفیت پورے جسم کو اپنی لپیٹ میں لے لے۔

بال جلد میں نصب ہوتے ہیں۔ اکثر اوقات بال گرنے کے بعد وہ خانہ جس میں بال نصب تھا اپنی اصلی حالت میں اگلے بال کا منتظر رہتا ہے۔ ایسے حالات میں علاج اور دیگر کوششوں سے نئے بال پیدا ہونے کا امکان موجود رہتا ہے۔ دوسری صورت میں جب کوئی بال گرا تو اس کا مولد یعنی خانہ جسم نے خالی نہ رہنے دیا۔ وہ بھر گیا اور اب اس جگہ سے بال پیدا ہونے کا امکان ختم ہو گیا۔ اس کیفیت کو Cicatrical Alopoecia کہتے ہیں۔ بال گرنے کی وجہ جب جلد میں سوزش والی کوئی بیماری ہو تو سوزش کے زخموں کو بھرنے کے لئے جسم ایسی چیزیں استعمال کرتا ہے جن میں بال اگانے والے خانے نہیں ہوتے۔ اس لئے مرمت کے بعد آنے والی نئی جلد سے بال پیدا کرنے ممکن نہیں۔

پروفیسر طاہر سعید ہارون نے بال گرنے کے اسباب کی ایک بڑی عمدہ فہرست تیار کی ہے۔ وہ پیش ہے۔

:CICATRICIAL ALOPOECIA

1- چوٹ-زخم

2- سوزشیں' جلد کی دق' وائرس کی بیماریاں' پھوڑے' پھنسیاں' جلد کی سوزش' کار بنکل' کوڑھ' آتشک' آبلوں والی بیماریاں' لاہوری پھوڑا۔

3- سر میں پھپھوندی کی وجہ سے Kerion اور Favus

4- کینسر

5- جلد کی انحطاطی بیماریاں جو کہ جسم کو بھی متاثر کرتی ہیں۔

6- سر میں ایکسرے' ریڈیم یا اٹامک شعاعیں لگنا۔

ان تمام وجوہات کے بعد ہونے والے گنج کے سلسلہ میں طب جدید کسی علاج کو بے کار تصور کرتی ہے۔ اور یہ مشورہ دیا جاتا ہے۔ کہ ایسے مریضوں پر کوشش نہ کی جائے۔

:NON CICATRICIAL ALOPOECIA

1- بال چھڑ

2- پھپھوندی سے پیدا ہونے والی سوزشیں

3- معمولی چوٹ

4- نوجوان لڑکیوں کے گرنے والے بال

5- بڑھاپا

6- غدودوں کی گڑ بڑ سے پیدا ہونے والی بیماریوں میں بال مرض کی علامت کے طور پر گرتے ہیں۔

7- زچگی کے بعد گرنے والے بال۔

8- بالوں اور جلد کی بیماریاں

9- جسم کے دوسرے حصوں پر کینسر

10- کینسر کے علاج میں کام آنے والی ادویہ۔ دل کی بیماریوں میں خون کو پتلا کرنے والی دوائیں از قسم Warfarin--Heparin اور Thallium--Carbamizole وغیرہ۔

11- مردوں میں جنسی غدودوں کی سرگرمی سے پیدا ہونے والی کیفیت۔

12- جسم کو کمزور کر دینے والی بیماریاں تپ دق' انفلوئنزا اور آتشک کا دوسرا درجہ۔

پروفیسر صاحب کی فہرست میں ہم ایک اہم سبب کا اضافہ ضروری سمجھتے ہیں۔ وہ یہ ہے کہ جب کوئی حد سے زیادہ فکر کرتا ہے یا پریشان رہتا ہے۔ یا ٹھیک سے نیند نہیں لیتا تو اس میں دماغ پر بوجھ کی وجہ سے سر کا سارا خون دماغ کو چلا جاتا ہے۔ اس کے چہرے کے عضلات کو بھی خون کی مناسب مقدار میسر نہیں آتی اور اس کے چہرے پر زردی چھاتی رہتی ہے۔ اس کے ساتھ ہی سر کی جلد میں دوران خون کم ہو جاتا ہے اور بال اپنی کسی بیماری کے بغیر گرنے لگتے ہیں۔

بڑھاپے میں گنج جسمانی افعال کا حصہ ہے۔ لیکن اکثر مریضوں میں ہارمونوں کے اثرات اور عمر کے ساتھ خون کی نالیوں میں تنگی آجانے سے جلد کا اکثر حصہ اس ہیئت اور شکل پر قائم نہیں رہتا جو اس کا خاصہ تھا۔ ایسے بالوں کی اکثر جڑیں خلقی تبدیلیوں کی وجہ سے مسدود ہو جاتی ہیں اور کسی بھی کوشش میں ان سے بال پیدا نہیں کئے جاسکتے۔

پاگل پن کی مختلف بیماریوں میں کئی پاگل گنجے ہوتے ہیں۔ ان کے اور غیر گنجے پاگلوں کے چہروں کے تاثرات مختلف ہوتے ہیں۔ اس باب میں دماغی امراض کے ماہرین کا خیال ہے کہ وہ لوگ جو بات چیت کے دوران اپنے چہروں پر تیوری چڑھاتے ہیں اس کے نتیجہ میں ناک سے اوپر ماتھے میں واقع اعصاب کی شاخیں Supratrochlear Nerve اور Supra Orbital Nerve ہر وقت کی تحریک سے خیزش کا شکار ہو جاتے ہیں۔ جس کے ردعمل میں ماتھے اور اس کے اوپر کی خون کی نالیاں تنگ ہو جاتی ہیں۔ ماتھے کی خون کی نالیو

کے تنگ ہوجانے کی وجہ سے سامنے کے بال گرنے لگ جاتے ہیں۔

ان اعصاب کو بے کار کردینے کے لئے یہاں پر جب Novocaine کا انجکشن لگایا گیا تو سر کے سامنے والے حصے سے گرنے والے بال رک گئے۔ جس نے اس مفروضے کو درست ثابت کردیا۔

مردانہ گنج

MALE PATTEREN BALDNESS

مردانہ جنسی ہارمون سر کی جلد کے نیچے کی چربی کی تہہ کو گوارا نہیں کرتے۔ اگر ان کی زیادہ مقدار پیدا ہونے لگ جائے تو یہ بال گرانے کا باعث بن جاتے ہیں۔ اس قسم کا گنج خاندانی بھی ہوسکتا ہے۔ کچھ لڑکوں میں بلوغت کے ساتھ ہی بال گرنے شروع ہوسکتے ہیں۔ اور سامنے کی طرف کا کوئی حصہ خالی ہوجاتا ہے یا سر کے درمیان پچھلی طرف والی جگہ سے بال اڑتے ہیں۔ ورنہ عام طور پر اس مصیبت کی ابتداء 25 سال کے بعد ہوتی ہے۔ عمر کے ساتھ ساتھ گنج کے رقبہ میں اضافہ ہوتا جاتا ہے اور اکثر اطراف میں جھالر کے علاوہ سارا سر بالوں سے خالی ہوجاتا ہے۔

یہ بیماری 40 سال کی عمر کے بعد کچھ خواتین میں بھی ظاہر ہوتی ہے۔ جس کی ابتدا سر کے وسط اور سامنے سے ہوتی ہے۔ عورتیں عام طور پر پوری گنجی نہیں ہوتیں۔ اس لئے سر میں بالوں کے بغیر جزیرے اکثر مقامات پر نظر آتے ہیں۔

انگلستان کی ہیلتھ سروسز کے قانون کے مطابق ایسے گنجوں کو سرکاری خرچ پر مصنوعی بالوں کی وگ لگائی جاسکتی ہے۔ کیونکہ اس کا اور کوئی علاج ممکن نہیں۔

کچھ لوگ کہتے ہیں کہ بعض مریضوں کو Minoxidil کا لوشن باقاعدہ لگانے سے

فائدہ ہوتا ہے۔ لیکن ایسے مریضوں کی تعداد زیادہ نہیں۔

ALOPECIA AREATA بالچھڑ

یہ ایک ایسی بیماری ہے جس میں کسی خاص وجہ کے ظاہر ہوئے بغیر سر یا جسم کے بال گرنے لگ جاتے ہیں۔ یہ بال کسی مختصر سے علاقہ سے بھی گر سکتے ہیں یا پورے سر سے مریضوں کے خاندانوں کا مشاہدہ کرنے پر معلوم ہوا کہ 20-6 فیصد مریضوں کے خاندان بلکہ قریبی رشتہ دار بھی گنج میں مبتلا تھے۔

ذہنی تفکرات کو بھی اس کا باعث قرار دیا جاتا ہے۔

یہ بیماری ہر عمر میں شروع ہو سکتی ہے۔ پہلے ڈاکٹروں کا خیال تھا کہ ہسپتالوں میں جلدی بیماریوں کے علاج کے لئے آنے والے نئے مریضوں میں سے 2 فیصدی کے بال گرتے ہیں۔ لیکن اب کی صورت حال مختلف ہے۔ ہمارے اپنے مطب میں بالوں کے گرنے کی شکایت لے کر آنے والے مریضوں کی تعداد 10 فیصدی سے زیادہ ہے۔ اور حیرت کی بات یہ ہے کہ ان میں سے اکثر ایک خاص درسگاہ کے طالب علم ہوتے ہیں۔

ہماری ذاتی رائے میں اس اذیت کا شکار ہونے والوں کی اکثریت ڈاکٹروں کے پاس جانے کی بجائے نیم حکیموں اور اشتہار بازوں کے پاس جاتی ہے۔ اخبارات میں گنجے پن کے علاج کے سلسلہ میں مختلف اداروں کی جانب سے گارنٹی کے ساتھ علاج کے دعوے اکثر نظر آتے ہیں۔ اپنے اشتہار کو معتبر بنانے کے لئے مختلف ممالک سے درآمدہ ادویہ اور ماہرین کا تذکرہ بھی ملتا ہے۔ اکثر مریض اس اشتہار بازی کی زد میں آکر مستند اطباء کے پاس نہیں جاتے اور اپنا وقت اور سرمایہ ضائع کرتے ہیں۔

مرض کی ابتدا میں بال گرنے کی رفتار میں اضافہ ہوتا ہے۔ سر کی مالش اور رگڑائی

سے اور بال گرتے ہیں۔ اور اس طرح سر، داڑھی یا پلکوں میں بالوں کے بغیر قطعے نمودار ہوتے ہیں۔ خالی جلد صاف ستھری اور چمکدار نظر آتی ہے۔ خالی قطعوں کے کنارے سے بال اکھاڑ کر اگر ان کو محدب شیشہ سے دیکھا جائے تو ان کے سرے ڈنڈے کی طرح موٹے ہوتے ہیں جب بال ٹوٹ کر گریں تو ان کی شباہت ہاکی کی مانند ہوتی ہے۔

اگر سر کے بال مکمل طور پر گر جائیں تو اسے Alopecia Totalis کہتے ہیں اور اس کے ساتھ پورے جسم سے بال بھی گر جائیں تو یہ Alopecia Universalis ہے۔

بال گرنے کے ساتھ ناخنوں میں لمبائی کے رخ لکیریں پڑ جاتی ہیں۔ ان میں گڑھے بھی پڑ سکتے ہیں اور وہ معمول سے زیادہ موٹے ہو جاتے ہیں۔

اکثر مریضوں کو بال گرنے کے ساتھ آنکھوں میں موتیا بند بھی ہو سکتا ہے۔ جبکہ 4 فیصدی میں مبلبہری کی ابتدا بھی دیکھی گئی ہے۔

مریضوں کی تقریباً آدھی تعداد سال بھر کے بعد ٹھیک ہو جاتی ہے۔ جبکہ ٹھیک ہونے میں سے بھی 40-50 فیصدی کو یہی تکلیف 4-2 سالوں میں دوبارہ ہو جاتی ہے۔

علاج

چونکہ بیماری کا سبب معلوم نہیں۔ اس لئے علاج کا کوئی خاص فائدہ نہیں کورٹی سون کے مرکبات کو ایک عرصہ تک کھانے کے لئے دینے سے فائدے کا امکان ہے۔ لیکن اس دوائی کا زیادہ عرصہ تک جاری رکھنا کسی طور مناسب نہیں۔ خاص طور نو عمر لڑکوں کو اس کا استعمال ناخوشگوار نتائج کا باعث ہو سکتا ہے۔ Minoxidil کے لوشن کی بڑی شہرت رہی ہے لیکن اس جگہ وہ کسی عمدہ کارکردگی کا باعث نہیں ہوا۔

طب جدید میں Pilocarpine کے اثرات کے بارے میں یہ معلوم تھا کہ وہ بال اگانے کی صلاحیت رکھتی ہے۔ نئے ڈاکٹر اسے بھول چکے ہیں۔ ڈاکٹر گھوش نے اپنی علم الادویہ کی کتاب میں ایک نسخہ تجویز کیا ہے۔

Pilocarpine Nitrate	Grains-2
Tr. Cantharadis	Minims-30
Camphor	Grains-5
Acid Salicylic	Grains-5
Glycerine	Drachms-2
Aqua Rose	Ounces-4

اس نسخہ میں کافور کا اضافہ ہم نے کیا ہے۔ یہ جلد میں معمولی جلن اور سرخی پیدا کر کے دوران خون میں اضافہ کرتے ہوئے بالوں کی جڑوں کو بال پیدا کرنے کے لئے خام مال مہیا کر دیتا ہے۔ جبکہ پائیلو کارپین بالوں کی پیدائش میں تحریک کا باعث ہوتی ہے۔

—— جرمنی سے شہد کی مکھی کے ڈنگ کا املشن Forapin Liniment کے نام سے آیا کرتا تھا۔ ہم نے سینکڑوں مریضوں کو یہ نسخہ دیا اور اکثر کو فائدہ ہوا۔

—— سر کی جلد میں Solucortef --Decadron کے انجکشن پھیلا کر لگانا اکثر مفید رہتا ہے۔ اور بال اگ آتے ہیں۔

ترکیب خواہ کوئی بھی استعمال کریں اکثر اوقات بال پیدا ہونے کے بعد دوبارہ گر جاتے ہیں۔

عورتوں میں گنج

خیال کیا جاتا ہے کہ عورتیں عام طور پر گنجی نہیں ہوتیں۔ کیونکہ ان کی سر کی جلد کے نیچے چربی کی تہہ Insulator کا کردار رکھتی ہے۔ لیکن نامعلوم وجوہات یا بعض اوقات ان کے خون میں Androgens کی زیادتی یا ہارمونوں کے پیچیدہ الجھاؤ کے باعث اکثر اوقات نوجوان خواتین کو مکمل طور پر گنج میں مبتلا دیکھا گیا ہے۔

ڈاکٹروں کا خیال ہے کہ مانع حمل گولیوں سے بھی یہ حادثہ ہو سکتا ہے۔ مگر ہم نے جتنی عورتیں دیکھیں وہ سب غیر شادی شدہ تھیں۔ حدیث شریف میں ایک خاتون کا ذکر ملتا ہے جن کے بال خسرہ کی وجہ سے گر گئے تھے اور بالکل گنجی تھیں اور وہ شادی شدہ نہ تھیں۔

حیرت کی بات یہ ہے کہ ہم نے مکمل طور پر گنجی خواتین کو خوش شکل اور قد آور دیکھا ہے ان کو دیکھنے سے کسی خلقی کمی کا احساس نہ ہوتا تھا۔ اس لئے ان کے علاج کے سلسلہ میں ہم نے کسی فضول ٹیسٹ کروانے کی ضرورت محسوس نہ کی۔

ان کے علاج طب نبویؐ کے مطابق کیا گیا۔ لیکن معاملے کی نزاکت کے پیش نظر ان کے سروں کی جلد میں Solu Cortef کے ٹیکے بھی لگائے گئے۔ چند ایک کی بھنوئیں بھی نہ تھیں۔ مگر ان کو زیادہ توجہ نہ دی گئی۔

بالوں کی پیوند کاری

HAIR GRAFTING

آج کل گنجے سروں پر بالوں کی پیوند کاری کو بڑی شہرت حاصل ہے۔

اکثر لوگوں کو گنج سر کے درمیانی حصہ میں ہوتا ہے اور اطراف کے بال باقی رہ جاتے ہیں۔ پلاسٹک سرجن تندرست بالوں کو کھال سمیت کاٹ کر گنج والی جگہ پر اتنی سائز کی جلد کاٹ کر قطعہ بنا کر لگا دیتے ہیں۔ یہ عمل اصولی طور پر بالکل اسی طرح ہے جیسے کہ چاول کے پودوں کی پنیری کو نرسری سے نکال کر کھیت میں لگا دیا جاتا ہے۔

عملی طور پر کاغذ میں سوراخ کرنے والے پنچ Paper Punch کی مانند کے ایک اوزار سے گنج میں سوراخ کر کے جلد کا ایک 5--3 ملی میٹر کا ٹکڑا کاٹ کر نکال دیا جاتا ہے۔ پھر

اسی نمبر کے پنچ سے بالوں والی جگہ سے اتنا بھی ٹکڑا نکال کر اس کو فارغ البال حصہ پر لگا دیا جاتا ہے۔ ایک اچھا سرجن عام طور پر ایک دفعہ میں 6--5 ایسی "پنیریاں" لگاتا ہے۔ یا یہ کہ اکثر مریضوں کی قوت برداشت یہاں تک ہی متحمل ہو سکتی ہے۔

یہ عمل تقریباً ایک ماہ کے وقفہ کے بعد دہرایا جاتا ہے اور اس طرح تھوڑا تھوڑا کر کے سر کے بیشتر حصے پر نئے بالوں کی کاشت کر دی جاتی ہے۔ اس عمل کی مشکلات یہ ہیں۔

1- بار بار اذیت اور اخراجات بہت زیادہ ہیں۔

2- متعدد مرتبہ کے آپریشن کے بعد سوزش اکثر ہو جاتی ہے اور کچھ "پنیریاں" خراب ہو جاتی ہیں۔

3- سوزش کو روکنے اور ختم کرنے کے لئے جراثیم کش ادویہ کی بھرپور مقدار اندرونی مسائل اور پھپھوندی کی افزائش کا باعث ہو سکتی ہے۔

4- وہ اسباب جنہوں نے پہلے بال گرائے تھے بدستور موجود ہوتے ہیں۔ اس لئے نئی کاشت بھی متاثر ہو جاتی ہے۔

5- اتنے مہنگے' اذیت ناک عمل جراحی کے بعد اکثر اوقات 5-3 سال میں دوبارہ گنج اپنی لپیٹ میں لے لیتا ہے۔

اگر اتنی خواری ہی کرنی ہے تو اس سے بہتر مصنوعی بالوں کی وگ ہے۔ جسے نبی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے ناپسند فرمایا ہے۔ کیونکہ ان کی رائے میں ہم اس کا علاج بالا دویہ کر سکتے ہیں۔

طب یونانی اور گنج

طب جدید کی افسوسناک ناکامی کے بعد لوگ اپنی اس مصیبت کے حل کے لئے دوسرے راستے تلاش کرنے پر مجبور ہو گئے ہیں۔ مردوں کے سروں پر ہونے والے گنج کے

بارے میں ایک واضح جواب میسر ہے کہ اس کا کوئی علاج ممکن نہیں۔

اگر اس کا کوئی علاج نہیں ہے تو یہ ہر ڈاکٹر کا فرض بن جاتا ہے کہ وہ راستہ تلاش کرے۔

اطباء قدیم نے گرتے بالوں اور سر میں ہونے والے گنج کے لئے بڑے شاندار علاج تجویز کئے ہیں۔ علم طب کے ایک جید استاد ابن میل تجویز کرتے ہیں۔

1- بورہ افریقی 2 تولہ - نوشادر 1 - تولہ کو پیس کر توے پر جلالیں۔ اس راکھ کو سرکہ میں حل کر کے گنج پر لگائیں۔

2- روغن گل میں ہم وزن سرکہ ملا کر باقاعدگی سے سر میں لگائیں۔

3- لہسن میں ہم وزن نمک اور افنستین پیس کر ملادیں۔ اس مرکب میں سرکہ ملا کر لئی سی بنالیں۔ گنج پر لگائیں۔

4- ادرک کا پانی نکال کر اس میں ہم وزن سرکہ ملا کر لگایا جائے۔

5- مکھیاں جلا کر ان کی راکھ کو شہد میں ملا کر گنج پر لگایا جائے۔

6- ابہل کو توے پر جلا کر سرکہ میں ملا کر لگائیں۔

7- بکری کا کھر جلا کر اس کی راکھ کو سرکہ میں حل کر کے گنج پر لگائیں۔

8- گنج کا قطعہ اگر بڑا نہ ہو تو اس کو کھردرے کپڑے سے رگڑ کر جگہ کو سرخ کرلیں۔ پھر اس مقام پر روغن گل اور سرکہ ہم وزن ملا کر لگائیں۔

9- علامہ طبری مشورہ دیتے ہیں کہ بورہ ارمنی کو باریک کر کے سکنجبین میں ملا کر لگایا جائے۔

10- مازوئے خورد کو جلا کر اس کی خاک وسمہ کے پتے پیس کر دنبے کی چکی ابال کر اس کی چربی میں حل کر کے لگایا جائے۔

(ہمارے خیال میں اس نسخہ کو دنبے کی چکی کی چربی کی بجائے سفید و-سلین یا لیکوئیڈ

پیرافین Liquid Paraffin میں حل کرنا بھی مفید ہوگا۔)

11- کاغذ جلا کر اس کی راکھ کو سرکہ میں حل کر کے لگایا جائے۔

12- اخروٹ کا مغز نکال کر اس کو روغن زیتون کے ساتھ پیس کر لگایا جائے۔

3- ایک چھٹانک مہندی کے ساتھ ادھ چھٹانک پرسیاشاؤں پیس کر اسے مولی کے پانی میں حل کر کے لگایا جائے۔

(اطباء قدیم نے بال اگانے میں پرسیاشاؤں کو بڑی مفید قرار دیا ہے۔)

14- سیاہ مرچ' جائفل' لونگ ہم وزن پیس کر پانی میں گھول کر لیپ کیا جائے۔

15- اجوائن' تخم سویا' سیاہ مرچ پیس کر پانی میں حل کر کے لگائے جائیں۔

16- خبث الحدید کو دوگنے سرکہ میں ملا کر اتنا پکایا جائے کہ سرکہ آدھ رہ جائے۔ یہ لگایا جائے۔

یہ نسخے عام حکماء سے حاصل نہیں کئے گئے۔ یہ تمام نسخے بو علی سینا۔ طبری۔ محمد بن ذکریا اور اکبر ارزانی جیسے ثقہ استادوں کی بیاضوں سے لئے گئے ہیں۔ ہم نے ان میں سے کچھ استعمال ہوتے دیکھے ہیں۔ اور ان کی افادیت کی تصدیق کر سکتے ہیں۔ البتہ کچھ مشتبہ بھی ہیں۔

ان نسخوں میں دلچسپ بات یہ ہے کہ 17 میں سے 15 ادویہ کے اجزا طب نبویؐ سے لئے گئے ہیں۔ بو علی سینا میں یہ عجیب قابلیت تھی کہ اس نے طب نبویؐ کا بڑی گہرائی سے مطالعہ کیا تھا اور اس کے اکثر علاج ان ہی ادویہ پر مبنی تھے۔ ابن القیمؒ اپنے ملاحظات میں سے اکثر کے دوران بو علی سینا کے تجربات کا حوالہ دیا کرتے ہیں۔

اگر یہ نسخے مفید ہیں تو ان کی افادیت بھی طب نبویؐ ہی سے متعارلی گئی ہے ان میں سے اکثر نسخوں میں افادی بات یہ ہے کہ بال اگانے کے ساتھ ساتھ یہ جلد کی اکثر بیماریوں کو خاص طور پر پھنسیوں' بفعہ Seborrhoeic Dermatitis اور پھپھوندی کی سوزشوں میں سے Favus-Kerion کا بھی مکمل علاج ہیں۔

ان میں استعمال کرنے کے سلسلہ میں افادیت میں اضافہ کرنے کے لئے یہ نسخے بدل بدل کر استعمال کئے جائیں۔

طب نبویؐ

طب یونانی میں گنج کے علاج میں یہ بات سامنے آئی کہ بال اگانے۔ سر کی خشکی اور پھپھوندی کے علاج میں ہر جگہ سرکہ استعمال کیا گیا۔ بیماریوں کے علاج کے سلسلہ میں نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جو بیش بہا تحائف طب کو مرحمت فرمائے ان میں سرکہ بڑی اہمیت کا حامل ہے۔

پرانی کتابوں میں ہی نہیں بلکہ توریت۔ زبور اور انجیل مقدس میں سرکہ متعدد مقامات پر مذکور ہے۔ لیکن وہ ہر جگہ بطور خوراک استعمال ہوا۔ حضرت مسیح علیہ السلام کی مفروضہ پھانسی کے موقعہ پر ان کو اسفنج کو سرکہ میں بھگو کر چسایا گیا۔ لیکن اسے مشروبات کی فہرست سے ادویہ میں شامل کرنے کا کارنامہ حضور اکرمؐ کا ایک عظیم طبی احسان ہے۔

جلد کی خرابیوں کی وجہ سے جب بال گر رہے ہوں یا سر پر پھنسیاں نکل رہی ہوں تو مہندی کو پیس کر سرکہ میں حل کرکے سر پر لیپ کرنا ایک مکمل اور مفید علاج ہے۔ سرکار دو عالم نے مہندی کو زخموں کا علاج بتا کر اپنے گرامی احسانات میں ایک اور اضافہ فرمادیا۔

بو علی سینا نے سر کے بالوں کے گرنے کے لئے جو دلچسپ نسخے تجویز کئے ہیں۔ ان میں سے چند ایک طب نبویؐ سے مستعار ہیں۔

1- کلونجی کو جلا کر اس کی راکھ زیتون کے تیل میں حل کرکے لگائی جائے۔

2- محمد بن زکریا نمک پیس کر اس کو سرکہ میں ملا کر لگانے کی تجویز کرتے ہیں۔ نمک کو دوائی قرار دینا بھی سرور کائناتؐ کا احسان ہے۔

حضور اکرمؐ نے کلونجی کو ہر مرض کا علاج قرار دیا ہے۔ اور تقریباً اسی قسم کے

ارشادات کاسنی اور سنا کے بارے میں میسر ہیں۔ ان تینوں کو کسی بھی جلدی بیماری میں پورے اعتماد کے ساتھ لگایا جاسکتا ہے۔ خاص طور پر ان بیماریوں میں جن میں جلد پر چھلکے آگئے ہوں۔

حضرت عبداللہ بن عباسؓ روایت فرماتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

خیر اکحالکم الاثمد - یجلوا البصر - و ینبت الشعر۔
(ابنِ ماجہ - ترمذی - مسند احمد - ابنِ حبان - الحاکم - الطبرانی)

(تمہاری آنکھ میں ڈالنے والی دواؤں میں سے سب سے اچھا اثمد ہے۔ یہ بینائی کو روشن کرتا ہے۔ اور بال اگاتا ہے۔)

سرمہ بلاشبہ بال اگانے کی ایک معتبر اور قابل اعتماد دوائی ہے۔ نظر کی کمزوری کے لئے لوگ جب آنکھوں میں سرمہ ڈالتے ہیں تو بینائی میں بہتری کے ساتھ پلکیں بھی لمبی ہو جاتی ہیں۔

جب نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا کسی چیز کے بارے میں واضح ارشاد موجود ہو تو پھر اس کا جواز تلاش کرنے کی ضرورت باقی نہیں رہتی۔ ہم کو بحث اور دلائل میں پڑے بغیر یہ تسلیم کرلینا چاہئے کہ سرمہ بال اگاتا ہے دیکھنے والی بات صرف اتنی ہے کہ اسے کس مقدار میں اور کیسے استعمال کیا جائے؟

ایک صاحب سرمہ کے پتھر کو پیس کر لیموں کے پانی میں کھرل کرتے تھے اور پھر السی کے تیل میں ملا کر مریضوں کو لگواتے تھے۔ اس طریقہ سے سرمہ حل پذیر نہیں ہوتا تھا۔ بدقسمتی سے وہ یہ نہیں جانتے تھے کہ اس کے اثر کرنے کا طریقہ کیا ہے؟ ان صاحب کے کچھ مریض ٹھیک بھی ہوئے لیکن عام نتائج زیادہ اچھے نہ تھے۔

ایسے طبیب بھی دیکھے گئے جو آنکھ میں ڈالنے کے لئے تیار شدہ سرمہ سر پر ویسے ہی چھڑک دیتے تھے۔ اس ترکیب سے سرمہ زیادہ دیر تک جلد سے تعلق میں نہیں رہ سکتا۔

سرمہ کے بارے میں سب سے بڑی مشکل یہ ہے کہ بازار میں خالص سرمہ نہیں ملتا۔ لوگ سرمہ کے نام سے جو اشیاء فروخت کرتے اور ان کی افادیت پر اصرار کرتے ہیں وہ کیمیاوی طور پر اثمد نہیں ہوتا۔ نبی صلی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے واضح طور پر اثمد ہی ارشاد فرمایا ہے۔ جو کہ کیمیاوی طور پر دھات Antimony کا زمین سے نکلنے والا ORE ہے۔ اور یہ خالص شکل میں بازار سے دستیاب نہیں ہوتا۔ بازار سے ایک صاحب بڑی خوبصورت ڈلیاں لائے۔ اسی دکان پر جاکر اس کا ڈبہ دیکھا تو وہ مراکش سے آیا ہوا سکہ کی کچ دھات تھی اور لکھا تھا Led ORE ظاہر ہے کہ یہ چیز ہمارے مقصد کی نہ تھی۔

کیمیاوی طور پر سرمہ Antimony Sulphide ہے۔ بازار میں یہ کیمیکل کے طور پر سائنسی سامان والی دکانوں سے مل سکتا ہے۔ ہم نے اسے حاصل کر کے مختلف تجربات کے بعد زیتون کے تیل میں 2% حل کیا اور استعمال شروع کردیا۔ بال گرنے کے متعدد اسباب ہیں۔ جن اقسام میں جلد کی ہیئت تبدیل نہیں ہوتی اور اس پر زخموں کے نشان نہیں بنے، ان تمام اقسام میں یہ نہایت مفید رہی۔

زخموں کے نشان والی اقسام میں اس کا فائدہ یہ ہوا کہ بدنما ابھار جاتے رہے۔ کیا وہاں پر بھی بال اگ سکتے ہیں؟ یہ ایک لمبا مشاہدہ اور مطالعہ ہوگا۔ جس کی اس مرحلہ پر اطلاع دینی ممکن نہیں۔

Antimony Sulphide کا زیتون کے تیل میں 2% مرکب یقینی طور پر بال اگا سکتا ہے۔

بالوں کا سفید ہونا

GREYING OF HAIR CANITIES

بالوں کا عمر کے ساتھ سفید ہونا ایک معمول کی حقیقت ہے۔ یہ سفیدی عمر کا تقاضا ہونے کے ساتھ کبھی بیماریوں کی علامت بھی ہو سکتی ہے۔ وقت سے پہلے سفید ہونا بھی ایک ایسا سانحہ ہے جسے کوئی بھی خوشی سے قبول نہیں کرتا۔ بالوں کا سفید ہونا خواہ کسی عمر میں ہو، اکثر لوگ اسے پسند نہیں کرتے۔ اور خواہش یہ رہتی ہے کہ لوگ ان کو سفید داڑھی یا سر کی وجہ سے بوڑھا نہ سمجھیں۔

میڈیکل کالج میں ہمارے ساتھ ایک دوست تھے جن کے بال کالج ہی میں سفید ہو گئے تھے۔ دوست ان کو اکثر خضاب لگانے کا مشورہ دیتے تھے۔ ان کا کہنا تھا کہ سفید سر کی وجہ سے لوگ ان کو تجربہ کار ڈاکٹر سمجھیں گے۔ اس لئے انہوں نے بال کبھی سیاہ نہیں کئے۔

یہ حقیقت ہے کہ بعض چہروں پر سفید داڑھی بڑی بھلی لگتی ہے اور ان کی شخصیت میں وقار آجاتا ہے بالوں میں سفیدی کی ابتدا سر کے اطراف میں کنپٹی سے ہوتی ہے۔ اور آہستہ آہستہ اوپر کی طرف جا کر پورا سر سفید ہو جاتا ہے۔ خیال کیا جاتا ہے کہ سفیدی کے عمل میں بالوں سے رنگ گھل کر نکل جاتا ہے۔ ہمارے ایک دوست کے بالوں میں سفیدی بھنوؤں سے شروع ہوتی اور اس کے 25 سال بعد بھی سر میں پوری سفیدی نہیں آئی۔

یورپ میں مردوں کے اطراف میں سفید بال ان کے حسن میں اضافہ سمجھے جاتے

ہیں۔ سیٹورٹ گرینجر کا سراطراف سے سفید تھااور وہ امریکی فلموں کاایک بڑامقبول ہیرو تھا۔

بالوں کا اپنا رنگ سفید ہے۔ جلد میں موجود Melanocytes جب جلد کو رنگتے ہیں تو ساتھ ہی بالوں کو بھی رنگین بنا دیتے ہیں۔ جلد کے رنگ اور بالوں کے رنگ کے درمیان گہرا تعلق ہے۔ آج کل کی معلومات کے مطابق رنگ ایک دانے دار سفوف کی شکل میں بالوں میں پھیلا ہوا ہوتا ہے جو پیچیدہ کیمیاوی اعمال کے نتیجے میں تیار ہوتا ہے۔ بالوں کا رنگ مختلف اقوام اور آب وہوا کے مطابق مختلف ہوتا ہے۔

سکاٹ لینڈ کے 11 فیصدی باشندوں کے بالوں کا رنگ سرخ ہوتا ہے برطانیہ میں یہ شرح 3.7 فیصدی اور جرمنی کے 0.3 فیصدی لوگوں کے بال سرخ ہوتے ہیں۔ بالوں میں پایا جانے والا رنگ جلد کے رنگ Melanin سے قریب ہوتا ہے۔ لیکن سرخ بالوں میں اس کی ہیئت بدل کر Ery Thromelanin کی صورت میں ہوتا ہے جس کی ترکیب میں فولاد بھی شامل ہوتا ہے۔ سرخ بالوں کو دھوپ لگنے سے تکلیف ہو سکتی ہے۔ ان کو تپ دق اور جوڑوں کی بیماریاں دوسروں سے زیادہ ہو سکتی ہیں۔

بھورے بالوں میں رنگ کا نام Eumelanin ہے زرد اور Blond بالوں میں Phaeomelanin اپنا رنگ پیدا کرتی ہے۔

بالوں میں اگر کوئی بھی رنگ نہ ہو تو پھر Leucoderma-Albinism کے علاوہ بڑھاپے کی سی صورت حال پیدا ہو جاتی ہے۔ بالوں سے رنگ ایکسرے یا ایٹم کی شعاؤں سے بھی اڑ جاتا ہے۔ ایسی ادویہ بھی موجود ہیں جو بالوں سے رنگ اڑا کر ان کو قبل از وقت سفید کر سکتی ہیں۔

بالوں کی قبل از وقت سفیدی

جس طرح بعض لوگوں کی جلد سے رنگ اڑ جاتا ہے اور ان کے اجسام پر پھلبہری کے داغ پیدا ہو جاتے ہیں اسی طرح بالوں سے رنگ اڑ کران کو سفید کر سکتا ہے۔

میاں بیوی کے بال صحت مند اور ان میں کسی قسم کی کوئی جسمانی بیماری نہیں تھی۔ لیکن ان کے بڑے بیٹے کے بال 20 سال کی عمر میں سفید ہونا شروع ہوئے اور 25 تک سر اور داڑھی سفید ہو گئے اس کو بچپن میں جوڑوں کی بیماری ہوتی تھی جس کے لئے اسے عرصہ دراز تک اسپرین کھانی پڑی۔

اس کے چھوٹے بھائی کو کوئی بیماری نہ تھی۔ مگر سر کا بیشتر حصہ جوانی ہی میں سفید ہو گیا۔

ہر قوم اور نسل میں طبعی طور پر بال سفید ہونے کی اوسط عمر معلوم ہو چکی ہے (پاکستان کی نہیں) یورپی اقوام میں 50 سال کی عمر تک 50 فیصدی افراد کے بال سفید ہی ہو جاتے ہیں افریقی اقوام میں 53 ـــــ 43 سالوں کی عمر تک سفیدی آجاتی ہے۔ جاپانیوں میں بال سفید ہونے کی عمر 39--35 سالوں سے شروع ہو جاتی ہے۔ اس سارے پروگرام میں دلچسپ بات یہ ہے کہ عورتوں کے بال زیادہ دیر سے سفید ہوتے ہیں۔

لوگوں نے بالوں کی سفیدی کو روکنے یا قبل از وقت سفیدی کو ناپسند کرتے ہوئے یہ جاننے کی شدید کوششیں کی ہیں کہ سفیدی کیوں اور کیسے آتی ہے۔ سفید بالوں کا تفصیلی مطالعہ کیا جا چکا ہے۔ ان کی اندرونی صورت حال ٹھیک سے جانی جا چکی ہے۔ لیکن یہ صورت حال کیوں پیدا ہوتی ہے؟ ابھی معلوم نہیں۔ ابھی تک جن چیزوں کو مورد الزام ٹھہرایا گیا ان میں جسم کا اپنا دفاعی نظام بھی قصور وار پایا گیا ہے۔ اس کے اندر کچھ الجھی ہوئی تبدیلیاں ایسی

آتی ہیں کہ بال سفید ہونے لگتے ہیں۔

غدہ ورقیہ کی بیماری Hypothyroidism کے دوران بال جلد سفید ہو جاتے ہیں۔ خون کی کمی۔ دل کی بعض بیماریوں میں بال جلد سفید ہو جاتے ہیں۔ ماہرین نفسیات کا اصرار ہے کہ ذہنی بوجھ مایوسیوں۔ مسلسل گھبراہٹ۔ ذہنی خدمات کے بعد بال جلد سفید ہو جاتے ہیں۔

ہمارے ملک میں مشہور ہے کہ بال نزلے سے سفید ہو گئے۔ اس باب میں کوئی واضح ثبوت میسر نہیں۔ پرانے زکام میں مبتلا ہزاروں نوجوان دیکھے گئے ہیں۔ مگر ان کے بال سفید نہیں ہوئے۔ شاید ان میں سفید ہونے کی شرح دوسروں سے زائد ہو۔

ماہرین امراض جلد نے Poliosis نام کی ایک بیماری ایسی قرار دی ہے جس میں بالوں میں پایا جانے والا رنگ بنیادی طور پر ہی غائب ہوتا ہے۔ یہ کیفیت پورے سر میں بھی ہو سکتی ہے اور چند بالوں تک بھی محدود رہ سکتی ہے۔ اضافہ میں گنج بھی ہو سکتا ہے۔

بال گرنے کے ساتھ بقایا بالوں میں سفیدی آجانے کا امکان بڑھ جاتا ہے۔ وہ لوگ جو وزن کم کرنے کے سلسلہ میں چکنائیوں سے پرہیز کرتے ہیں ان کے بالوں کا رنگ ہلکا اور گنج بھی ہو سکتا ہے۔ ایسا معلوم ہوتا کہ چکنائیوں میں کچھ ایسی بھی ہیں جو بالوں کی صحت اور رنگ پر اثر انداز ہوتی ہیں۔ غذا میں لحمیات کی کمی سے بال کھردرے۔ خشک اور پتلے ہو جاتے ہیں۔ اس طرح تانبہ کی کمی بھی سفیدی کو قریب لاتی ہے۔ اس کے برعکس تانبہ کی صنعت میں کام کرنے والے کارکنوں کے بال وقت کے ساتھ سبز ہو جاتے ہیں۔ اس طرح معدنیات اور کیمیاوی صنعتوں میں کام کرنے والے کارکنوں کے جسم اور بالوں پر مختلف رنگ آسکتے ہیں۔

علاج

ایک عرصہ سے خیال کیا جاتا رہا ہے کہ حیاتین ب کے اجزاء میں Pantothenic Acid کی مسلسل کمی بالوں کو قبل از وقت سفید کر دیتی ہے۔ اسی خیال کو عملی صورت دیتے ہوئے قبل از وقت سفیدی کے مریضوں کو اس جوہر کی گولیاں مدتوں کھلاتی جاتی رہیں۔ ہم نے اپنے اکثر مریضوں کو یہ دوائی مدتوں کھلائی ہے۔ بیس سال کے طویل تجربات اور مشاہدات کے بعد بھی کوئی بات یقین سے کہنے کے قابل نہیں۔ بعض لوگوں کو خوب فائدہ ہوا۔ سفید بال 6-4 ماہ کے علاج سے رنگ بدل گئے۔ سوئٹزرلینڈ کی روش کمپنی کی Bepanthen گولیاں اور لوشن آیا کرتا تھا جو اکثر سفید رہتا تھا۔ اب وہ بند ہو گئے ہیں۔ Calcipant-t کے نام سے پاکسانی گولیاں دستیاب ہیں۔ غالبا وہ بھی بری نہیں۔

دو گولیاں روزانہ کم از کم چھ ماہ تک کھانے کے بعد فیصلہ کیا جا سکتا ہے کہ علاج کار آمد ہوا یا نہیں عام حالات میں کامیابی کے امکانات 30 فیصدی سے زیادہ نہیں۔

اب مغربی ماہرین بھی اس امر پر متفق ہیں کہ سفید بال خواہ عمر کے ساتھ آئیں یا قبل از وقت ان کا ایک ہی حل ہے کہ بال رنگ لئے جائیں۔ مگر اس کے ساتھ ساتھ غدودوں کے نظام کو بھی چیک کر لیا جائے کیونکہ کبھی کبھار یہ صورت حال Suprarenal یا Thyroid گلینڈز میں خطرناک بیماریوں کی وجہ سے ہوتی ہے۔

بال رنگنا HAIR COLOURING

بڑھاپے کو چھپانے کے لئے بالوں کو سیاہ کرنے کا شوق اگرچہ مردوں اور عورتوں میں

یکساں چلا آیا ہے لیکن تاریخی طور پر عورتیں اس کی زیادہ شوقین رہی ہیں۔ کیونکہ وہ عمر کو ظاہر کرنے پر کبھی بھی آمادہ نہیں ہوتیں۔ قدیم مصر کی خواتین اپنے بالوں کو مہندی سے اور اس کے بعد جڑی بوٹیوں کی آمیزش سے مختلف رنگوں میں رنگ لیا کرتی تھیں۔ اگرچہ چینی طبیب اور بادشاہ کیاٹ سنگ مہندی کو دوائی کے طور پر استعمال کرتا تھا لیکن چینی ثقافت کی تاریخ سے ان کو بال رنگتے دیکھا نہیں گیا۔

مغربی ممالک کی خواتین کے بالوں کو قدرت اور ان کے وارثی اثرات نے جو بھی رنگ دیا ہے وہ اس پر مطمئن' بھرپور جوانی میں بھی وہ اپنے بالوں کے رنگ میں تبدیلی کی خواہاں رہتی ہیں۔ حسن اتفاق سے جسمانی رنگ سفید ہونے کے باعث ان کے بالوں کے رنگ ہلکے ہوتے ہیں اس لئے وہ کسی اور رنگ کو آسانی سے قبول کر لیتے ہیں جبکہ پاکستانی عورتوں میں اکثریت کے بال گہرے رنگ کے ہوتے ہیں اور ان کو کسی ہلکے رنگ سے رنگنا آسان عمل نہیں۔

یوروپی ممالک میں بال رنگنے کا شوق خواتین تک محدود ہے۔ مردوں میں بال رنگنا مقبول نہیں۔ بلکہ امراء کو اپنے سفید بال دکھانے پسند ہیں۔ کہا جاتا ہے کہ عورتوں میں سفید بالوں والے افراد زیادہ پسندیدہ ہوتے ہیں۔ بھارت کی ایک وزیراعظم اپنے بال رنگتی تو ضرور تھیں لیکن درمیان میں سفید بالوں کا ایک قطعہ ضرور رکھتی تھیں۔ بالوں کو نامکمل رنگنا بھی ایک فیشن کی صورت بن گیا۔ عیسائی پادری' یہودی ربیع' پارسی دستور' بدھوں کے لاما اور پروہت' ہندو پنڈت اپنے بالوں کو رنگنا پسند نہیں کرتے۔ البتہ بدھ راہب اور ہندو پنڈت ایسی دوائیں کھانے کی کوشش ضرور کرتے ہیں جن سے بال سفید ہو جائیں۔ اس غرض کے لئے اب تک جتنی دوائیں استعمال میں رہی ہیں ان میں محفوظ قسم کی کوئی نہیں مل سکی۔ سادھوؤں میں سنکھیا اور پارا کے مرکبات زیادہ مقبول ہیں۔ جن کے کیمیائی اثرات ان کے لئے عمر بھر کا روگ بن جاتے ہیں۔

فیشن اور اس کے تقاضے روز بدلتے رہتے ہیں۔ اس لئے فیشن ایبل خواتین کی یہ خواہش ہوتی ہے کہ ان کے بالوں کا رنگ موسم۔ جشن اور لباس کے مطابق ہو۔ جب وہ اس غرض کے لئے اس تزئین کار Beautician کے پاس جاتی ہیں تو وہ پہلے رنگ کو کاٹ کر دوسرا رنگ چڑھاتا ہے۔ یہ بالکل اسی طرح کیا جاتا ہے جس طرح کہ ایک رنگساز سبز دوپٹے کا پہلا رنگ کاٹ کر اس پر سنہری چڑھاتا ہے۔ رنگ کاٹنے کے لئے استعمال ہونے والی کیمیکلز بالوں کی صحت کے لئے مضر ہوتی ہیں۔ ان کا بار بار کا استعمال ناخوشگوار انجام کا باعث ہو سکتا نہیں بلکہ ہوتا ہے۔

امریکی اداکاراؤں نے اس مسئلے کا بڑا خوبصورت حل تلاش کر لیا ہے۔ وہ اپنے اصلی بال بڑے چھوٹے رکھتی ہیں۔ اور ان کے گھر میں اور سٹوڈیو میں ربڑ کی جھلیوں پر بنی ہوئی ہر شکل' رنگ اور لمبائی کی وگیں تیار پڑی ہوتی ہیں۔ مس صاحبہ کے لئے ضرورت اور خواہش کے مطابق مصنوعی بالوں کی وگ تیار کرنے کے بعد ان کو شکل اور رنگ دے دیا جاتا ہے۔

وگ اگر ڈھیلی ہو تو مجمع عام میں اتر کر ذلت کا سامان بھی کر سکتی ہے۔ اس کی اطراف نظر آئیں تو بھانڈا پھوٹ جاتا ہے۔ اس لئے وگ جلد کے ہم رنگ ربڑ کی باریک ہو۔ جو جلد کے ساتھ بالکل چپک جائے اور آسانی سے اترنے میں نہ آئے۔ ان شرائط پر پوری اترنے والی وگ سر کے دوران خون کو روکے گی۔ پہننے والے کے سر پر ہر وقت بوجھ کی کیفیت پیدا کر کے اسے ذہنی دباؤ میں رکھے گی۔ دوران خون کو بار بار یا دیر تک دبائے رکھنا شدید مسائل کا باعث ہو سکتا ہے۔ اور ان میں سے کچھ ایسے بھی ہیں کہ ان کے شروع ہونے کے بعد جان کو خطرہ بھی لاحق ہو سکتا ہے۔

بال رنگنے کے مسائل اور اسلوب

فیشن ایبل لوگوں کے لئے بال رنگنے کے متعدد مرکبات مختلف شکلوں اور رنگوں میں دستیاب ہیں لاہور کے بازاروں میں ملنے والے خضاب عام طور پر یہ ہیں۔ اور بی مارکہ خضاب Polycolor-Bigen-Samsol-Kala-Kola-Paon-Tru Tone

ان میں سے کچھ پیسٹ کی شکل میں ہیں اور رنگ کو گہرا کرنے کے لئے مختلف کیمیات کے لفافے ان کے ہمراہ ہوتے ہیں۔ اور کچھ پوڈر ہیں۔ جن کو پانی میں گھول کر استعمال کر لیا جاتا ہے مسئلے کو مزید آسان بنانے رنگ آمیز شیمپو آتے ہیں۔ ان کو سر میں لگا کر جھاگ بنا کر آدھ گھنٹہ تک لگا رہنے دیا جاتا ہے۔ بال پسندیدہ رنگ میں رنگے جاتے ہیں۔ عام شیمپو یہ ہیں۔

Color Silk - Nice & Easy - Wella Dye - Bigen - Clariol - Medora

PolyColorShampo Revlon

یہ بہت مہنگے ہیں اور مقبولیت خواص تک محدود ہے۔ کچھ عرصہ پہلے یورپ سے کریم کی قسم کی ادویہ آتیں۔ بنانے والوں کا دعویٰ تھا کہ اگر ان کو سر میں روزانہ لگاتے رہیں تو بال کالے ہو جاتے ہیں۔ ان میں یہ مشہور رہے۔

Grey gone —— Icella——Restoria creams

یہ طریقہ آسان تھا۔ مگر اس لئے مقبول نہ ہو سکا کہ یہ بال کالے نہ کرتے تھے۔ البتہ وہ میلے سے ہو جاتے تھے۔ اور پورا سر سنہری سا لگتا تھا۔

PATCH TEST : کسی بھی خضاب کے استعمال سے حساسیت یعنی Contact Dermatitis اور Allergic Dermatitis ہو سکتے ہیں۔ اس میں

خضاب کی کوالٹی کا تعلق نہیں ہوتا۔ بعض اجسام کو بعض کیمیکلز ناپسند ہوتے ہیں۔ جیسے ہی وہ کیمیکلز ان کے اجسام کو لگتی ہیں شدید رد عمل ظاہر ہوتا ہے۔ جس کا حل یہ ہے کہ استعمال سے پہلے ٹیسٹ کرلیا جائے۔ خضاب کے مرکب کو گھول کر اس کے 3-2 قطرے کہنی کے الٹی طرف بازو پر لگا دیا جائے۔ آدھ گھنٹہ کے بعد اس جگہ کا معائنہ کیا جائے۔ اگر وہاں پر پتی اچھل جائے یا خارش شروع ہو جائے یا سرخی پھیلی ہو تو اس کا مطلب یہ ہے کہ یہ خضاب جلد کو قبول نہیں۔ اس کی جگہ کوئی دوسرا استعمال کیا جائے۔ یہ ایک محفوظ اور یقینی ترکیب ہے۔

اکثر اوقات کچھ لوگوں کو ٹیسٹ کے باوجود معمولی الرجی ہو جاتی ہے۔ جس کے لئے الرجی کے باب میں مذکور علاج کئے جائیں۔

طب یونانی میں سفید بالوں کا علاج

اطباء قدیم نے اس موضوع کو فراموش نہیں کیا اور چند نسخے بڑے قابل قدر تجویز کئے ہیں۔

برگ نیل	——	50گرام
آملہ خشک	——	50گرام
پوست بیرون اخروٹ	——	20گرام
گل لالہ	——	20گرام
برگ حنا	——	10گرام
مازو سبز	——	5گرام
پانی	——	1/2/1لیٹر

ان ادویہ کو 2 گھنٹے دھوپ میں رکھنے کے بعد خوب ابال کر بالوں پر لگائیں۔

——— قسط شیریں کو زیتوں کے تیل میں ابال کر سر پر روزانہ تیل کی مانند لگائی جائے۔

——— ہلیلہ کابلی کو پیس کر روزانہ ایک دانہ کھایا جائے۔

طب نبویؐ اور خضاب

فتح مکہ کے روز حضرت ابوبکر صدیقؓ کے والد گرامی ابی قحافہ بارگاہ نبوت میں حاضر ہوئے۔ ان کے جانے کے بعد حضور اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے حضرت ابوبکرؓ کو متوجہ کیا کہ ان کے والد شفقت کے محتاج ہیں۔ ان کا حلیہ درست کر کے ان کے سفید بالوں کو رنگا جائے۔ یہ وہ زمانہ تھا جب عیسائی اور یہودی بال رنگنے کو برا جانتے تھے۔ حضرت ابو ہریرہؓ روایت فرماتے ہیں کہ

قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم - ان الیھود والنصارٰی لا یصبغون، فخالفوھم - (بخاری - مسلم)

(یہودی اور عیسائی اپنے بالوں کو رنگ نہیں دیتے ——— ان کی مخالفت کرو)

اسی سلسلہ میں ابو سلمہ بن عبد الرحمن اپنے ایک عزیز عبد الرحمٰنؓ بن الاسود کا واقعہ بتاتے ہیں۔

ان کے سر اور داڑھی کے بال سفید تھے ایک روز ان سے ملنے گیا تو ان کی داڑھی اور سر سرخ ہو چکے تھے۔ ہم نے اس رنگ کی تعریف کی تو فرمایا کہ میری ماں عائشہؓ (ام المومنین) نے اپنی لونڈی نخیلہ کے ہاتھ پیغام میں مجھے قسم دی کہ میں اپنے بال فوراً رنگ لوں اور یہ بھی مطلع کیا کہ حضرت ابوبکر صدیقؓ بھی خضاب لگایا کرتے تھے۔ (مئوطا امام مالک)

لوگوں کو خضاب لگانے پر آمادہ کرنے کے لئے یہ دو واقعات بڑی اہمیت رکھتے ہیں۔ حضرت انسؓ کو یہ شرف حاصل ہے کہ وہ خدمت نبویؐ میں حاضر رہے۔ وہ بیان فرماتے ہیں کہ

آخری وقت تک نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے سر مبارک میں سفید بالوں کی تعداد 19 سے زیادہ نہ رہی حضرت جابرؓ اور عبداللہ بن عمرؓ بھی انسؓ کی تائید فرماتے ہیں۔ مگر وہ اس کے باوجود مہندی کا خضاب لگاتے تھے۔

سئل ابوھریرہ۔ ھل خضب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم؟
قال! نعم۔ (ترمذی)

(کسی نے حضرت ابوہریرہؓ سے پوچھا کہ کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خضاب لگاتے تھے؟ انہوں نے کہا۔ ہاں!)

ایک خاتون جہذمہؓ ایک مرتبہ کسی کام سے حضورؐ کے گھر گئیں اور وہ فرماتی ہیں میں نے ان کو گھر سے نکلتے دیکھا۔ وہ غسل کر کے نکلے تھے۔ اس لئے وہ اپنے سر مبارک کو جھاڑ رہے تھے۔ آپ کے سر مبارک پر مہندی کا رنگ نظر آرہا تھا۔ (ترمذی)

عبداللہ بن عبدالرحمان۔ عمرو بن عاصم اور صحاد بن سلمہ نے حضرت انسؓ کے پاس نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بال دیکھے۔ ان بالوں پر خضاب لگا ہوا تھا۔ اس طرح ام المومنین حضرت سلمہؓ کے پاس نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بال چاندی کی شیشی میں تھے۔

عثمان بن عبداللہ ابن موہبا نے یہ بال دیکھے یہ بال خضاب لگے ہوئے تھے۔ اور یہ واقعہ بخاری نے متعدد راویوں سے تائید در تائید کے ساتھ نقل کیا ہے۔ وہ مہندی کے خضاب کو پسند فرماتے تھے۔ ان کا ایک گرامی ارشاد حضرت انسؓ بن مالک یوں بیان کرتے ہیں۔

اخضبوا بالحناء فانہ یزید فی شبابکم وجمالکم ونکاحکم۔ (ابونعیم)

(مہندی کا خضاب لگایا کرو کیونکہ یہ تمہاری حسن کو نکھارتی جوانی کو بڑھاتی اور باہ میں اضافہ کرتی ہے)۔

مہندی کا رنگ سرخ ہوتا ہے اور بعض لوگوں کو شاید اس کی سرخی پسند نہ ہو۔ اس باب میں حضرت ابوذرہ غفاریؓ بارہ گاہ نبوت سے ایک دوسرا نسخہ لے کر آتے ہیں۔

ان احسن ماغیرتم به الشیب ، الحناء والکتم ، و یکره السواد۔
(ترمذی ۔ ابوداؤد ۔ النسائی ۔ ابن ماجہ ۔ ابونعیم)

(اپنے بڑھاپے کو تبدیل کرنے کی عمدہ ترکیب مہندی اور اس کے ساتھ وسمہ ہے۔ لیکن انہوں نے سیاہ رنگ سے نفرت کا اظہار فرمایا)۔

مہندی کے ساتھ کتم کی شمولیت رنگ کی سرخی کو سیاہی کی جانب مائل کر دیتی ہے۔ کتم کو اردو میں وسمہ کہتے ہیں۔ یہ وہی نیل کے پتے ہیں جن کو حاصل کرنے کے لئے ایسٹ انڈیا کمپنی نے بنگال میں قدم جمائے اور اس کے مسلمان کاشتکاروں کا قتل عام کیا۔

نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سفید بالوں کو وقتی طور پر رنگنے کی ترکیب بتا کر بالواسطہ یہ اظہار بھی فرما دیا کہ بال جب سفید ہو جائیں تو ان کو پھر سے واپس اصلی رنگ پر لانا ممکن نہیں۔ ورنہ وہ اس کو بیماری قرار دے کر علاج کی ترکیب بھی عطا فرماتے جیسے کہ انہوں نے انتہائی خطرناک بیماریوں میں عطا فرمائی۔ بالوں کو رنگنے کے لئے مہندی کی تجویز کے ساتھ اضافہ فرماتے ہوئے انہوں نے یہ بھی بتایا کہ مہندی صرف بالوں کو رنگتی نہیں بلکہ اس سے متعدد اضافی فوائد بھی حاصل ہونگے۔ جیسے کہ مردانہ طاقت میں اضافہ ہو جس کی عمر کے اس حصے میں زیادہ ضرورت ہوتی ہے۔

احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ ان کے عہد میمون میں لوگ داڑھیوں اور سروں کو زرد بھی رنگتے تھے۔ جس کے لئے درس استعمال کی جاتی تھی۔ اگرچہ وہ بھی ٹانک ہے۔ لیکن انہوں نے اس کی ذاتی طور پر سفارش نہیں فرمائی۔

انہوں نے اپنی امت کو بڑھاپے کے دوران احساس کمتری کا شکار ہونے سے بچانے کے لئے مہندی کا مشورہ دیا اور پھر فرمایا کہ اگر یہ رنگ پسند نہ ہو تو اس میں وسمہ کا اضافہ کر لیا

جائے۔ ہمارے علماء کرام عرصہ دراز سے مہندی اور وسمہ ملا کر لگاتے آئے ہیں اور ان کی داڑھیاں اتنی سیاہ نظر آتی رہی ہیں کہ مصنوعی کا شبہ پڑتا تھا۔ یہ بات ذرا تجربہ کرنے اور مشاہدہ کی ہے کہ مہندی کے ساتھ وسمہ کے پتوں کی کتنی مقدار ملائی جائے کہ رنگ سیاہ نہ ہو۔ میرے اندازہ کے مطابق آدھ پاؤ مہندی میں ایک چھٹانک وسمہ کافی ہے۔ لیکن بازار سے پسی ہوئی مہندی نہ لی جائے کہ اس میں پہلے سے رنگ ملے ہوتے ہیں۔ نیل کے پتے اور مہندی کے پتے لے کر ان کو خود پیس کر رات بھر پڑا رہنے دیں اور اگلے روز لگائے جائیں۔

اس نسخہ سے امید ہے کہ رنگ ڈارک براؤن Dark Brown آئیگا۔ ہم نے کچھ عرصہ سے ایک تجربہ شروع کیا تھا۔ مہندی پیس کر اسے سرکہ میں حل کیا گیا۔ یہ مرکب چند گھنٹے پڑا رہا اور اس کے بعد لگایا گیا۔ جب یہ سر پر لگا ہوا سوکھ گیا تو بال دھو لئے گئے۔ اس مرکب سے بھی بڑا خوبصورت Dark Brown رنگ آیا۔ بلکہ وہ لوگ جو اسے لگاتے ہیں وہ خود اظہار نہ کریں تو دیکھنے والا کبھی بھی اندازہ نہیں لگا سکتا کہ انہوں نے خضاب لگایا ہے۔

مہندی ایک مؤثر دوا ہے۔ اس میں برکت بھی شامل ہے۔ یہی حال سرکہ کا ہے۔ ان کو ملا کر لگانے سے سر کی جلد کی بہت سی بیماریاں خاص طور پر بفہ اور پھپھوندی سے پیدا ہونے والے مسائل بھی ختم ہو جائیں گے۔ جن کے سروں پر بال نہیں۔ عین ممکن ہے کہ کچھ افزائش بھی ہو جائے۔ اب یہ دیکھ لیں کہ آپ نے کینسر اور الرجی پیدا کرنے والے کیمیکلز کو سروں پر لگانا ہے یا یہ مفید سستا اور آسان نسخہ قبول ہے۔

مدینہ منورہ کے لوگ بال رنگنے کے لئے مہندی۔ مہندی + وسمہ اور ورس استعمال کرتے تھے۔ اس میں سے ہر ترکیب بالوں کو رنگنے کے علاوہ سر کی جلد کی متعدد بیماریوں کا علاج بھی ہے بلکہ یہ امکان بھی موجود ہے کہ ان کے مسلسل استعمال سے نئے بال بھی اگ آئیں۔

ان معلومات کے بعد فیصلہ آپ کے ہاتھ میں ہے۔ ایسے خضاب استعمال کرنا جن

سے کینسر ہونے کا اندیشہ ہمیشہ رہے گا کے ساتھ ساتھ ان سے Contact Dermatitis اور الرجی کا اندیشہ ہروقت رہتا ہے۔ جبکہ اسلام نے ہمیں جو مرہمت فرمایا ہے وہ 6000 سال سے زیر استعمال ہے۔ اور اتنے طویل مشاہدات سے کسی اچھائی کے علاوہ اور کچھ دیکھنے میں نہیں آیا۔

جسم پر بالوں کی کثرت HIRSUTISM

انسانی جسم پر چھوٹے چھوٹے بال یا روئیں مردوں اور عورتوں میں کافی تعداد میں ہوتے ہیں۔ جنسی غدودوں کے جوہروں کی زیادتی کی وجہ سے نرم و نازک روئیں کبھی کبھی کھردرے اور سیاہ بالوں کی شکل اختیار کر لیتے ہیں۔

بالوں کا اس طرح سیاہ ہونا اور جسم کے حساس حصوں پر بالوں کا ظاہر ہونا خواتین کے لئے بڑی تکلیف کا باعث ہوتا ہے۔ چہرے پر موٹے موٹے سیاہ بال داڑھی لگتے ہیں۔ چھاتی، پیٹ اور ٹانگوں پر سیاہ بالوں کی موجودگی عورتوں کے لئے سوہان روح بن جاتی ہے۔ مغربی ممالک کی خواتین اپنی ٹانگیں ننگی رکھتی ہیں۔ ان پر مردوں کی طرح کے بال ان کی رعنائی کو ملیامیٹ کر دیتے ہیں۔

یہ اذیت Harmones کا کارنامہ کہی جاتی ہے۔ ہم نے خواتین کو متعدد مراحل سے گزرنے کے بعد ان کے اثرات کو زائل کرنے والی ایک اور ہارمون کی گولیاں مہینوں کھاتے دیکھا ہے اور ٹھیک ہوتے کسی کو نہ پایا —— جس خاتون کو باقاعدگی سے ماہواری آتی ہے۔ اس کے یہاں ایک ادھ بچہ بھی ہو چکا ہے۔ اس کے جسم میں بھلا کس ہارمون کی کمی ہو گی مگر کون مانتا ہے؟

علاج

انگریز عورتیں اپنی ٹانگوں کو بڑے اطمینان کے ساتھ سیفٹی ریزر سے صاف کر لیتی ہیں چہرے کے بال اگر تعداد میں زیادہ نہ ہوں تو ان کو بجلی کی سوئی سے اکھاڑ کر کسی فائدے کی توقع کی جا سکتی ہے۔ مگر یہ طریقہ بھی کوئی ایسا قابل اعتماد نہیں۔ درجنوں خواتین کے بارے میں ہمیں ذاتی علم ہے جو مہینے میں دو مرتبہ بال نکلوا کر ان کے خانوں میں بجلی لگواتی ہیں اور مسئلہ جوں کا توں کھڑا رہتا ہے۔

بال اکھاڑنے کے بعد Super Ficial Xray کی شعائیں لگانا ایک اچھی ترکیب ہے۔ جس میں اگرچہ خطرات بھی ہیں۔ لیکن ایک دو مرتبہ تک مضائقہ نہیں۔ یہ ترکیب بھی کوئی ایسی کامیاب نہ دیکھی گئی۔

یونانی طب کے استادوں نے بکرے کے پتے کے پانی میں نوشادر حل کر کے بال اکھاڑنے کے بعد اس کو لگانے کی ترکیب بتائی ہے۔

طب نبوی کی مشہور دوائی قسط شیریں میں بھی بال روکنے کی صفت پائی جاتی ہے۔ بال اکھاڑنے کے بعد متاثرہ مقام پر قسط کا باریک سفوف مل دیا جائے۔ کئی مرتبہ ایسا کرنے کے بعد بال پھر نہیں اگتے۔

بالوں کی آرائش کے مسائل

آرائش گیسو (Setting): کچھ لوگ گھونگھریلے بالوں سمیت پیدا ہوتے ہیں۔ کچھ کا جی چاہتا ہے کہ ان کے بالوں میں بھی خاص قسم کے خم اور گھونگھر آجائیں۔ شعراء نے پیچیدہ بالوں کو خوبصورتی کا مظہر قرار دیا ہے۔ علامہ اقبالؒ فرماتے ہیں۔ ؎

فرصت کشمکش مده ایں دل بے قرار را
یک دو شکن زیادہ کن گیسوئے تابدار را

حضرت علامہ تو بالوں کے گھونگھروں کو عاشق کی جان نکالنے والا قرار دیتے ہیں بالوں کو خم دینے کا عمل عارضی اور مستقل عنوانوں تلے انجام دیا جاتا ہے۔ مغربی ممالک کے طریقوں کے مطابق عارضی عمل کا اثر 4-2 ہفتوں تک رہتا ہے۔ جب کہ مستقل کئی مہینوں تک باقی رہ سکتا ہے۔ بالوں کو گیلا کرنے کے بعد خم ڈالنے والے Curlers کے ارد گرد پیٹ کران کو گرم ہوا سے سینک دیا جاتا ہے۔ اس عمل میں بالوں کی Keratin خراب ہو جاتی ہے۔ اور بال بھربھرے ہو جاتے ہیں۔

Cold Wavnig میں بالوں کو Curlers کے ارد گرد لپیٹ کر ایسے کیمیاوی مادے لگائے جاتے ہیں جن میں بیروزے کی آمیزش ہوتی ہے اور یہ بالوں کو خراب کرتے۔ ان کی چمک اڑاتے اور ان کی خوبصورتی کو متاثر کرتے ہیں۔ یہ کیمیات خیزش پیدا کر سکتی ہیں۔ ان سے جلد میں حساسیت ہو سکتی ہے۔ جو خواتین اپنی زلفوں میں خم ڈالنے کا شوق بار بار کرتی ہیں ان کے بالوں کے معائنہ سے معلوم ہوتا ہے کہ ان کی شکلیں مسخ ہو چکی ہیں اور ان کی گرنے کی رفتار بہت زیادہ ہوتی ہے۔ اس کا سبب کیمیاوی اثرات کے علاوہ Curler کے گرد لپیٹنے کے لئے بالوں کو بار بار کا کھینچنا بھی ہے۔ بال اتنے نازک ہوتے ہیں کہ وہ سر میں پھرنے والی کنگھی اور برش سے بھی مجروح ہوتے ہیں۔ مگر یہ زخم جلد بھر جاتے ہیں۔

گھونگھر ڈالنے کا عمل اگرچہ سیدھا سادا ہے اور ایک دوسرے کو دیکھ کر اب ہر محلے میں بیوٹی پارلر کھل گئے ہیں۔ ان میں سے اکثر خواتین کو اپنے پیشے سے کوئی واقفیت نہیں ہوتی اور وہ صرف کام جانتی ہیں ان کے ہاتھوں نت نئے حادثات ہوتے ہیں۔ سینکڑوں خواتین چند مرتبہ بال بنوانے کے بعد اپنے سروں میں جھلسے ہوئے اور گرتے ہوئے بالوں کو لے کر امراض جلد کے شفا خانوں میں خوار ہوتی دیکھی جاتی ہیں۔

بالوں کو کھینچ کر چوٹیاں بنانا ان کو لمبا نہیں کرتا۔ بلکہ ایسا کرنے سے سر کی جلد اور بالوں کو نقصان ہوتا ہے۔ اسے طب میں Matting کہتے ہیں اور طویل مشاہدات سے یہ عمل غیر صحت مند پایا گیا۔

Body Lice

PEDICULOSIS جوئیں

جوں کا تعلق جسمانی صفائی سے ہے۔ لمبے بالوں میں جوئیں پڑنا کوئی غیر معمولی بات نہیں۔ لیکن جو جسم ہفتے میں کم از کم ایک مرتبہ پوری طرح دھلتا ہو اس میں جوئیں پڑنا افسوس کی بات ہے۔

جوں کا تعلق کیڑوں کے اس قبیلہ سے ہے جو اپنی روزی خود نہیں کماتے۔ محنت مشقت سے جی چرانے والے ان کیڑوں کی متعدد قسمیں ہیں۔ یہ اپنے لئے کوئی شکار تلاش کرلیتی ہیں پھر ساری زندگی اسی کے خون کو چوسنے میں گزر جاتی ہے۔ یہ کیڑے ہر جگہ مختلف نوعیت اور شکلوں کے ہوتے ہیں۔ جیسے کہ مادہ مچھر لوگوں کا خون پی کر توانائی حاصل کرتی ہے اور اپنے بچے شکار کے جسم میں داخل کرکے ان کے رزق کا بھی بندوبست کردیتی ہے۔ پیٹ میں پائے جانے والے کیڑے۔ متعدی خارش Scabies کے کیڑے اور جوئیں ان کی آسان مثالیں ہیں۔

انسانی جسم پر پلنے والی جوں کی متعدد قسمیں ہیں۔ ہر جگہ پر پائی جانے والی جوں اپنی شکل صورت میں تفصیلات میں دوسری سے مختلف ہوتی ہے۔ سر میں پائی جانے والی جوں Pediculus Humanus Capitis ہے۔ جبکہ بدن پر پائی جانے والی Pediculus H.Corporis ہے۔ سرد ممالک میں ایک تیسری قسم زیر ناف بالوں میں پائی جاتی ہے جو Pediculus H.Pubis کہلاتی ہے۔

98--1947ء میں جب کشمیر سے بھارتی ظلم و تشدد سے مسلمان ہجرت کرکے پاکستان آنے شروع ہوئے تو ان کو مانسر کیمپ میں رکھا گیا۔ اس علاقہ میں ٹائی فس بخار،

Typhus Fever کی شدید وبا پھیل گئی۔ اس بخار کو ختم کرنے کے لئے مہاجرین کے کپڑوں کو گرہ دے کران کے لباس میں DDT کا سفوف چھڑکا گیا۔ پتہ چلا کہ بخار کو پھیلانے کا ذریعہ جوئیں تھیں۔

بدقسمتی یہ ہے کہ مسلمان کہلوانے کے باوجود ہمارے کچھ بھائی اپنے جسم اور لباس کی صفائی کی طرف مناسب توجہ نہیں دیتے۔ جس سے ان کے لباس اور جسم میں جوئیں پڑ جاتی ہیں۔

ٹائی فس بخار کی ایک وبا کو ختم کرنے کے لئے محکمہ صحت پنجاب کی ایک ٹیم بلوچستان، صوبہ سرحد اور ڈیرہ غازی سے ملحق پہاڑی علاقوں ہی میں سروے کر رہی تھی۔ اس ٹیم کے ساتھ فنی مشاورت عالمی ادارہ صحت کے چوہدری عصمت اللہ کر رہے تھے۔ کوہ سلیمان کے دامن میں بسنے والے قبائل میں معلوم ہوا کہ کچھ لوگ ایسے بھی تھے جن کو عمر بھر نہانے یا اپنے لباس کو دھونے / تبدیل کرنے کا موقع نہ مل سکا۔ اس کیوجہ اس پورے علاقہ میں پانی کی افسوسناک کمی تھی۔ پانی نہ ملنے سے یہ اپنے مذہب سے دور ہوتے گئے اور جوؤں کی وجہ سے متعدد بیماریوں کا شکار ہو گئے۔

سرد علاقوں کے رہنے والے پانی سے ہمیشہ گھبراتے ہیں۔ کوہ سلیمان کے علاقہ کے لوگ پانی کی کمی اور غربت کی وجہ سے موسمی تغیرات کا مقابلہ کرنے کی اہلیت نہیں رکھتے۔ لیکن یورپ کے رہنے والوں کے جسموں کو دیکھ کر گھن آتی ہے۔

لندن یونیورسٹی کے سینٹ جان ہسپتال برائے امراض جلد اور اینڈل سٹریٹ کلینک میں علاج کے لئے آنے والے 80 فیصدی مریض زیر ناف خارش یا پھنسیوں کی شکایات لے کر آتے تھے۔ جلدی امراض کی ابتدائی تربیت کے دوران ہمارا فرض ان مریضوں کی تشخیص کرنا تھا۔

حوائج ضروریہ سے فراغت کے بعد طہارت کرنا مغربی ممالک میں پسندید عادت

نہیں۔ زیر ناف بال صاف کرنے کا ان کے یہاں رواج نہیں۔ اس لئے ان کے زیر ناف بالوں میں ہی سوکھے ہوئے فضلے کی گانٹھیں اور جوؤں کے گروہ ہماری روزمرہ کی دریافت ہوتے تھے۔

بدبو' غلاظت' جوؤں اور شدید خارش کے باوجود ان کے نام نہاد ماہرین بال مونڈنے کے خلاف تھے۔ اس لئے مریض کے بالوں سے جوئیں تلاش کرنے کے بعد DDT کا خوشبو دار سفوف سپرے کر کے ان کو خارش سے نجات دلائی جاتی تھی۔

چہرے کو چمکا کر رکھنے اور دوسروں کو صفائی کا راستہ بتانے والی اقوام یورپ اندر سے جتنی گندی ہیں عبرت کا مقام ہے۔

حج کے سفر کے دوران نبی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی توجہ میں یہ بات آئی کہ کچھ لوگوں کے سروں میں جوئیں پڑ گئی ہیں۔ حضور نے حکم صادر فرمایا کہ ان کے بال فوری طور پر مونڈ دیئے جائیں۔ حالانکہ اسلامی تعلیمات کی رو سے حج کا احرام باندھنے کے بعد حاجی نہ تو بال کٹا سکتا ہے اور نہ ہی جوں مار سکتا ہے۔ معاملہ کی اہمیت کے پیش نظر ان دو ممنوعات کو ملتوی کر دیا گیا۔

سر میں جوئیں پڑنے کے بعد خارش' سر میں چھوٹے چھوٹے دانے' شری اور جلد کا رنگ اڑ جاتا ہے۔ وہ موٹی ہو جاتی ہے۔ خارش اور جلن کی وجہ سے بار بار کھجلانے کے نتیجہ میں جلد میں آنے والی خراشوں میں سوزش کی وجہ سے ایگزیما پھنسیاں نکل سکتی ہیں۔

ایک صاحب کے سر میں اکثر پھنسیاں نکلتی رہتی تھیں۔ ان کو امریکہ کے ایک سپیشلسٹ نے سر کی جلد کے مساموں کی سوزش Staphylococcal Folliculitis تشخیص کی۔ پاکستان میں قیام کے دوران امریکی ادویہ میسر نہ آسکیں اور ان کے بال بھی زیادہ گرنے لگے۔

جب ان کی سر کی جلد کو محدب شیشہ سے دیکھا گیا تو اس میں سینکڑوں جوئیں سرگرم

عمل نظر آئیں۔

جوئیں ماری گئیں اور وہ متعدد دواؤں سے بچ گئے۔ سر اور جسم میں پڑنے والی جوئیں اپنی ہیئت کذائی اور خباثت میں مختلف ہوتی ہیں۔ بڑی جوں سر میں گھومتی پھرتی رہتی ہے۔ اس کے منہ میں ایک کیمیاوی عنصر ہوتا ہے۔ جب یہ جلد میں سوراخ ڈال کر خون پینے لگتی ہے تو اس وقت اپنے اس کیمیاوی عنصر کا انجکشن لگا دیتی ہے۔ جس سے خون پتلا ہو جاتا ہے۔ وہ جمنے نہیں پاتا۔ اور اس طرح اپنی خواہش کے مطابق خون پی سکتی ہے۔ خون کو جمنے سے روکنے والے اسی قسم کے جوہر جونک، کھٹل، مچھر اور متعدی خارش کے کیڑوں کے منہ میں بھی ہوتے ہیں۔

ان جوؤں کے بچے جلد سے چپکے ہوئے ملتے ہیں۔ جبکہ ان کے انڈے بالوں کے ساتھ آشیانہ بنا کر معلق ہوتے ہیں۔ جسمانی اذیت والی جوں اکثر بالوں میں رہتی ہے۔ ورنہ وہ لباس کی سلائیوں میں جاگزین رہتی ہے۔ خون پینے کے بعد پھر اپنے مستقر پر آجاتی ہے۔
زیر ناف مقامات پر بسنے والی جوں بالوں میں بھی رہتی ہے اور زیر جاموں میں بھی گھر بنا لیتی ہے۔ لیکن ان لوگوں کے لئے جو ان بالوں کو صاف نہیں کرتے۔
نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے زیر ناف بالوں کو ہر مہینہ میں ایک مرتبہ صاف کرنا ضروری قرار دیا ہے۔

جوئیں مارنے کا طریقہ:

پرانے زمانہ کی خواتین باریک کنگھی کی مدد سے ایک دوسرے کی جوئیں نکالتی تھیں۔ یہ ایک لمبا اور ہمسایوں کی محتاجی والا پروگرام تھا۔ پھر خواتین نے پارہ لے کر کڑوے تیل میں حل کر کے سر میں لگانا شروع کیا اور ان کا مسئلہ حل ہوتا رہا۔

سپرے کرنے والی کرم کش ادویہ کے بعد جدید کیمیات کو مقبولیت حاصل ہو گئی ہے۔

1- DDT 100 فیصدی کا سفوف لے کر اس کے 5 گرام کو 90 گرام سنگ جراحت یا چاک کے سفوف میں ملا کر 5 گرام Oris Root پاؤڈر ملا کر مریض کے تمام جسم اور لباس پر سپرے کی جاتی ہے۔ اس میں Oris Root (بیخ ارسہ) خوشبو کے لئے شامل کی جاتی ہے۔ جوؤں کی بعض قسمیں DDT سے مرنے میں نہیں آتیں۔ DDT ایک ناپسندیدہ زہر ہے۔ اسے انسانی جسم پر بار بار استعمال کرنا مناسب عمل نہیں۔

2- برطانوی ماہرین نے جب سے گیمکین ایجاد کی ہے وہ جسم انسانی پر بھی اس کے چھڑکاؤ پر ہمہ وقت تیار رہتے ہیں۔ اس کی 1 فیصدی کریم سر کی جلد میں اچھی طرح لگائی جاتی ہے۔ اور سر کو پھر 24 گھنٹوں تک دھویا نہیں جاتا۔ ورنہ 2 فیصدی کریم سر کو گیلا کرنے کے بعد لگائی جاتی ہے۔ پانچ منٹ بعد سر کو اچھی طرح دھو کر باریک کنگھی سر میں پھیری جاتی ہے۔ تاکہ انڈے وغیرہ بھی نکل جائیں۔ اس دوائی سے بنا ہوا شیمپو بھی آتا ہے۔ جس میں BHC1% ہوتی ہے۔ اس سے سر دھونا اور تھوڑی دیر سر پر لگے رہنا جوئیں مار دیتا ہے۔ اسی دوائی کا صابن اور Lindane کریم بھی آتے ہیں۔

لاہور کے ایک بڑے ہسپتال میں ایک مرتبہ تمام وارڈوں کے بستروں میں جوئیں اور کھٹمل پڑ گئے۔ ان حشرات پر لیبارٹری میں مختلف قسم کی دوائیں آزمائی گئیں۔ معلوم ہوا کہ یہ کسی ایک دوائی سے مرنے کے نہیں۔ ان کو مارنے کے لئے DDT کے ساتھ BHC کا مرکب مفید رہے گا۔

3- امریکی ماہرین کرم کش دوائی Malathion 0.5 فیصدی لوشن زیادہ پسند کرتے ہیں۔ یہ دوائی انتہائی بدبودار اور مضر صحت ہے۔

4- حال ہی میں معلوم ہوا ہے کہ Pyrethroid سے بننے والے مرکبات محفوظ ہیں اور وہ کیڑوں کو ہلاک کر دیتے ہیں۔ اس سلسلے میں Pyrethrum کے متعدد مرکبات

بڑے مفید پائے گئے۔ خاص طور ویلکم کمپنی کی Coopex قابل اعتماد اور محفوظ دوائی ہے۔ لیکن قیمت غیر مناسب ہے۔

جوئیں مارنے والی یہ تمام دوائیں ہفتہ بھر تک روزانہ لگائی جائیں اور مریض کے کپڑوں پر بھی چھڑکی جائیں یا ان کو ابالنے کے بعد پہنا جائے۔

طب نبویؐ

متعدی خارش کے علاج میں اس حدیث مبارکہ کا ذکر کیا گیا تھا۔ جس میں حب الرشاد۔ مرکی اور لوبان کو گھروں میں دھونی دینے کے لئے استعمال کرنے کی ہدایت فرمائی گئی تھی۔ ان میں سے ہر دوائی جوؤں کو بھی مار سکتی ہے۔

مرکی	15 گرام
لوبان	15 گرام
حب الرشاد	20 گرام

کو 500 گرام سرکہ میں 5 منٹ ہلکی آنچ پر ابالا گیا۔ پھر چھان کر جو لوشن بنا اسے سر میں لگایا گیا اور یہ لوشن رات بھر لگا رہا۔ تمام جوئیں مر گئیں۔ ان میں کوئی سی دوائی بھی زہریلی نہیں اور مرکی چونکہ دافع تعفن Antiseptic ہے اس لئے اگر ان کی وجہ سے سر میں کوئی جراثیم بھی ہوئے تو وہ بھی ہلاک ہو جائیں گے۔

نبی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے جمعہ والے دن نہانے اور لباس تبدیل کرنے کے بعد خوشبو لگا کر مسجد میں آنے کی ہدایت فرمائی ہے۔

عہد رسالت میں خوشبو کے لئے لوبان' عود الہندی (اگر) اور ذریرہ (باچھ) بطور خوشبو استعمال ہوتے تھے۔ ان میں سے ہر دوائی خوشبودار ہونے کے علاوہ کرم کش اور دافع عفونت ہے۔ ان میں سے جس دوائی کو بھی جسم یا لباس پر لگایا جائے وہ جوئیں مار دے گی۔

ہم نے ذریرہ (باچھ) کو آزمایا۔ اس کو پانی میں ابال کر اگر اس کے جوشاندے کو سر میں مل کر تھوڑی دیر رہنے دیا جائے تو جوئیں مرجاتی ہیں۔ اس کی جڑوں سے سرکہ میں 20% محلول ابال کر بنایا گیا۔ وہ پانی والے جوشاندہ سے بھی زیادہ مفید پایا گیا۔

عالمی ادارہ صحت کے چوہدری عصمت اللہ بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے کوہ سلیمان کے مضافات سے وباء ختم کرنے کے سلسلہ میں جب لوگوں کے جسموں کو جوؤں سے پاک کرنا شروع کیا تو معلوم ہوا کہ کپڑوں کی سلائی میں چھپی ہوئی جوں کو مارنے کی آسان ترکیب اس پر کسی بھی خوشبو کا چھڑکاؤ ہے۔ جوئیں خوشبو سے مرجاتی ہیں۔

نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ہمیں اس مقصد کے لئے حفاظت کے علاوہ علاج کے لئے آسان' موثر اور خوشبودار ادویہ میسر ہیں۔ ان کے ہوتے ہوئے بدبودار' مضر صحت اور مہنگی ادویہ کا استعمال عقلمندی سے بعید ہے۔

پیروں کی چنڈیاں

CORNS & CALLOSITIES

پیروں پر گوشت سخت ہو کر چنڈیاں بن جانا ایک بیماری ہے۔ زندگی کے ہر شعبے سے تعلق رکھنے والوں کے پیروں اور خاص طور پر انگوٹھے کے گردو نواح میں سخت ابھاروں کا ہونا ایک روز مرہ کا مشاہدہ ہے۔ ان میں اکثر کو یہ تکلیف ایسے جوتے پہننے سے ہوتی ہے جو کسی خاص جگہ پر دباتے ہوں۔ اس کے برعکس اگر جوتا ڈھیلا ہو تب بھی جس جگہ پر رگڑ کھاتا ہے وہاں پر ٹھیک بن جاتی ہے۔ پہلے زمانے کے جوتے نرم ہوتے تھے۔ وقت کے ساتھ چمڑا کچھ پھیلتا تھا اور پیروں کے پسینے سے نرم ہو کر جوتا پہننے کے بعد پیر کے مطابق شکل اختیار کر لیتا تھا۔ اب صورت حال اس لئے بدل گئی ہے کہ ان کی ساخت ریکسین سے ہوتی ہے۔ جو سخت جان اور الاسٹک نہیں ہوتی۔ اگر یہ تنگ ہے تو یہ تنگ ہی رہے گا۔ جوتوں کو تیار کرنے میں سلائی ہوتی تھی۔ اب وہ گوند سے جوڑے جاتے ہیں۔ تنگ جوتے کو کھولنے کے لئے اس میں کلبوت داخل نہیں کیا جا سکتا۔ خواتین کے تمام خوش رنگ جوتے اب ریکسین سے بنتے اور گوند سے جوڑے جاتے ہیں اس آسان ترکیب سے بنانے اور ارزاں سامان لگانے کے باوجود قیمت میں یہ سب سے زیادہ ہوتے ہیں۔

ایک خاتون کو ہر جوتا لگتا ہے۔ ان کے یہاں مسز مارکوس کی طرح جوتوں کا اچھا خاصا ذخیرہ ہو گیا ہے۔ جب پہلے جوتے سے زخم بن کر چلنا ممکن نہیں رہتا تو پھر ایک اور نیا آجاتا ہے۔ جوتا پہننے سے پہلے لگنے والے تمام مقامات پر پلاسٹک لگا

کر پیش بندی کی جاتی ہے۔ کچھ جگہوں پر روئی رکھی جاتی ہے اور پھر وہ زیب پا ہوتا ہے۔ کام سے واپس آتی ہیں تو لنگڑاتی ہوئی۔ کیونکہ تین چار مقامات پر آبلے نکل چکے ہوتے ہیں۔ اور پھر ہفتہ بھران آبلوں کا علاج اور چپل پہنے جاتے ہیں۔
وہ اپنے زخموں سے غفلت نہیں کرتیں۔ مگر اس کے باوجود پیر کے تلوں۔ انگوٹھے کی جڑ اور چھوٹی انگلی کے اوپر 3 — 1 سنٹی میٹر کے ابھار بن چکے ہیں۔

پرانے زمانے کے لوگ موچی سے نیا جوتا اپنے پیر کا ناپ دے کر بنواتے تھے اس جوتے کا تلا پتلا اور دو روز اسے کڑوے تیل میں بھگویا جاتا تھا۔ اس کے باوجود ان کے پیروں پر انواع و اقسام کی چنڈیاں ہمیشہ رہتی تھیں۔ شاید اس کی وجہ یہ تھی کہ تلا نرم اور الاسٹک ہونے کی وجہ سے جب سخت زمین پر بوجھ کے ساتھ لگتا تھا تو دباؤ اور رگڑ والے مقامات پر ٹھیک بن جاتی تھی۔ دیہات کے لوگ لمبے سفر کے لئے جوتے اتار لیتے تھے۔ اگر ان کے پیر کھردری زمین اور گرم فرش کی وجہ سے سخت ہو جائیں تو بات سمجھ میں آتی ہے۔ لیکن شہروں میں رہنے والے نرم مزاج۔ آرام طلب لوگوں میں چنڈیوں کی پیدائش جوتوں کے دباؤ کی وجہ سے ہوتی ہے۔

پیروں میں تکلیف دہ چنڈیاں۔ ابلے۔ انگلیوں کے درمیان کھال کا اترنا اور انگلیوں کے درمیان مسے اتنے بڑھ گئے ہیں کہ انگلستان میں ان کے بارے میں تعلیم دینے کے خصوصی ادارے اور سرکاری سطح پر کالج بن گئے ہیں۔ اسے Chiropody کا نام دیا گیا ہے۔ اس میں MBBS کی طرح ڈگری ملتی ہے اور پوسٹ گریجویٹ سطح پر ماسٹر آف سرجری M. Ch. S کی ڈگری ہوتی ہے۔ دنیا کے اکثر ملکوں میں غلط جوتوں سے پیدا ہونے والے مسائل کے سلسلہ میں خصوصی شکل کے جوتے تیار ہوتے ہیں۔ جن میں انگلستان کا ادارہ Dr. Scholl نہ صرف کہ حالات کے مطابق جوتے بناتے ہیں بلکہ جوتوں سے پیدا ہونے

والے مسائل کے حل کے لئے ان کے بنے ہوئے پیڈ۔ پتاوے۔ فوم کی گدیاں وغیرہ آتی ہیں جن کو Foot Aids کا نام دیا گیا ہے۔

ڈھیلا اور کھلا جوتا پیر کو زیادہ خراب کرتا ہے۔ جو خواتین ڈھیلے چپل یا اسی نوع کی کوئی جوتی پہن کر چلتی ہیں ان کا پاؤں ایک جگہ محدود نہیں رہتا۔ چلنے کے دوران وہ تھوڑی بہت جگہ بدلتا ہے۔ جس سے مسلسل رگڑ پیر کی جلد کو سخت بنا دیتی ہے جوتا ہمیشہ ایسا ہونا چاہئے کہ اس میں پیر اپنی جگہ پر قائم رہے۔ جیسے کہ سلیم شاہی جوتا۔ کورٹ شو۔ پمپی یا موکیسن۔ سینڈل۔ وغیرہ ایسے جوتے باقاعدگی سے پہننے والوں کے پیروں میں چنڈیاں بہت کم بنتی ہیں۔

ہمارے ملک میں جلد کے ڈاکٹر صاحبان نے لوگوں کو ان تکالیف سے بچانے کے بارے میں کبھی زحمت نہیں کی۔ البتہ انارکلی لاہور میں جوتوں کے ایک تاجر شیخ عبدالمالک مرحوم نے "جوتوں کی دنیا" نامی ایک بڑی مفید اور معلوماتی کتاب لکھی تھی۔ جس میں اکثر مسائل کے آسان حل اور جوتے کے انتخاب کے بارے میں کار آمد مشورے بھی تھی۔ باٹا شو کمپنی نے اپنی مال روڈ والی دوکان کی بالائی منزل پر پیروں کے مسائل کے علاج اور مشورہ کے لئے ایک نہایت مفید اور سستا مرکز بنایا تھا۔ جہاں پر پیروں کی بیماریوں کے مبتلاؤں کا مناسب علاج کیا جاتا تھا۔ اب انہوں نے اسے بیکار سمجھ کر بند کر دیا ہے۔

پیروں کے علاوہ ہاتھوں کا کام کرنے والے لوہاروں۔ مستریوں وغیرہ کے ہاتھوں پر بھی اپنے کام کے دوران اوزاروں کی رگڑ سے چنڈیاں بن جاتی ہیں۔ کپڑے دھو کر نچوڑنے سے بھی ہاتھوں پر چنڈیاں بن جاتی ہیں۔ ایک امریکی ماہر Ronches نے ان مسائل پر ایک دلچسپ کتاب Occupational Marks اپنے مشاہدات کی بنا پر ترتیب دی ہے۔ جس میں اس نے ہر پیشے کے دستکاروں کے ہاتھوں پیروں کا معائنہ کرنے کے بعد اچھی تصاویر بھی مثال کے طور پر دی ہیں۔

ناخن چبانے یا انگلیاں منہ میں دبائے رکھنے والے وہمی حضرات کی انگلیوں پر اس قسم کے ابھار بن جاتے ہیں۔

ایک صاحب کو عادت تھی کہ وہ سگریٹ پینے کے بعد اسے انگوٹھے اور شہادت کی انگلی کے درمیان دبا کر بجھا دیتے تھے۔ ان کی ان دونوں انگلیوں پر چنڈیاں بن گئیں۔

علاج

چنڈی اگر بڑی ہو جائے تو پرانے لوگ نائی کے پاس جا کر اسے نکلوا دیتے تھے۔ بد قسمتی سے اصول علاج آج بھی اس ترکیب سے آگے نہیں جا سکا۔ فرق صرف اتنا ہے کہ سرجن جلد کو سن کر کے مصفا اوزاروں کے ساتھ اسے پوری طرح کھرچ کر نکال سکتے ہیں۔ لیکن یہ جراحی اس وقت مفید ہو گی جب جوتے میں اصلاح ہو جائے۔

ایک صاحب پشاور سے بڑی مضبوط اور خوبصورت پشاوری چپل لائے۔ چھ ماہ تک اسے روزانہ پہنا۔ چونکہ چلنے میں وہ پیر کے مطابق خم نہ کھاتی تھی۔ اس لئے ناخنوں پر مسلسل دباؤ سے وہ ٹیڑھے ہو کر گوشت کے اندر گھس گئے۔ انگوٹھوں کے دونوں جانب اور تلوے پر بڑی بڑی چنڈیاں بن گئیں۔

چنڈیوں پر لگانے کے لئے Corn Plaster--Corn Caps نام کی آسان چیزیں آتی ہیں۔ اکثر لوگوں کو ان سے فائدہ ہو جاتا ہے۔

پیروں پر مسلسل دباؤ کی وجہ سے گوشت سے نیچے کی ہڈیوں میں بھی ابھار آجاتے ہیں۔ اس لئے بعض اوقات صرف چنڈی کو نکالنے سے بات ختم نہیں ہوتی بلکہ نیچے کی ہڈی کو کھرچنا بھی ضروری ہو جاتا ہے۔ جو کہ اچھا خاصا آپریشن ہے اور کسی ماہر ہاتھ سے ہی انجام پانا چاہیے۔

چنڈیوں اور ان تمام مقامات پر جہاں جلد سخت ہو گئی ہو کے علاج میں

Salicylic Acid کو بڑی شہرت حاصل ہے۔ اس کو 5 فیصدی سے لے کر 25 فیصدی تک کے محلول یا مرہم کی شکل میں استعمال کیا جاتا ہے۔ اس کا ایک مشہور مرکب Whitfeld Ointt کے نام سے مشہور ہے۔

Acid Salicylic 30 Grains

Acid Benzoic 60 Grains

Vaseline 910 Grains

یعنی اس مرہم میں سلی سلک ایسڈ 3 فیصدی اور بنزوئک ایسڈ 6 فیصدی ملایا گیا۔ مگر جلد میں سختی اور کھردرا پن زیادہ ہو تو اس مقدار میں اضافہ کیا جاسکتا ہے۔ لیکن وہ چند دنوں سے زیادہ نہ لگائی جائے۔

اس نسخہ میں دلچسپ چیز یہ ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے لوبان کو بیماریوں سے نجات کے لئے استعمال فرمایا اور بنزوئک ایسڈ اسی سے مرتب ہے۔

کچھ لوگ بڑی چنڈیوں پر ایکسرے کی شعاعیں Superficial - Rays بھی پسند کر رہے ہیں۔ یہ طریقہ خطرناک بھی ہو سکتا ہے۔

امریکی فوج کا حادثاتی تجربہ: فوجی سپاہیوں کو بڑے بوٹ پہن کر لمبے لمبے مارچ کرنے پڑتے ہیں۔ تربیت کے اس مرحلہ پر اکثر سپاہی بھاگنے کے لئے ڈاکٹروں کا سہارا لیتے ہیں۔ امریکی فوج کی ایک بٹالین کے اکثر سپاہی اس قسم کے لانگ مارچ سے پہلے ڈاکٹروں کے ذریعہ چھٹی لینے کی کوشش کر رہے تھے۔ ڈاکٹر نے جس کسی کے پیر میں چنڈی یا تکلیف دہ ابھار دیکھا اس نے سن کرنے والی دوائی کا ٹیکہ لگا دیا۔ ڈاکٹر کا مطلب یہ تھا کہ جگہ سن ہو جانے پر وہ اس روز مارچ کرنے کے قابل ہو جائیں گے۔ اگر تکلیف پھر بھی رہی تو کسی اطمینان کے موقع پر ان کو کاٹ کر نکال دیا جائے گا۔ مگر حیرت کی بات یہ ہوئی کہ جتنے سپاہیوں کو سن کرنے والا ٹیکہ وقتی طور پر اثر کے لئے لگایا گیا تھا وہ لوٹ کر نہ آئے۔ جب ان سپاہیوں کے بارے

میں پتہ کیا گیا تو معلوم ہوا کہ ان کی چنڈیاں پہلے سن ہوئیں اور پھر ہمیشہ کے لئے ختم ہو گئیں۔

فوج کے اس امریکی ڈاکٹر کے مشاہدات جب طبی جرائد میں شائع ہوئے تو دوسرے ممالک میں بھی ڈاکٹروں نے ان کو آزمایا۔ خود ہم نے 75-1960ء کے درمیان سینکڑوں مریضوں کو اس کے ٹیکے لگائے اور 80 فیصدی مریض شفایاب ہو گئے۔

چنڈی کے آس پاس کو پہلے صابن سے اچھی طرح دھو کر صاف کریں۔ پھر سپرٹ سے صاف کر کے 2% Adrenaline 2% Novocaine سرنج میں بھر کر چنڈی کے اطراف میں جلد سے نیچے اور چنڈی کے دائیں بائیں سے سوئی گہری اندر ڈال کر اس کی جڑ میں بھی چند قطرے دوائی ڈال دی جائے۔ لگاتے وقت تھوڑی سی تکلیف ضرور ہوتی ہے لیکن بعد میں اطمینان ہو جاتا ہے۔ یاد رہے کہ Novocaine کے ٹیکہ سے کبھی کبھار خطرناک رد عمل بھی ہو سکتا ہے۔ اس لئے لگانے والا اس صورت حال سے باخبر ہونا چاہیے۔

طب نبویؐ

نبی اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے سرمہ کو آنکھوں کی بینائی میں اضافہ کرنے والا اور بالوں کو اگانے والا قرار دیا ہے۔ اس کے مزید فوائد لوگوں کے لئے ہمیشہ سے دلچسپی کا باعث رہے ہیں۔ حافظ ابن القیمؒ بیان کرتے ہیں۔

"زخموں کے اوپر اور ان کے آس پاس جو فالتو گوشت پیدا ہو جاتا ہے۔ سرمہ اسے زائل کرتا ہے۔ زخموں سے غلاظت کو نکالتا اور ان کو مندمل کرتا ہے۔"

جہاں کہیں بھی فالتو گوشت نمودار ہو سرمہ اسے زائل کر دیتا ہے۔

اس اطلاع کے تجزیہ پر ابتدا میں ہمارا خیال آنکھ میں پیدا ہونے والے ناخونہ کی

طرف گیا جس کا اب تک کوئی علاج معلوم نہیں۔ پھر خیال Keloids کی طرف گیا۔ یہ کیفیت اکثر جلنے کے بعد بے تکے گوشت کی پیدائش کی شکل میں ظاہر ہوتی ہے۔ اب تک ایسے 40 مریضوں کا علاج بڑی کامیابی سے ہو چکا ہے۔

ان کامیابیوں سے ہماری توجہ چنڈیوں کی طرف مبذول ہوئی۔ ایک اچھا خاصا عذاب ہیں۔ تندو تیز دوائیں اکثر کامیاب نہیں ہوتیں اور معاملہ اپریشن تک چلا جاتا ہے۔

خالص سرمہ بازار سے میسر نہیں آتا۔ اس لئے سرمہ کا کیمیاوی نمک Antimony Sulphide حاصل کیا گیا۔ اس کو ویسلین میں حل کر کے 1% مرہم بنائی گئی۔ جو مفید رہی۔ پھر اس نسخہ میں طب نبویؐ کی برکات کا مزید اضافہ کرتے ہوئے یوں بنایا گیا۔

Antimony Sulphide	2 گرام
سناء مکی	10 گرام
کلونجی	4 گرام
روغن زیتون	200 گرام

سناء مکی اور کلونجی کو پیس کر روغن زیتون میں ملا کر ان کو 5 منٹ ہلکی آنچ پر ابالنے کے بعد چھان لیا گیا۔ اس تیل میں انٹی مونی سلفائیڈ بعد میں ملایا گیا۔ اور اس کو روزانہ لگانے سے چنڈیاں دنوں میں جھڑ گئیں۔ بلکہ پیروں پر موجود دوسری سوزشیں اور جلد کا کھردرا پن بھی جاتا رہا۔

اضافی گوشت کے لوتھڑے KELOIDS

کبھی کبھی جلد پر فالتو گوشت کے لوتھڑے سے نمودار ہوتے ہیں۔ پرانے زخم جب بھرتے ہیں اور ان پر سفید داغ آجاتا ہے تو اس عمل کے دوران ہی وہ داغ صرف زخم کے شگاف کو ڈھانپنے تک محدود نہیں رہتا۔ بلکہ بڑھتے بڑھتے عجیب شکل کے ایک لوتھڑے کی صورت اختیار کرلیتا ہے۔

جب کوئی شخص جل جاتا ہے اور جلے ہوئے زخم بھرتے ہیں تو زخموں کو بھرنے والا چھلکا بڑھ کر فالتو یا زائد گوشت کی شکل اختیار کرلیتا ہے۔ یہ لوتھڑے جسم پر کسی جگہ بھی ہوسکتے ہیں۔ کیونکہ یہ تو زخم کو بھرنے والے گوشت کا پھیلاؤ ہے۔ یہ لوتھڑے ان زخموں سے زیادہ نکلتے ہیں جو زیادہ دیر رہے اور ان میں غلاظت زیادہ تھی اور انہوں نے جسم کے کافی حصے کو گلا کر ختم کیا۔ جیسے کہ جلد پر گہرے تپ دق کے پھوڑے۔ جو بعد میں زخم بن گئے۔

ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ان کو پیدا کرنے میں مریض کے اپنے جسم کے رجحان کا بھی دخل ہوتا ہے۔ کیونکہ کئی مریضوں کے معمولی زخموں پر جب کچھ دن ٹنکچر آیوڈین جیسی معمول کی دوائی بھی مسلسل لگائی جائے تو زخم پر اضافی گوشت نمودار ہونے لگتا ہے۔ کبھی کبھی مہاسوں کے زخموں کے بھرنے کے ساتھ ہی ان پر فالتو گوشت بڑھنے لگتا ہے۔ حسن اتفاق سے یہ سانحہ خواتین کے چہروں پر کم وبیش ہی ہوتا ہے۔ البتہ مردوں میں چھاتی کے آس پاس ہونے والے مہاسوں کے بھرنے کے ساتھ فالتو گوشت اکثر پیدا ہوجاتا ہے۔

اس کا رنگ سرخ، گلابی یا سفید بھی ہوسکتا ہے۔ اس کی جڑیں جلد کے اوپر اوپر کسی

تیندوے کے پنجوں کی مانند بڑھنے لگتی ہیں۔ لیکن اس کی بالائی سطح ہموار اور چمکدار ہوتی ہے۔ یہ زخم سے نمودار ہوتے ہیں اور وہیں تک محدود رہتے ہیں۔ کچھ مریضوں میں جب یہ نکلنے لگتے ہیں تو پھر کئی جگہ پر نکلتے ہیں اور ایسی جگہوں پر بھی نکل آتے ہیں جہاں پہلے سے کوئی زخم نہ تھا۔

یہ گوشت ایک حد تک بڑھتا چلا جاتا ہے۔ پھر ایک مرحلہ پر اس کا مزید پھیلاؤ رک جاتا ہے اور وہ اپنی جسامت کو مدتوں قائم رکھتے ہیں۔ اگرچہ ایسے گوشت کی پیدائش کا اصل سبب معلوم نہیں۔ لیکن یہ بات اکثر مشاہدے میں آتی ہے۔ جسم میں جب بھی کوئی باہر کی چیز رکھی جائے تو اس کے ردعمل کے طور پر گوشت کے لوتھڑے نمودار ہو جاتے ہیں۔ زخم کو ٹانکے لگانے والا دھاگہ بھی ایسے ردعمل کی پیدائش کا سبب بن سکتا ہے۔ افریقی ممالک میں لوگ اپنے جسم میں مختلف معدنی نشان داخل کر لیتے ہیں۔ باہر کی ان چیزوں کو جسم قبول نہیں کرتا اور ان کے اردگرد فالتو گوشت تھوپ دیا جاتا ہے۔

یورپ میں ایسے لوتھڑے خاندانی طرز عمل سمجھا جا رہا ہے۔ اور مشاہدات سے اس کا ایک ہی خاندان کے مختلف افراد کو ہونا 15-10 فیصدی تک ہونا پایا گیا ہے۔ عام خیال یہی ہے کہ یہ زائد گوشت چوٹ لگنے۔ گندے زخموں کے بھرنے اور جلنے کے بعد پیدا ہوتا ہے۔ لیکن ہم نے ایسے مریض بھی دیکھے ہیں جن کے جسموں پر ایسے لوتھڑے اپنے آپ بیماری کی صورت پیدا ہوئے۔ اور جسم کے کئی مقامات پر نکلے۔

لاہور کی ایک خاتون کے جسم پر ایک لوتھڑا تھا۔ ہم نے اسے کاٹ کر نکال دیا۔ چھ ماہ بعد آئی تو مختلف مقامات پر 4 لوتھڑے تھے۔ اور پہلی جگہ پر بھی ایک نیا پیدا ہو چکا تھا۔ اور اس کو کبھی چوٹ یا زخم نہ ہوا تھا۔ ہم نے بہت کوشش کی لیکن ایکسرے لگانے والے تیار نہ ہوئے۔ معلوم نہیں اس غریب کا انجام کیا ہوا۔

یہ لوتھڑے ساخت کے لحاظ سے رسولیاں ہیں۔ ان رسولیوں کو معصوم رسولی یا Innocent Tumor کہا جاسکتا ہے۔ لیکن یہ ممکن ہے کہ کچھ عرصہ بعد ان میں سے کوئی ایک کینسر میں تبدیل ہوجائے۔ اس لئے علاج پر فوری توجہ ضروری ہے۔

علاج

1- امریکہ سے Kutapressin کے ٹیکے آیا کرتے تھے۔ ہم نے پچاسوں مریضوں کو یہ ٹیکے نہایت عمدہ نتائج کے ساتھ لگائے۔ مگر اب وہ پاکستان میں نہیں ملتے۔

2- ان لوتھڑوں میں Decadron یا Solucortef کا ٹیکہ لوتھڑے میں پھیلا کر ہفتے میں 2-1 مرتبہ 4-3 ہفتے لگایا جاتا ہے۔

3- اگر ادویہ سے فائدہ نہ ہو تو اسے جلد سمیت کاٹ کر نکال دیا جائے۔ مگر مشکل یہ ہے کہ یہ دوبارہ نمودار ہوجاتا ہے۔ اس لئے طریقہ یہ ہے کہ آپریشن سے تھوڑی دیر پہلے Superficial X-Ray کی ایک خوراک دی جائے اور جب زخم بھر جائے اور ٹانکے نکالنے لگیں تو ایکسرے کی ایک اور خوراک دی جائے۔ اگرچہ ہم نے کئی مریضوں کو ایکسرے ایک ہی مرتبہ ٹانکے کاٹتے وقت لگوایا اور نتائج اچھے رہے۔

یہ تمام علاج ہوتے رہتے ہیں۔ مگر گوشت کے اضافی لوتھڑے لوگوں کے لئے مصیبت کا باعث بنے رہتے ہیں۔

طب نبویؐ

نبی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے بصارت کو بہتر بنانے کے لئے سرمہ تجویز فرمایا۔ اس کے فوائد کا تذکرہ کرتے ہوئے ابن القیم بیان فرماتے ہیں۔

ویذهب اللحم الزائد من القروح ویدملها۔
(طبِ نبویؐ)

(یہ زخموں پر جمع ہونے والے فالتو گوشت کو نکالتا ہے اور ان زخموں کو مندمل کرتا ہے۔)

ان کا یہ بیان ہمارے اس مسئلے کے لئے بڑی اہمیت کا باعث تھا۔ ابتداء میں ہم اسے آنکھ میں ہونے والے ناخونہ تک محدود رکھتے رہے مگر جب "اللحم الزائد" کی بات سمجھ میں آئی تو جس جگہ بھی فالتو گوشت نمودار ہو رہا ہو' آزمائش کی ضرورت محسوس ہوئی چنانچہ اس کیفیت کے لئے سرمہ آزمانے کا شوق پیدا ہوا۔ لیکن سرمہ کہاں سے آئے؟ کیونکہ خالص سرمہ تو تقریباً عنقا ہے۔

کیمیاوی طور پر سرمہ کیمسٹری میں Antimony Sulphide ہے۔ اسے ڈاکٹر خالد لطیف شیخ کی عنایت سے حاصل کیا گیا اور 1% مرہم بنا کر جلے ہوئے زخموں پر آزمایا گیا۔ اتفاق سے ابن القیمؒ نے آگ کے زخموں کے بارے میں خصوصی مشاہدات شامل کئے ہیں۔

اسے چکنائی کے ساتھ ملا کر آگ سے جلے ہوئے کے زخموں پر لگایا جائے

تو ان کو خراب ہونے نہیں دیتا اور ان کو جلد مندمل کر دیتا ہے۔

انہی مشاہدات کی روشنی میں جلنے کے بعد کے مسائل' خاص طور پر Keloids کے لئے سرمہ بہترین دوائی ہے۔ ہم اب تک جلے ہوئے زخموں پر بننے والے فالتو گوشت کے ابھاروں کے 100 سے زائد مریضوں کو Antimony Sulphide کی ایک فیصدی مرہم وسلین میں بنا کر لگا چکے ہیں اور ان میں سے ہر ایک کو فائدہ ہوا۔ چونکہ ابن القیم نے چربی میں مرہم بنانے کی تجویز کی تھی اس لئے ہم نے وسلین استعمال کی۔ بعد میں وسلین کو ترک کرکے مرہم روغن زیتون میں بنائی گئی۔ جن کے لوتھڑے زیادہ تھے ان کو 2 فیصدی مرہم کپڑے پر لگا کر زخم کے پورے رقبہ پر پھیلا کر لگا دیا گیا۔

یہ ترکیب ایسے فالتو گوشت کے کسی بھی علاج سے زیادہ یقینی اور محفوظ ہے۔

تیراکی کے جلدی مسائل

SKIN HAZARDS OF SWIMMING & DIVING

نہانے کے لئے اسلام نے وہی پانی پسند کیا ہے جو پینے کا ہو۔ پینے کے پانی کے اسلامی معیار کے مطابق اس میں کوئی بدبو نہ ہو۔ اس کا رنگ تبدیل نہ ہوا ہو ذائقہ خراب نہ ہو۔ نہانے کے لئے ہر شخص کو علیحدہ پانی لینا چاہئے۔ یہ درست ہے کہ پانی کا ذخیرہ یا ٹب ایک ہو۔ لیکن نہانے والے افراد کسی صاف برتن کے ذریعہ اس سے پانی باہر نکال کر اپنے اپنے جسم پر ڈالیں۔

ابتدا میں پومپیائی اور روم میں ایسے غسل خانے مروج تھے جن میں لوگ نہانے کی بجائے عیاشی کے لئے جاتے تھے اور وہاں سے رنگ برنگ کی بیماریاں حاصل ہوتی رہیں۔ بدنامی۔ بیماریوں اور ان کی مہنگائی نے لوگوں کو ان سے دور کر دیا۔ آہستہ آہستہ ان میں سے اکثر بند ہو گئے۔

اسلام نے اجتماعی غسل کے ان طریقوں کو نہ صرف یہ کہ مجموعی طور پر ناپسند کیا ہے، بلکہ یہاں غسل کے ہر اسلوب کو اپنی تعلیمات کے مطابق مرتب کیا ہے۔ اور یوں چلتے پانی کے علاوہ ایک ہی پانی سے دو افراد کے غسل کو ناجائز قرار دیا گیا۔ مزید ہدایت دی کہ۔

—— صاف پانی کے ساتھ جسم کے ہر حصے کو ہی نہیں بلکہ ہر بال کی جڑ کو صاف کیا جائے۔

—— جسم کا کوئی حصہ (کسی بیماری کی مجبوری کے علاوہ) اگر دھویا نہ جائے تو غسل

نہیں ہوتا۔

——— غسل خانہ میں پیشاب نہ کیا جائے۔

غسل کرنے کے اس صاف ستھرے اور آسان طریقہ کو چھوڑ کر جب ہم نے غسل کے جدید طریقے اختیار کئے تو اپنے لئے مسائل کا ایک بوجھ خرید لیا۔ ایک اندازہ کے مطابق مغربی ممالک میں ان مسائل کی نشاندہی میں اب تک کم از کم 9 کتابیں لکھی جا چکی ہیں۔

نہانے کا ٹب BATH TUB

پانی بھرے ٹب میں صابن لگانے کا مطلب یہ ہے کہ جسم کی اتری ہوئی غلاظت دوبارہ سے جسم پر تھوپ دی جائے۔ رانوں کے درمیان اور سر میں جوؤں اور خارش کی بعض ایسی قسمیں ہوتی ہیں جو جسم کے دوسرے حصوں کو بھی متاثر کر سکتی ہیں۔ لیکن ان کے لئے آسانی کے ساتھ سر سے بغلوں یا جسم کے دوسرے حصوں تک جانا ممکن نہیں ہوتا۔ وہ خارش یا تکلیف جو جسم کے کسی ایک حصہ تک محدود تھی اسے ٹب کے ذریعہ پورے جسم پر بہ آسانی پہنچایا جا سکتا ہے۔

نہانے کے پانی میں خوشبو یا جراثیم کش ادویہ کی شمولیت ان خطرات میں کسی کمی کا باعث نہیں ہوتی۔

نہانے والا تالاب

بہت سے لوگ کھڑے پانی کے ایک ذخیرہ میں بڑے شوق سے نہانے کے لئے جاتے ہیں اور کہتے ہیں کہ یہاں نہانے سے پہلے ہر شخص کسی قریبی غسل خانے میں جا کر سادہ غسل کرتا ہے۔ جسم کو صاف کرنے کے بعد وہ تالاب میں ڈبکی لگاتا ہے۔ نیز کہا جاتا ہے کہ ان تالابوں میں روزانہ تازہ پانی بھرا جاتا ہے۔ یہ دونوں بیانات مشاہدوں سے درست نہیں پائے گئے۔ لاہور میں نہانے والے چھ تالابوں میں بہت کم لوگوں کو نہا کر تالاب میں گھستے دیکھا گیا ہے۔

ایک عام انسانی عادت یہ ہے کہ نہانے کے دوران پیشاب ضرور آتا ہے۔ جب سر اور کمر پر پانی پڑتا ہے تو پیشاب آنا ایک لازمی نتیجہ ہے۔ کیا کوئی نہانے والا حاجت محسوس ہونے پر تالاب سے باہر جاکر کسی بیت الخلاء کو استعمال کرتے دیکھا گیا ہے؟ مزید یہ کہ جسمانی اور جلدی بیماریوں کی متعدد اقسام کے مریض یہاں غسل کرتے ہیں اور اپنی بیماریاں دوسرولں میں تقسیم کرتے ہیں۔ امریکی ماہرین جلد نے خارش کی ایک خصوصی قسم تالاب میں نہانے والوں میں دریافت کی ہے جسے Swimming Pool ITCH کا نام دیا گیا ہے۔

ہم نے ذاتی طور پر ان تالابوں میں نہانے والوں کو چھیپ' پھوڑے پھنسیاں' مسے وغیرہ' آبلوں کی بیماریوں' پیروں کے گلنے کے علاوہ آنکھوں کی متعدد بیماریوں کا شکار ہوتے دیکھا ہے۔

ہوٹلوں کے جن تالابوں میں خواتین بھی نہاتی ہیں ان میں بعض اضافی خطرات اور غلاظت کی نادر اقسام بھی شامل ہوتی ہیں۔ کیونکہ عورتیں سارا مہینہ پاک صاف نہیں ہوتیں۔

سمندری غسل

سمندر کا پانی تیزابیت کی طرف مائل ہوتا ہے۔ اگر یہ جلد پر زیادہ دیر لگا رہے تو جلد پھٹ جاتی ہے۔ عام صابن سمندر کے پانی میں جھاگ نہیں دیتے بلکہ ان کو لگانے کی کوشش کی جائے تو وہ بدن پر جم جاتے ہیں۔ بندرگاہوں پر سمندری پانی کے لئے خاص قسم کے صابن علیحدہ سے ملتے ہیں۔

وہ لوگ جنہوں نے سمندری پانی میں دیر تک رہنا ہو یا وہ کسی مقابلہ میں حصہ لے رہے ہوں تو وہ اپنے جسم پر خاصی مقدار میں ویسلین تھوپ لیتے ہیں۔ اگرچہ ویسلین ان کی کھال کو سمندری پانی کے برے اثرات سے بچائے رکھتی ہے۔ لیکن اپنے جسم کے مسام زیادہ دیر تک ویسلین لگا کر بند رکھنے سے تو پسینہ کے بند ہونے اور جلد کے تنفس کے رک

جانے کی وجہ سے دور رس نقصانات لاحق ہوسکتے ہیں۔

یورپ میں جو لوگ سمندر پر نہانے جاتے ہیں وہ رات کو اپنے جسموں پر ایک مصنوعی تیل ملتے ہیں اور اس کے بعد پھر سے غسل کرتے ہیں گویا غسل کرنا بھی اچھا خاصا عذاب ہوگیا۔

سمندر کے کنارے بغیر لباس یا برائے نام لباس کے ساتھ دھوپ میں پڑے رہنے سے سورج کی شعائیں جلد کو جھلسا سکتی ہیں۔ اگرچہ گرم ممالک کے رہنے والوں کو یہ Sun Burn اکثر نہیں ہوتا۔ لیکن جب ہوتا ہے تو ایک دم سے ہو جاتا ہے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ جیسے کسی نے گرم گرم پانی سارے جسم پر ڈال دیا ہو۔

سمندر میں غوطہ خوری قدرے محفوظ ہے۔ کیونکہ غوطہ لگانے والے ربڑ کا لباس پہن کر پانی میں اترتے ہیں۔ اس مصنوعی ربڑ سے جسم میں حساسیت نمودار ہوسکتی ہے۔

نہانے کا بہترین اور محفوظ طریقہ وہی ہے جو اسلام نے سکھایا کہ برتن سے پانی ہر شخص اپنے لئے علیحدہ لے اور اس سے جسم کی غلاظت دھل کر باہر چلی جائے۔

☆ــــ سیدہ سعدیہ غزنوی نے یہ حیرت انگیز انکشاف کیا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے نفسیات کو نہ صرف کہ قابلِ عمل شکل عطا فرمائی بلکہ نفسیاتی مسائل کا شافی علاج بھی عطا فرمایا۔

☆ــــ احادیثِ مبارکہ کا بغور مطالعہ کریں تو نفسیاتی طریقہ علاج کے سلسلہ میں وافر روشنی حاصل ہو سکتی ہے۔ یہ کاوش قابلِ تحسین ہے ــــ مفتی محمد حسین نعیمی

☆ــــ میں نے اس کتاب کو از حد مفید اور دلچسپ پایا۔

ــــــــ مولٰینا حافظ عبد القادر روپڑی

☆ــــ مسائل کی وضاحت کے علاوہ ان کا شافی علاج بھی پیش کیا گیا ہے۔

ــــــــ مفتی محمد عبید اللہ

☆ــــ اس کتاب کے موضوع اور علمی فوائد نے بے پناہ متاثر کیا ہے۔

ــــــــ پرنسپل خالد مسعود قریشی

☆ــــ یہ تصنیف ایک یکتا کاوش ثابت ہوگی ــــ پرنسپل ڈاکٹر محمد معروف

☆ــــ مجھے یہ خیال انگیز تصنیف بے حد پسند آئی ــــ ڈاکٹر عبد الرؤف میر

☆ــــ میرے نزدیک یہ ایک انتہائی مفید کوشش ہے۔ میں نے بذاتِ خود اس سے استفادہ کیا ہے۔ ــــــــ ڈاکٹر محمد رمضان مرزا

☆ــــ دیباچہ ــــــــ مفتی محمد حسین نعیمی

☆ــــ پیش لفظ ــ ڈاکٹر مطیع الرحمان مشیر نفسیات برائے افواج پاکستان

☆ــــ سائز $\frac{۲۲ \times ۱۸}{۸}$ قیمت ۶۰ روپے

عہدِ رسالت کے

طرزِ عمل سے استشہاد

ڈاکٹر محمد حمید اللہ

یعنی

ملفوظات، معمولات وارشادات

مع

حالات خلفائے عظّام حضرت میاں میرؒ قادری

تصنیف:

شہزادہ محمدّ دارا شکوہ قادری

الفیصل
ناشران و تاجران کتب
غزنی سٹریٹ اردو بازار لاہور

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
الوقف للہ الکریم
برائے ایصالِ ثواب
میرے والد
رحمۃ اللہ علیہ
حضرت خواجہ صغیر احمد سہروردی
ولد خواجہ احمد اللہ مرحوم
جو بھی اسکو پڑھیں میرے مرحوم والد گرامی کے لئے دُعا فرمائیں،
خداوند قدوس ان کو اپنی جوارِ رحمت میں اعلیٰ مقام عطا فرمائیں۔ آمین
منجانب: بیگم و خواجہ قدیر احمد
قدیر انڈسٹریز F-190 لیبر اسکوائر روڈ سائٹ کراچی
TELEX : 23442 QADIR PK, FAX : 92-21 4548379
FACTORY TEL : 2562891, 2564016-19

بارگاہِ نبوت سے حاصل ہونے والے تحائف